تصانیفِ احمدیہ

حصہ اول جلد اول

مشتملبر

کتب و رسائل مذہبی

سنہ ۱۳۱۳ نبوی

علیگڈھ انسٹیٹیوٹ پریس میں باہتمام لالہ گلاب راے چھپی

سنہ ۱۳۰۰ ہجری سنہ ۱۸۸۳ ع

فهرست

کتب و رسائل جو اس جلد میں شامل ہیں

نام کتاب — صفحہ

تصانیفِ احمدیّہ

حصہ اول

مشتمل بر کتب و رسایل مذہبی

تمہید

بہت لوگ ہیں جو دنیا کے انقلابوں کو دیکھتے ہیں ، اور کم ہیں جو اُس پر غور کرتے ہیں مگر بہت کم ہیں جو خود اپنے خیالات کے انقلابوں کو دیکھیں اور اُن کے سببوں کو سمجھیں سوچیں — اگر کوئی شخص اپنی تمام زندگی کی باتوں کو یاد کرے اور سمجھے تو جانیگا کہ اُس کے خیالات میں ایسے عجیب عجیب انقلاب ہوئے ہیں کہ ویسے دنیا کی کسی اور چیز میں نہیں ہوئے - اگر پہلا خیال بغیر سوچے سمجھے تقلید و اعتقاد و تمدن و معاشرت کی وجہہ سے قایم ہوا تھا ، پھر اُسی طرح اور اُنھی اسباب سے اُس میں انقلاب ہوا ہی، تو خیال ہوسکتا ہی کہ دونوں بیہودہ اور بے بنیاد تھے ، اور اگر ان دونوں کے لیئے یا دونوں میں سے ایک کے لیئے کوئی معقول بنا تھی ، تو اُس کے سببوں پر غور کرنا اور اِسبات کو سمجھنا کہ پہلے خیالات کس بات پر مبنی تھے، اور حال کے خیالات کس پر مبنی ہیں، اور ان دونوں بناؤں میں سے کون سی بنا زیادہ تر سچ اور زیادہ تر مستحکم ہی، انسان کے لیئے نہایت مفید ہی *

دنیا کے تمام خیالوں میں مذہبی خیال ایسا ہی جو انسان کے دل پر سب سے زیادہ اثر کرتا ہی — بہت کم برائیاں (جو دنیا میں عموما برائیاں مان لی گئی ہیں) ایسی ہونگی جن کا کرنے والا کبھی نہ کبھی اُن کی برائی کو خیال نکرے، مگر یہہ مذہبی خیال ایسا ہی ، کہ اُسکے سبب سے انسان ہزاروں برائیاں کرتا ہی، اور پھر کبھی اسکو برا نہیں سمجھتا ، ایسے خیال میں کسی قسم کا انقلاب پیدا ہونا سب سے زیادہ توجہہ کے قابل ہی *

گو مجھکو علمی لیاقت کچھہ نہیں ہی، اور میرا درجہ ایک جاہل آدمی سے شاید ہی کچھہ زیادہ ہو ، لیکن الہڑ پن ہی سے سوچنے والی طبیعت تھی — جب حیوانی زندگی سے طبیعت نے دوسری طرف پلٹا کھایا، تو اُسکی کروٹ بجز مذہبی کروٹ کے اور کیا ہوسکتی تھی — اور وہ پہلو بجز اُس پہلو کے جو عام تھا اور جس پر سب کا یقین تھا اور کیا ہوسکتا تھا ، مگر سوچنے والی طبیعت ہردم ساتھہ تھی، اور وہی تمام انقلابوں کا باعث ہوئی ، اور اُسی نے اُس سچائی تک پہنچایا جس کو میں ٹہیٹ اسلام یقین کرتا ہوں، گو کہ رسمی مسلمان اُس کو ٹہیٹ کفر سمجھتے ہوں — اِس عرصہ میں متعدد مذہبی کتابوں کے لکھنے کا اتفاق ہوا جو ہر ایک وقت کے خیالات کے مطابق ہیں ، اُن سب کا بہ ترتیب جمع کرنا گویا اُن تمام زمانوں کے خیالات کو بہ ترتیب سامنے رکھنا ہی، جس سے شاید خود مجھکو اور آیندہ آنے والی نسلوں کو فائدہ ہو — پس میں اپنی تصنیفات کے اِس حصہ میں مذہبی کتابوں اور رسالوں کو ایک جگہہ جمع کرتا ہوں *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جلاء القلوب بذکر المحبوب

مؤلفہ سنہ ۱۲۵۸ ھجري مطابق سنہ ۱۸۴۲ع

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا محمد خاتم المرسلین و الہ الطیبین الطاهرین و اصحابہ نجوم الدین — افضل الاذکار ذکر النبي صلی اللہ علیہ وسلم — دنیا میں سب سے اچھي یہہ بات هی کہ اپنے پیارے نبي کا ذکر کیجیئے ' اور هردم اُس کے نام پر دم دیجیئے '

بیت

دل و جانم فدایت یا محمد * سر من خاک پایت یا محمد

اللهم صلی علی محمد و آل محمد ' سبحان اللہ کیا ذات پاک رسول رب العالمین هی کہ اُسکے جمال با کمال سے عالم منور هوا ' اور اُسکے قدوم میمنت لزوم کي برکت سے زمین نے آسماں پر ناز کیا —

نظم

محمد کافرینش هست خاکش * هزاراں آفریں برجان پاکش
چراغ افروز چشم اهل بینش * طراز کار گاہ آفرینش
سرو سر خیل میداں وفا را * سپہ سالار و سرخیل انبیارا
مرقع برکش نر مادہ چند * شفاعت خواہ کار افتادہ چند
ریاحین بخش باد صبحگاهي * کلید مخزن گنج الهي

صل علی ' کیوں نہ هم ناز کریں اپنے مقبول نبي پر ' جسکي اُمت میں هونے کي نبیوں نے آرزو کي ' اور اُس کي دربانی فرشتوں نے چاهي —

نماند بعصیاں کسی درگرو * کہ دارد چنیں سید پیشرو

اللہ تعالی نے اُس کا نام نبي الرحمۃ رکھا ' اور اُس کے تئیں اُمت کي شفاعت کا اختیار دیا ' اُسکے اشارہ سے شق القمر هوا ' اُس کي ذات پاک سے چراغ هدایت روشن هوا ' مژدہ هو کہ همارے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم شریف محمد هی یعني اللہ اور جمیع مخلوقات کا ممدوح — اللهم صل وسلم علی محمد و آل محمد — اور آپ کے والد ماجد کا نام

عبداللہ اور آپ کے دادا کا نام عبدالمطلب اور آپ کے پردادا کا نام هاشم هی اور آپ کي
جناب والدہ ماجدہ کا اسم مبارک آمنہ بنت وهب هی کہ وہ بهي قریشي هیں *

بیان ولادت

اور آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم ربیع‌الاول کے مهینے میں پیر کے دن پیدا هوئے هیں'
اللهم صل وسلم علی محمد و آل محمد - جس رات کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے
ظهور فرمایا انوار الهي ظاهر هوئے اور کسری کہ کافروں میں بهت بڑا عظیم‌الشان بادشاہ
تها اور هزاروں برس سے اُس کے گهرانے میں بادشاهي چلي آتي تهي اُسکا محل لرز گیا
اور چودہ کنگورے اُسکے گر پڑے (بیت)

چو صیتش در افواہ دنیا فتاد * تزلزل در ایوان کسری فتاد

اور فارس کا آتشکدہ کہ هزار برس سے اُس میں آگ جلتي رهتي تهي اور فارس کے آتش
پرست اُسي کو پوجا کرتے تهے دفعۃ بجهہ گئي' اور ساوہ کے چشمہ میں ایک بوند پاني نرها'
حلیمہ † بنت ابي ذویب اور ‡ ثویبہ نے آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم کو دودہ پلایا اور
ام ایمن § نے اپ کو پالا - اللهم صل وسلم علی محمد و آل محمد - جب کہ آپ کا سن
مبارک چار برس کا هوا آپ کي والدہ ماجدہ نے انتقال فرمایا اور آپ کے والد ماجد آپ
کے پیدا هونے سے پہلے رحلت فرما چکے تهے اور عبدالمطلب آپ کے دادا آپ کي پرورش
کرنے لگے' جب کہ آپ آٹهہ برس اور دو مهینے کے هوئے آپ کے دادا نے بهي رحلت فرمائي'
پهر ابوطالب آپ کے چچا نے آپ کي پرورش کي - اللهم صل وسلم علی محمد و آل محمد -
اور جب کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم کا سن مبارک بارہ برس دو مهینہ دس روز کا
هوا اپنے چچا ابوطالب کے ساتهہ آپ نے شام کي طرف سفر کیا' جب بصری || میں پهونچے
ایک نصراني فقیر نے کہ اُسکا نام ¶ بحیرا تها آپکو دیکها اور جو پتے کہ کتابوں سے اُسکو

---

† حلیمہ سعدیہ بسبب دودہ پلانے کے آپ کي ما هیں آپ انکي بهت تعظیم کیا کرتے تهے چنانچہ
ایک دفعہ حنین میں آپ کے پاس آئیں اپ اوٹهے اور اپني چادر اُنکے لیئے بچهائي اور وہ اُسپر بیٹهیں -

‡ ثویبہ ابي لهب کي لونڈي هیں اور آپ کو اور حضرت حمزہ کو دود پلایا هی اور اپ انکي بهي
تعظیم کرتے تهے —

§ اُم ایمن ان کا نام برکہ هی پهلے عبید حبشي کے نکاح میں تهیں اُس سے ایمن لڑکا پیدا هوا
اسواسطے امایمن کهنے لگے بعد اُسکے زید بن حارث سے نکاح کیا اور اُن سے اُسامہ پیدا هوئے اس واسطے
ام‌اُسامہ بهي کهتے هیں اور آپ اُنکو ما کهتے تهے اور همیشہ اُن کے گهر جاتے تهے اور حضرت ابوبکر صدیق
اور حضرت عمر بهي ان کے گهر زیارت کو جایا کرتے تهے -

|| بصري - کسبای - شام کے پاس ایک شهر هی —

¶ بحیرا علماء نصاری میں سے تها کہ سب چیز چهوڑ کر گوشہ اختیار کیا تها —

معلوم تھے اُن سے پہچانا ، اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے حاضر ہوکر آپ کا ہاتھہ پکڑا اور کہا کہ " یہہ اللہ تعالی کا رسول ہی اور خدا تعالی آپکو بھیجیگا تاکہ سب جہان پر رحمت عام ہو ، اور بحیرا نے کہا کہ جب آپ یہاں تشریف لائے ہیں اُس وقت سب درختوں نے اور پتھروں نے آپ کو سجدہ کیا اور نبی کے سوا اور کسی کو پتھر اور درخت سجدہ نہیں کرتے ، اور اپنی کتابوں میں آپ کی بہت سی نشانیاں پاتا ہوں ، بعد اس کے ابوطالب سے کہا کہ شام میں یہودی بہت سے ہیں اپ کا وہاں لیجانا مناسب نہیں مبادا آپکو ایذا دیویں ، ابوطالب نے آپ کو اولٹا مکہ میں بھیجدیا ۔ اللہم صل وسلم علی محمد و آل محمد ۔ بعد اُس کے دوسری دفعہ † میسرہ کے ساتھہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شام کی طرف کوچ فرمایا ، جب کہ شام میں پہونچے ایک نصرانی فقیر کے تکیہ کے پاس ایک درخت کی سایہ میں اُترے ، اُس نصرانی فقیر نے کہا کہ اس درخت کے نیچے پیغمبر کے سوا اور کوئی نہیں اُترا ، اور میسرہ کہتا تھا کہ دو پہر کے وقت جب گرمی کی شدت ہوتی تھی تو دو فرشتہ آنکو آپ پر سایہ کرتے تھے ۔ اللہم صل وسلم علی محمد و آل محمد ۔ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سفر سے پھر کر حضرت خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کیا ، اور اس زمانہ میں آپکا سن شریف پچیس برس کا تھا ، جب کہ آپ پینتیس برس کے ہوئے کعبہ کی عمارات کو درست کیا اور اپنے ہاتھہ سے حجر اسود کو رکھا ، اور جب کہ آپکی عمر چالیس برس کی ہوئی اللہ تعالی نے آپ کے پاس جبرئیل کو بھیجا اور وحی نازل کی ، اور ساری خلقت پر نبی کیا ، ظہور نبوت کا زمانہ جب کہ قریب آیا تھا تو آپکو تنہائی اور خلوت پسند آتی تھی اور اکثر غار حرا میں کہ اُسکو جبل نور بھی کہتے ہیں تشریف رکھا کرتے تھے ، کہ یکایک غار حرا میں پیر کے دن آٹھویں ‡ ربیع الاول کو ایک فرشتہ وحی لیکر آیا اور کہا کہ " اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو خوشخبری ہو کہ میں جبرئیل ہوں اور اللہ تعالی نے میرے تئیں آپ پاس بھیجا ہی اور تم خداے تعالی کی ساری خلقت پر رسول ہو ، اور حضرت جبرئیل نے کہا کہ اقراء یعنی پڑھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ میں پڑھا نہیں ہوں حضرت جبرئیل نے آپکو بغل میں بھینچا اور پھر کہا کہ اقراء یعنی پڑھو آپ نے پھر کہا کہ میں پڑھا نہیں ہوں پھر حضرت جبرئیل نے آپکو بغل میں بھینچا اسی طرح دون دفعہ حال گذرا آخر تیسری دفعہ حضرت جبرئیل نے کہا کہ " اقراء باسم ربک الذی خلق خلق الانسان من علق اقراء و

---

† میسرہ حضرت خدیجہ کے غلام ہیں ۔

‡ صحیح یہہ ہی کہ رمضان میں وحی نازل ہوئی ۔ محررہ سنہ ۱۸۷۸ع

ربک الاکرم الذی علم بالقلم علم الانسان مالم یعلم ؛ یعني پڑہ اپنے رب کے نام سے جسنے بنایا ، بنایا آدمي کو لہو کي پھتکي سے ، پڑہ اور تیرا رب بڑا کریم هی جسنے علم سکھایا قلم سے ، سکھایا آدمي کو جو نه جانتا تہا - آپ نے پڑھا اور سب حقیقت اور ماهیت کائنات اور ماوراے کائنات کہل گئي ، اور بآواز بلند الله تعالی کا حکم پہونچانا اور سب آدمیوں کو سیدھا راسته بتانا شروع کیا ؛ مکه کے جاهلوں نے آپ کي ایذا دینے کا اراده کیا ، اور شعب میں آپکو گھیر لیا ، کچھه کم تین برس تک آپ اهل بیت سمیت اُس میں گہرے رهے ، بعد اُس کے جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم اُس میں سے نکلے اور اُس زمانه میں آپکا سن شریف اُننچاس برس کا تہا ، اس کے بعد ابو طالب نے انتقال کیا اور اس حادثه کے تین دن بعد حضرت خدیجه نے رحلت فرمائي ، پھر آپ کي خدمت میں جن حاضر هوئے اور اسلام لائے ، جبکه آپکا سن مبارک اکیاون برس اور نو مهینے کا هوا آپکو معراج هوئي ، اور پہلے حضرت کو زمزم اور مقام ابراهیم سے اوتہاکر بیت المقدس کو لیگئے اور براق کو حاضر کیا اور جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم اُسپر سوار هوئے اور آسمانوں کي طرف تشریف لے گئے اور عرش بریں کو اپني ذات پاک سے منور کیا (بیت)

رسولے کا سمان را پایه داد * رکابش عرش را پیرایهٔ داد

اور وهاں جناب باري اور حبیب رب العالمین میں وہ باتیں هوئیں که دوسرے کو خبر نهیں اور پانچوں وقت کي نماز فرض هوئي ، اور جبکه آپ کا سن مبارک ترپن برس کا هوا پیر کے دن آٹهویں ربیع الاول کو آپ نے مکه سے مدینه منوره کي طرف هجرت فرمائي اور پیر کے دن مدینه منوره میں داخل هوئے ، اور وهاں دس برس تشریف رکھي پھر اس جهان سے رحلت فرمائي ، اور اس عرصه میں لوگوں کي هدایت اور الله تعالی کے احکام کے رواج دینے کے لیئے ستائیس لڑائیاں لڑے اور کفار ناهنجار کو مغلوب و مرهوب کیا منجمله اُن کے دس بڑي لڑائیاں ۱ بدر ۲ اُحد ۳ خندق ۴ بني قریظه ۵ بني المصطلق

---

۱ بدر ایک کنوئے کا نام هی که اُسکو بدر بن قریش نے کھودا تہا —

۲ احد مدینه منوره میں ایک پہاڑ هی —

۳ خندق آپ نے مدینه منوره کے گرد کھودي تهي —

۴ قریظه یهودیوں کي ایک قوم هی —

۵ مصطلق خذیمه بن سعد بن عمر کا لقب هی اور یهه گانے میں بہت خوش اواز تہا اسواسطے اس کا یهه لقب هوا —

۶ خیبر ۷ طایف ۸ وادی القری ۹ غابہ ۱۰ بنی نضیر ' کی ھیں '
اور سواے اس کے قریب پچاس جگہہ کے فوج بھیجی مگر آپ بذات مبارک وہاں
تشریف نہیں لیگئے ' اور ھجرت سے دسویں برس حج کو تشریف لیگئے اور لوگوں کو
احکام حج کے سکھلائے اس حج کو حجۃالوداع کہتے ھیں کہ اس سے پیچھے حضرت علیہ
الصلواۃ والسلام کو پھر اتفاق حج کا نہیں ھوا ' مگر پہلے دو بار حج کیا تھا اور چار عمرے
کیئے تھے اور یہہ سب حج اور عمرے ذیقعدہ کے مہینہ میں ھوئے تھے *

اسماء مبارک

اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ میرا نام محمد ھی — اللهم صل
علی محمد و آل محمد — اور احمد بھی ھی — اللهم صل علی محمد و آل محمد و بارک
وسلم — اور ماحی بھی ھی کہ میرے سبب سے اللہ تعالی کفر کو عالم سے نیست و نابود
کرتا ھی ' اور حاشر بھی ھی کہ قیامت میں سب سے پہلے اوتھونگا ' اور عاقب بھی ھی کہ
میرے بعد کوئی نبی نہیں آنیکا ' اور بعضی روایتوں میں آپکا اسم شریف نبی الرحمۃ و نبی
التوبہ و نبی الملحمۃ بھی آیا ھی — اللهم صل وسلم علی محمد خاتم النبیین و سید المرسلین —
اور اللہ تعالی نے آپکو قران مجید میں بشیر اور نذیر اور رؤف اور رحیم اور
رحمۃللعالمین و محمد و احمد و طہ و یس و مزمل و مدثر اور عبد جیسے
کہ سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً اور عبداللہ جیسے کہ انہ لما قام عبداللہ یدعوہ اور منذر
جیسے کہ انما انت منذر بھی فرمایا ھی اللهم صل علی محمد الذی سمیتہ بشیرا و نذیرا
و خطبتہ رحمۃللعالمین و سراجاً منیرا و محمد و احمد و طہ و یس و مزمل و مدثر والعبد
و عبداللہ والمنذر الف الف صلوۃ وسلام *

حلیۂ شریف

اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم بہت خوبصورت اور حسین تھے ' آپ کا میانہ
قد تھا سرخ و سفید رنگت تھی ' اور آپکا سینہ مبارک چوڑا تھا ' اور آپ کے دونوں شانوں میں
تھوڑا سا فاصلہ تھا ' اور آپ کے موی مبارک کان کی لو تک پہونچتے تھے ' اور آپ کے سر اور

---

۶ خیبر مدینہ منورہ کے پاس مشہور ایک قلعہ ھی —
۷ طایف شہروں کا نام ھی —
۸ وادی القری ایک جنگل کا نام ھی —
۹ غابہ حجاز میں ایک جگہہ —
۱۰ نضیر یہودیوں کی ایک قوم ھی —

ڈاڑھي میں کل بیس بال سفید تھے اور آپکا چہرہ مبارک چودھویں تاریخ کے چاند سے بھي سوا روشن تھا اور آپکا بدن متوسط تھا نہ بہت موٹا نہ بہت دبلا ' اگر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم چپ رہتے تو بہت ھیبت اور شان و شوکت معلوم ہوتي تھي اور اگر آپ بات کہتے تو لطافت اور نازکي ظاهر هوتي تھي' اگر کوئي آپ کو دور سے دیکھتا تو کمال حسن و جمال نظر آتا اور اگر پاس سے دیکھتا تھا تو ملاحت اور شیریني معلوم هوتي تھي آپ کي باتیں بہت میٹھي میٹھي تھیں ' اور آپ کشادہ پیشاني تھے ' اور باریک اور لمبي بھویں تھیں اور دونوں بھووں میں کچھہ فاصلہ بھي تھا ' اونچي بہت خوبصورت ناک تھي ' دھانہ کشادہ تھا پر بہت خوبصورت ' دانت بہت روشن اور صاف موتي سے بہتر ' اور آپ کے شانوں کے بیچ میں مہر نبوت تھي ' اور اُس میں سے یہہ الفاظ پڑھے جاتے تھے "لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ" اور جن لوگوں نے کہ آپ کو دیکھا تھا وہ کہا کرتے تھے کہ همنے کبھي پہلے اور نہ پیچھے ایسا کوئي شخص حسن و جمال میں نہیں دیکھا ' اور آپ بہت وسیع الاخلاق تھے کسي پر خفا نہوتے تھے ' اور اپني ذات کے لیئے کسي سے بدلا نہ لیتے تھے ' مگر جو شخص کہ اللہ تعالی کي نافرماني کرتا تھا اُس سے بدلا صرف خالصاً للہ لیتے تھے ' اور جب کہ آپ خفا هوتے تھے تو کسي شخص کو آپ کي خفگي اوٹھانیکي طاقت نہ تھي ' اور آپ حد سے زاید اور سب سے زیادہ شجاع اور سخي تھے ' جس شخص نے جو چیز مانگي اُسیوقت آپ نے دے دي اور کبھي نہیں کہا کہ میں نہیں دیتا ' اور رات کو آپ کے گھر میں ایک کوڑي بھي نرهتي تھي ' اور اگر اتفاق سے رہ جاتي تھي تو جب تک وہ خرچ نہوتي آپ دولتخانہ میں تشریف نہ لاتے تھے ' اور بیت المال سے آپ جو چیز کہ سستي سے سستي هوتي تھي جیسے کھجور اُس میں سے ایک برس کي خوراک کے موافق اپنے اهل بیت کے واسطے لیتے تھے ' اور باقي سب لوگوں کو بانٹ دیتے تھے ' اور اپنے حصہ میں سے بھي مسافروں اور فقیروں کو بہت عنایت کیا کرتے تھے یہاں تک کہ اکثر پورا برس نہونے پاتا تھا کہ آپ کے پاس کھانا هوچکتا تھا اور قرض کي حاجت هوتي تھي ' اور آپ بہت سچي بات فرمایا کرتے تھے ' اور جس سے جو اقرار کرتے تھے اُسکو بیشک پورا کرتے تھے اور آپ بہت باحیا تھے آپ کي نگاہ همیشہ نیچي رهتي تھي اور دیکھتے تو کن انکھیوں سے دیکھتے اور حضرت کا حلم اور تواضع بھي حد سے زیادہ تھا جو شخص غریب امیر آزاد آپ کي دعوت کرتا تھا اُسکو قبول کرلیتے تھے اور سب خلق خدا پر حد سے زاید شفیق تھے ' بلي کے پاني پینے کے لیئے برتن کو جھکا دیتے تھے اور جب تک کہ وہ خوب نہ پي لیتي تھي اُس برتن کو نہ ھلاتے تھے ' اور حضرت بہت پاکیزہ طبیعت کے تھے کچھہ

هوا اور حرص آپ کے دل میں نہ تھي ، اور جو شخص کہ آپ کو پہلے پہل دیکھتا تھا، اُس کے دل میں رعب بیٹھہ جاتا تھا ، اور جو شخص کہ همیشه آپ کي خدمت میں حاضر رهتا تھا اُسکو آپ سے نہایت محبت اور عشق هوجاتا تھا *

بیان سیر جمیلہ

آپ اپنے یاروں کو بہت دوست اور معزز رکھتے تھے، اُن کے سامنے کبھي پاؤں تک نہ پھیلاتے تھے ، اگر آدمیوں کي کثرت سے جگہہ تنگ هوجاتي تھي تو آپ اُن کے لیئے جگہہ کشادہ کردیتے تھے، اور آپ کے یار بھي آپ پر دل و جان سے؛ تصدق و فدا اور پروانہ کي طرح اپني جان دینے کو حاضر تھے ، اگر اپ کوئي بات ارشاد کرتے تھے تو خاموش اُسکو سنتے تھے ، اور اگر کچھہ فرماتے تھے تو اُسکو جلد بجا لاتے تھے، اور جس سے کہ جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم ملاقات کرتے تھے پہلے آپ هي سلام علیک کرتے تھے ، اور زیبایش و تجمل سے اپنے یاروں کي ملاقات فرمایا کرتے تھے، یعني کپڑے پہن تے اور ریش مبارک میں کنگھي کرتے، اور اپنے یاروں کي خیروعافیت پوچھتے رهتے تھے ، اگر کوئي بیمار هوتا تھا اُس کي خبر لینے کو تشریف لیجایا کرتے تھے، اور جو سفر کو جاتا تھا اُسکو دعا دیتے تھے، اور جو مرجاتا تھا اُسکے لیئے انا للہ و اِنا الیہ راجعون فرماتے تھے ، اور قوم کے شریفوں کي بہت دلجوئي فرماتے تھے، اور اهل فضل و کمال کو بہت عزیز رکھتے تھے ، اور سب سے خندہ پیشاني ملا کرتے تھے، اور هر عذر خواہ کا عذر قبول کرلیتے تھے — اللهم صل علی صاحب السیر الجمیلة صلواة کماهو اهلہ — حضرت † انس رضی‌الله عنہ کہتے تھے کہ میںنے دس برس جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم کي خدمت کي ، خدا کي قسم جتني خدمت کہ میںنے سفر و حضر میں آپ کي کي هی اُس سے زاید آپ نے میري خدمت کي هی ، اور کبھي میرے تئیں اُف تک نہیں کہا ، اور جو کام کہ میں کرتا تھا کبھي نہ فرماتے تھے کہ یہہ کیوں کیا اور جو نکرتا تھا اُسکو بھي کبھي نفرماتے تھے کہ کیوں نہ کیا ، ایک دفعہ سفر میں آپنے گوسفند پکانے کے لیئے ارشاد کیا ، ایک شخص نے کہا کہ اسکو ذبح میں کروں گا ، دوسرے نے کہا کہ اسکو پاک

---

† انس بن مالک — آپکي کنیت ابو حمزہ اور آپکي ما کا نام سلمہ تھا دس برس کي عمر میں آنحضرت صلی‌الله علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں حاضر هوئے اور ننانوے برس کے هوکر بصرہ میں مرے جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم نے آپکو دعا دي تھي کہ تمہارے پاس بہت سا پیسا اور بہت سي اولاد هو آنحضرت صلی‌الله علیہ وسلم کي دعا کي برکت سے انصاریوں میں سب سے مالدار رهے اور اٹھتر بیٹے اور دو بیٹیاں تھیں اور آپکے جیتے جي پوتوں سمیت سو آدمي هوگئے تھے *

میں کرونگا، تیسرے نے کہا کہ اسکو میں پکاؤنگا، جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لکڑیاں میں چن لاؤنگا، سب نے عرض کیا کہ یا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم یہہ کام بھی ہم کرلینگے، آپ نے فرمایا کہ میں یہہ بات جانتا ہوں کہ یہہ کام بھی تم کرلوگے مگر میں یہہ بات نہیں چاہتا کہ تمسے اپنے تئیں بڑا بناے رکھوں، کہ اللہ تعالی اپنے بندہ سے اس بات کو برا جانتا ہی کہ اپنے یاروں میں اپنی بڑائی چاہے، اور جبکہ آپ کسی مجلس میں جاتے تھے تو جہاں جگہہ ہوتی تھی وہیں بیٹھہ جاتے تھے، یہہ ارادہ نکرتے تھے کہ سب سے اوپر جاکر بیٹھوں، اور جو شخص کہ آپ کے پاس حاضر ہوتے تھے، اُس پر ایسی نظر عنایت اور التفات فرماتے تھے کہ وہ شخص یہی بات جانتا تھا کہ مجھہ سے سوا اور کسی پر اتنی عنایت نہیں، اور فقیروں کو بہت چاہتے، اور اُن میں بہت بیٹھا کرتے، اور اُن کے جنازہ کے ساتھہ جاتے، اور مہمان کی بہت خاطر داری کرتے، اور اپنا کام اپنے ہاتھہ سے کرتے، اور نماز پڑھنے میں یہہ رقت و بُکا غالب ہوتی کہ آپ کے سینہ مبارک سے آواز ہنڈیا کے پکنے کی سی آتی، اور آپ روزہ بہت رکھا کرتے، اور آپ جب سوتے تو آپ کا دل جاگتا رہتا، اور جو کوئی کچھہ کہتا تو سن لیتے، اور آپ صدقہ کے مال کو نہ کھاتے، اور جو کوئی تحفہ لاتا تو لے لیتے، اور اُس سے بہت سلوک کرتے، اور خدا تعالی نے آپ کو سارے جہاں کے خزانوں کی کنجیاں عنایت کیں پر آپ نے نہ لیں اور آخرت ہی کی نعمتیں اختیار کیں، اور آپ تین انگلیوں سے † کھانا نوش فرمایا کرتے تھے، اور آپ نے جو کی روٹی چھوہارے سے اور خربوزہ کو کھجور سے تناول فرمایا ہی، اور سرکہ اور روٹی کھاکر آپ نے فرمایا ہی کہ روٹی کے ساتھہ کھانے کو سب سے بہتر سرکہ ہی، اور آپ کو شہد اور مٹھاس بہت بھاتی تھی، اور آپ بیٹھہ کر تین دم میں پانی پیتے تھے، ایک دفعہ آپ نے دودہ نوش فرمایا اور ارشاد کیا کہ اگر کوئی کھانے کی چیز کھاوے تو کہے — اللهم ارزقنا خيراً منه — اور جب کہ دودہ پیئے تو کہے کہ — اللهم بارك لنا فيه وزدنا منه — اور فرمایا کہ دودہ کے سوا ایسی اور کوئی چیز نہیں کہ کھانے پینے دونوں چیزوں کو کفایت کرے اور آپ پشمینے کی پوشاک پہنتے تھے لیکن کچھہ تکلف نفرماتے تھے، اور آپ کے نزدیک کُرتہ سب سے اچھی پوشاک تھی، اور جبکہ آپ کوئی نیا کپڑا پہن تے تھے تو فرماتے تھے — اللهم لك الحمد كما البسته واسئلك خيره وخير ماضيع له — اور سبز پوشاک سے بہت خوش ہوتے تھے، اور عمامہ باندھتے تھے، اور اسکا ایک سرا شملہ کی طور پر دونوں شانوں کے بیچ

---

† یعنی انگوٹھا اور کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی انگلی —

میں لٹکا دیتے تھے' اور آپ کبھی دھائیں ھات کي چھنگلیا میں اور کبھي بائیں ھاتھ کي چھنگلیا میں چاندي کي انگوٹھي پہنتے تھے کہ اُسپر " محمد رسول الله " کھدا ھوا تھا ' اور آپ خوشبو سے بہت رغبت اور بدبو سے کمال نفرت رکھتے تھے' اور غالیہ اور مشک اور عود اور کافور کو استعمال کرتے تھے ' اور آئینہ بھی دیکھا کرتے تھے ' اور آپ تین دفعہ دائیں آنکھ میں اور دو دفعہ بائیں آنکھ میں سرمہ لگایا کرتے تھے ' اور سفر میں آپ کے پاس ھمیشہ تیل اور سرمہ اور ائینہ اور کنگھي اور قینچي اور مسواک اور سوئي تاگا رھتا تھا' اور آپ کبھي کبھي مزاح بھي فرماتے تھے مگر اُس میں جو بات کہ ارشاد ھوتي تھي وہ سب سچ ھي ھوتي تھي ' جیسے کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم سے ایک شخص نے عرض کیا کہ میرے تئیں اونٹ پر سوار کردو' آپ نے فرمایا کہ تیرے تئیں اوتني کے بچے پر سوار کرینگے ' اُس شخص نے عرض کیا کہ مجھے بچہ اوٹھا نہ سکیگا ' جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم نے فرمایا کہ اونٹ بھي اوتني ھي کا بچہ ھوتا ھی *

اسي طرح ایک عورت نے جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم سے عرض کیا ' کہ یا رسول خدا صلی‌الله علیہ وسلم میرا خاوند بیمار ھی اور آپ کو بلاتا ھی ' آپ نے فرمایا کہ تیرا خاوند وھي ھی کہ جسکي آنکھ میں سفیدي ھی ' جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم کو اُس سفیدي سے وہ سفیدي مقصود تھي جو سب کي انکھ میں ھوتي ھی' مگر وہ عورت پہلي سمجھي اور جاکر اپنے خاوند کي آنکھ کو چیر کر دیکھا' اُسکے خاوند نے کہا کہ تجھے کیا ھوگیا ھی کہ تو میري انکھ کو چیرتي ھی اُس نے جواب دیا کہ جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم نے مجھہ سے فرمایا ھی کہ تیرے خاوند کي آنکھ میں سفیدي ھی ' اُس نے کہا کہ کوئي شخص ایسا نہیں ھی کہ اُسکي آنکھ میں سفیدي نہو ' اور جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم نے سب سے پہلے خدیجہ بنت خویلد سے نکاح کیا اور بعد اُس کے † سودہ بنت زمعہ اور پھر ‡ حضرت عایشہ صدیقہ اور § حفصہ بنت

---

† سودہ نے شوال کے مہینے سنہ ۵۵ ھجري میں معاویہ کے زمانہ میں انتقال فرمایا *

‡ عایشہ بنت ابوبکر صدیق رضی‌الله عنہ - اِنکي عمر چھہ برس کي تھي جب آپ نے نکاح کیا اور جب آپ نے انتقال فرمایا تب حضرت عایشہ اٹھارہ برس کي تھیں اور حضرت عایشہ نے سترویں رمضان سنہ ۵۸ ھجري میں انتقال فرمایا اور انکي کنیت ام عبدالله ھی *

§ حفصہ بنت عمر فاروق رضی‌الله عنہ نے اکتالیسویں برس ھجرت سے انتقال فرمایا *

عمر فاروق اور † اُم حبیبه بنت ابی سفیان اور ‡ اُم‌سلمه اور § زینب بنت جحش اور || جویریه بنت حارث اور صفیه که وه حضرت هارون پیغمبر علیه‌السلام کی اولاد سے تهیں اور میمونه اور زینب بنت خزیمه سے ' اور آپ کی اولاد میں سے حضرت قاسم تهے اور انهی کے نام سے آپ کی کنیت تهی اور اسی واسطے آپ کو ابوالقاسم کهتے تهے' اور عبدالله که طیب اور طاهر انهیں کالقب تها' اور زینب اور رقیه اور ام‌کلثوم اور فاطمه' اور اُن صاحب زادوں نے نبوت سے پہلے انتقال فرمایا اور صاحب زادیوں نے نبوت کے بعد ' اور یهه سب صاحبزادے اور صاحبزادیاں حضرت خدیجه سے تهیں ' بعد اس کے ابراهیم ماریه قبطیه سے مدینه میں پیدا هوئے اور ستر دن کے هوکر مرگئے ' اور حضرت کی سب اولاد آپ کے روبرو رحلت کرچکی تهی مگر فاطمه علیهما السلام باقی تهیں بعد چهه مهینے کے اُنهوں نے رحلت فرمائی' پهوپهیاں اور چچا حضرت کے ستره تهے ' اُن میں سے صرف تین هی اسلام لائے ¶ حضرت عباس اور * حمزه اور صفیه اور حارث اور زبیر اور قثم اور ابوطالب عمران اور عبدالکعبه اور حجل اور ضرار — عیداق — ابولهب چچوں میں سے اور عاتکه اور اروی و اُم‌حکم اور بره و امیمه پهوپهیوں میں سے ایمان نهیں لائیں — اور حضرت کے خادم بهت تهے اُن میں سے انس اور عبدالله بن مسعود اور بلال هیں اور ذومخمر بهانجا نجاشی کا

---

† ام حبیبه بنت ابی سفیان — جب انحضرت صلی‌الله علیه وسلم نے ان سے نکاح کیا هی تو یهه حبشه میں تهیں اور نجاشی حبشه کے بادشاه نے چار سو دینار آنحضرت صلعم کی طرف سے مهر دیا اور هجرت سے چوالیسویں برس انتقال فرمایا *

‡ ام سلمه نے رمضان میں باسٹهویں برس انتقال فرمایا هی اور سب ازواج مطهرات سے پیچهے انهیں نے وفات پائی هی اور بعضی میمونه کو کهتے هیں ه

§ زینب بنت جحش نے حضرت عمر کی خلافت میں هجرت سے بیسویں یا اکیسویں برس مدینه‌منوره میں انتقال فرمایا اور سب ازواج سے پہلے آپ نے هی انتقال فرمایا اور آپ هی سے گهواره میں اُٹهانے کی رسم نکلی *

|| جویریه بنت حارث بنی مصطلق کی لڑائی میں پکڑی گئیں اور ثابت بن‌قیس کے حصه میں آئیں اُس نے اُنکو مکاتب کردیا اُنهوں نے پیغمبر خدا سے کچهه روپیه مانگا آپنے کها هم تم سے نکاح کرینگے وه راضی هوئیں اور چهپنویں برس میں هجرت سے انتقال فرمایا *

¶ عباس — مکه کی فتح سے پہلے مسلمان هوئے اور حضرت عثمان کی خلافت میں انتقال فرمایا *

* حمزه — هجرت سے پہلے مسلمان هوئے اور شوال کے مهینه میں جنگ اُحد میں شهید هوئے *

آپکا خادم تھا اور ایلچي آپ کے جنکو بادشاھوں کے پاس بھیجا تھا بہت تھے، عمر و بن اُمیہ کو نجاشي حبشہ کے بادشاہ کے پاس بھیجا اور وہ ایمان بھي لایا اور وحیہ کلبي کو اول روم کے بادشاہ پاس بھیجا وہ بھي ایمان پر مستعد ھوا تھا پر اُس کي قوم نے نہ مانا اُن کے ڈر سے وہ ایمان نہ لایا عبداللہ بن حذافہ کو خسرو فارس کے بادشاہ کے پاس بھیجا تھا اُس مردود نے حضرت کے نامہ مبارک کو چاک کرڈالا حضرت نے اُس کے حق میں بد دعا کي تہ وہ ھلاک ھوا —— [بیت]

درید آن نامہ گردن شکن را * نہ نامہ بلکہ نام خویشتن را

علاء بن خضرمي کو بحرین کے بادشاہ کے پاس بھیجا ، او ر وہ ایمان بھي لایا ، اور لکھنے والے حضرت کي سرکار میں بہت تھے، چاروں خلیفہ اور عبداللہ بن ارقم و ابي بن کعب و ثابت بن قیس و زید بن ثابت و معاویہ اور آپکے بہت سے اصحاب تھے *

صحابۂ کرام

مگو وہ اصحاب کہ جن پر بہت عنایت تھي اور آپ کے خاص الخاص تھے وہ یہہ ھیں ۱ ابوبکرصدیق ۲ عمر فاروق ۳ عثماں غني ۴ علي مرتضی ۵ حمزہ ۶ جعفر ۷ ابوذر ۸ مقداد ۹ سلمان ۱۰ حذیفہ ۱۱ عبداللہ بن مسعود ۱۲ عمار ۱۳ بلال *

عشرۂ مبشرہ

اور جو لوگ کہ عشرہ مبشرہ ھیں اور اُنکو بہشت میں جانے کي خوشخبري دي تھي وہ یہہ ھیں ۱ ابوبکر صدیق ۲ عمر فاروق ۳ عثمان غني ۴ علي مرتضی ۵ سعد بن ابی وقاص ۶ زبیر بن العوام ۷ عبدالرحمن بن عوف ۸ طلحہ بن عبداللہ ۹ عبیدہ بن جراح ۱۰ سعد بن زید *

دواب

اور حضرت کي سرکار میں دس گھوڑے اور بیس اونٹنیاں دودہ دینے والي اور سو بکریاں تھیں *

ھتیار

اور تین تلواریں اور چار کمانیں اور ایک ترکش اور ایک سپر اور دو زرہ اور ایک خود تھا اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ھزارھا معجزات ظہور میں آئے ھیں *

اور جو معجزے کہ سب نبیوں میں تھے وہ آپ کی ذات با برکات سے ظاہر ہوتے تھے اُن کا احاطہ ممکن نہیں مگر تیمناً و تبرکاً چند معجزات بیان کیئے جاتے ہیں *

معجزات

سب سے بڑا معجزہ کلام اللہ ہی کہ کیسا ہی عالم فاضل فصیح بلیغ ہو اُسکی چھوٹی سی چھوٹی ایک سورۃ کے برابر نہیں کہہ سکتا ، اور باوجودیکہ آپ کچھہ پڑھے نہ تھے اُن باتوں کی جو ہوچکیں اور ہونگی خبر دی اور سب سچ ہیں، اور آپکی انگلی کے اشارہ سے شق القمر ہوا کہ کسی نبی سے ایسا معجزہ ظہور میں نہیں آیا ، اور ایک دفعہ آپنے بکری کے چھوٹے سے بچے کے پیٹ پر ہاتھہ پھیرا اور باوجودیکہ وہ بچہ تھی مگر فی الفور اُسنے دودہ دیا ، اور آپنے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو دعا دی تھی کہ اُن کے سبب اسلام کو رونق ہو اُسی طرح ہوا کہ اُن کی خلافت میں جتنی رونق اسلام اور فتح بلاد ہوئی کسی خلیفہ کے وقت میں ایسا نہوا ، اور ایک دفعہ قتادہ بن النعمان کی آنکھہ میں زخم لگا اور آنکھہ نکل کر پانی سی بہہ گئی آپنے اپنے دست مبارک سے اُسی کو لیکر آنکھہ میں رکھدیا آنکھہ اچھی خاصی دوسری آنکھہ سے بھی اچھی ہوگئی، اور ایک دفعہ جناب پیغبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک اعرابی کو مسلمان ہونے کے لیئے کہا اُس نے کہا کہ کوئی گواہ لاؤ آپ نے فرمایا کہ یہہ درخت گواہ ہی اور درخت کو کہا کہ آگے آؤ وہ درخت آگے آیا اور تین دفعہ بآواز بلند گواہی دیکر جہاں کا تھا وہیں چلا گیا ، اور جس رات کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت ہوئی اُس رات جتنے درخت اور پتھر وغیرہ تھے سب نے بآواز کہا تھا کہ السلام علیکم یا رسول اللہ ، اور ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے ہرنی نے عرض کیا کہ میرے تئیں قید سے چھوڑا دو میرے دو بچہ ہیں اُن کو دودہ پلاکر پھر آجاؤنگی آپنے اُس کو چھوڑ وا دیا اور اُس نے آدمیوں کی طرح اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمد رسول اللہ پڑھا ، اور ایک دفعہ ایک شخص ایمان لایا اور پھر کمبخت مرتد ہوکر پھر گیا اور کافروں سے جا ملا بعد اُس کے مرگیا جب کہ آپ کو اُس کے مرنے کی خبر پہونچی آپ نے فرمایا کہ زمین اُس کو قبول نہ کریگی اسی طرح ہوا کہ جب اُسکو دفن کرتے تھے زمین اُگل دیتی تھی، اور ایک دفعہ حضرت کی اُنگلیوں سے ایسا پانی جاری ہوا کہ اُس سے چودہ سو آدمیوں نے پیا اور وضو کیا ، یہہ معجزہ کئی بار ہوا ہی، اور جبکہ مکہ کی فتح ہوئی تھی اور آپ مسجدالحرام میں داخل ہوئے ہیں تو کعبہ کے گرداگرد بت لٹکتے تھے آپ کے دست مبارک میں ایک چھوٹی سی چھڑی تھی اُس سے آپ اشارہ کرکے فرماتے تھے

کہ " جاءالحق و ذھق الباطل " وہ بت آپ سے آپ گرپڑتے تھے' اور اسیّ طرح ھزارھا اعجاز ھیں کہ اُن کا حد و حصر ممکن نہیں *

حجۃالوداع

ھجرت سے دسویں برس جناب پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم نے آپ حج کرنے کا ارادہ کیا اور سب لوگوں کو خبر پہونچائي کہ رسول خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم حج کو تشریف لیجاتے ھیں' یہہ خبر سنکے ھزاروں آدمي مدینہ میں جمع ھوئے اور اس سفر میں اس قدر آدمي جمع ھوگئے تھے کہ حد اور شمار سے باھر تھے ' جہاں تک نگاہ جاتي تھي آدمي ھي آدمي دکھائي دیتے تھے' اور اس حج کا نام" حجۃالوداع " ھی اسواسطے کہ جناب پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم اس سفر میں سب لوگوں سے سفر آخرت کے لیئے رخصت ھوئے ھیں' اور فرمایا ھی کہ مجھہ سے اپنے طریق اور راھیں سیکھہ لو شاید میں اگلے برس حج میں نہوں اور جیتا نہ رھوں' غرض کہ ذیقعدہ کي پچیسویں کو آپ نے غسل فرمایا اور کنگھي کي اور تیل ڈالا اور خوشبو لگائي اور احرام کے کپڑے پہن کر دولت خانہ سے باھر نکلے اور مدینہ منورہ میں ظہر کي نماز پڑھي اُس کے بعد ذي‌الحلیفہ میں پہونچے اور عصر کي نماز قصر کرکے پڑھي اور احرام باندھکے لبیک فرمایا' اور اپني اُونٹني پر کہ قصوا اُس کا نام تھا سوار ھوئے اور منزلوں کو طے کرکے ذي‌الحجہ کي چوتھي تاریخ صبح کے وقت اتوار کے دن مکہ معظمہ میں داخل ھوئے - اللھم صل علی محمد و آل محمد - جبکہ آپ مکہ معظمہ کے پاس پہونچے آپ نے تین دفعہ جلدي جلدي طواف کیا اور چار دفعہ آھستہ آھستہ طواف کیا ' اور جب کہ آپ حجرالاسود کے پاس پہونچتے تھے اُس وقت بوسہ دیتے تھے اور کبھي پیشاني رکھتے تھے اور بعد اُسکے بوسہ دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ " بسم‌اللہ واللہ اکبر " بعد اُسکے آپ کوہ صفا پر تشریف لے گئے اور یہہ آیۃ پڑھي کہ " ان‌الصفا والمروۃ من شعائراللہ " اور اُس جنگل میں آپ سوار ھوکر پھرتے تھے' بعد اس کے آپنے حکم کیا کہ جو لوگ ھدیہ اپنے ساتھہ نہیں لائے ھیں وہ حج کي نیت موقوف کریں صرف عمرہ تمام کریں اور احرام سے نکل آویں ' جب کہ ترویہ کا دن یعني ذي‌الحجہ کي آٹھویں تاریخ ھوئي تو آپ منا کي طرف متوجہہ ھوئے اور وھاں ظہر اور عصر اور مغرب اور عشا کي نماز پڑھي اور رات کو رھے اور صبح کي نماز پڑہ کر جب آفتاب نکلا تو عرفات کي طرف روانہ ھوئے' اور جناب پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم کے پہونچنے سے پہلے نمیرہ کے جنگل میں کہ عرفات کے پاس ھی خیمہ کھڑا کیا تھا آپ وھاں آنکر اُترے اور جب دو پہر ڈھل چکي

نماز ظہر اور عصر کي جماعت کے ساتھہ پڑھي اور موقف کي طرف کہ عرفات کے ميدان ميں ھی چلے اور وھاں دعا اور کلمہ کہتے تھے يہاں تک کہ شام ھوگئي' پھر مزدلفہ کي طرف تشريف ليگئے اور رات کو رھے اور صبح کي نماز پڑہ کے دن نکلتے تک مشعرالحرام ميں تہرے' اور بعد اس کے جمرۃالعقبہ ميں سات کنکرياں پھينک کر منا کي طرف روانہ ھوئے' اور ايام تشريق † ميں بھي سات سات کنکرياں پھينکتے رھے' اور بقرعيد کے دن اول وقت قرباني کرکے کعبہ کے طواف کو روانہ ھوئے' اور سات دفعہ کعبہ کے گرد پھر کر طواف کيا ' بعد اس کے سقايہ ميں آئے اور وھاں آب زمزم پيا ' اور منا کي طرف تشريف ليگئے' اور تشريق کے تيسرے دن کوچ کيا ' اور محصب ميں پھونچ کر لشکر کو کوچ کرنے کا حکم ديا ' بعد اسکے مدينہ منورہ ميں داخل ھوئے' اور اسي حج کے دنوں ميں آية " اليوم اکملت لکم دينکم و اتممت عليکم نعمتي" اور اس سے پہلے" سورہ اذاجاء نصرالله " نازل ھوئي تھي اور آنحضرت صلی‌الله عليہ وسلم کو سفر آخرت کي خبر دي تھي' اسواسطے جناب پيغمبر خدا صلی‌الله عليہ وسلم نے بعضے صحابہ سے انتقال کے دن قريب ھونے کا حال فرمايا تھا ' اور جناب فاطمہ عليہاالسلام سے بھي فرمايا تھا کہ ميرے تئيں مرنے کي خبر ديي ھی حضرت فاطمہ رونے لگيں جناب پيغمبر خدا صلی‌الله عليہ وسلم نے فرمايا کہ تم سب اھل بيت سے پہلے ھمسے ملوگي' بعد اس کے آنحضرت نے کئي دفعہ رات کو شہداے بقيع کے ليئے دعا کي' جبکہ وھاں سے مراجعت کي اور حضرت عايشہ رضي الله عنہا کے گھر ميں تشريف لائے آپ کے تئيں درد سر شروع ھوا اور دن بدن شدت ھونے لگي يہاں تک کہ وقت انتقال قريب آيا اور بموجب حکم باريتعالے کے ملک‌الموت ايک اعرابي کي صورت ميں در دولت پر حاضر ھوا اور اندر آنے کي اجازت چاھي حضرت فاطمہ عليہاالسلام نے جواب ديا کہ اس وقت جناب پيغمبر خدا صلی‌الله عليہ وسلم کو مرض کي شدت ھی ملاقات کا وقت نہيں' پھر دوبارہ اندر آنے کي اجازت چاھي پھر وھي جواب سنا ' تيسري دفعہ چلاکر کہا کہ سب لوگ اُس آواز سے حيران ھوگئے اور جناب پيغمبر خدا صلی‌الله عليہ وسلم کي آنکھہ کھل گئي' آپ نے پوچھا کہ کيا حال ھی جو حال تھا سب نے عرض کيا ' جناب رسالت مآب صلی‌الله عليہ وسلم نے فرمايا کہ اے فاطمہ يہہ ملک‌الموت ھی' جناب فاطمہ زھرہ نے جو يہہ بات سني رونے لگيں' آپ نے فرمايا کہ اے ميري بيٹي مت رو کہ تيرے رونے پر عرش روتا ھی' اور اپنے ھاتھہ سے حضرت فاطمہ کے آنسو پونچھے اور تسلي کي اور دعا دي کہ الله تعالی ميري جدائي ميں اُس کو صبر دے ' اور حضرت فاطمہ عليہاالسلام سے فرمايا کہ اپنے بيٹوں کو ميرے پاس لا جناب

---

† تشريق — يعني ذي‌الحجہ کي گيارھويں بارھويں تيرھويں تاريخ —

حسن و حسين عليهما السلام آنحضرت صلى الله عليه وسلم پاس آئے، وه دونوں صاحب آپکو اس حال ميں ديكهه كر رونے لگے، اُن كے رونے كي آواز سنكر جتنے لوگ گهر ميں تهے سب رونے لگے، جب سب كے رونے كي آواز آپ كے كان ميں پهونچي آپ بهي رونے لگے، سكرات مرت نے شدت كي كه آپ كا رنگ مبارک متغير هوتا جاتا تها، اور آپ كے پاس ايک پاني كا پياله بهرا هوا دهرا تها، آپ اُسميں هاتهه ڈالتے تهے اور روے مبارک پر ملتے تهے اور فرماتے تهے "اللهم اعنى على سكرات الموت" جب ملک الموت نے اجازت قبض روح مبارک كي چاهي آپ نے فرمايا كه ذرا صبر كرو جبرئيل آجاوے، اتنے ميں حضرت جبرئيل آئے آپ نے فرمايا كه اے دوست اس وقت ميں ميرے تئيں اكيلا چهوڑتا هي، حضرت جبرئيل نے كها كه آپكو خوشي هو كه الله تعالى نے مالكِ دوزخ كو حكم ديا هى كه ميرے پيارے دوست كي روح پاک آسمان پر آويگي دوزخ كي آنچ كو بالكل بُجهادے، اور حوروں كو حكم ديا هى كه اپنے تئيں آراسته كريں، اور فرشتوں كو فرمايا هى كه اُٹهه كر صف بصف كهڑے هوں كه روح پاک محمد صلى الله عليه وسلم آتي هى، اور مجهكو حكم ديا هى كه زمين پر جاكر ميرے دوست سے كهو، كه الله تعالى نے فرمايا هى كه جب تک تو اور تيري اُمت بهشت ميں نه داخل هو لينگے اُس وقت تک سب نبيوں اور اُمتوں پر بهشت حرام هى، اور قيامت كے دن تيري اُمت كو اتنا بخشونگا كه تو راضي هو جاوے، يهه بات سنكر آپ نے ملک الموت كو فرمايا كه جس كام كو تو آيا هى وه كام كر ملک الموت نے آنحضرت صلى الله عليه وسلم كي روح مبارک قبض كي اور اعلى عليين ميں ليگيا، اور كها كه يا محمدا يا رسول رب العالمين — اللهم صل على محمد و آل محمد — اس واقعه جانكاه كے بعد جو لوگ حاضر تهے اُنهوں نے يا كسي فرشته نے آپ كے اوپر حبره كه ايک قسم كي جادر هى اُڑهائي، اور جناب فاطمه زهرا عليها السلام اور حضرت عايشه صديقه رضي الله عنها اور جو مقرب تهے حالت بيقراري ميں گريه و زاري كرتے تهے، اور سب صحابه پر وه حال بيطاقتي اور بيهوشي كا تها كه بعضوں نے حضرت كي موت كا انكار كيا، اور حضرت عثمان رضى الله عنه خاموش گنگ هوگئے، اور جناب علي عليه السلام بيٹهے كے بيٹهے ره گئے، اور سب صحابه كا اسيطرح برا حال هوا، مگر حضرت عباس آپ كے چچا اور حضرت ابوبكر صديق نے بهت استقلال اور كمال ضبط كيا، اتنے ميں حضرت خضر على نبينا و عليه الصلواة والسلام نے حجره مبارک ميں سے آواز دي كه آپ كو غسل دو، اور حضرت خضر على نبينا و عليه الصلواة والسلام نے سب صحابه كو كه اس غم اور الم ميں كه كوئي اُن كا شريک نه تها تسلي دي اور ان الفاظ سے تعزيت كي" ان الله في عزاءً من كل مصيبة و خلفاً من كل هالک و دركاً من كل فايت فبالله فاتقوا و اليه فارجعوا

فان المصائب من حرم الثواب " یعني الله تعالی کے پاس ہر مصیبت کے واسطے دلاسا ہی اور ہر مرنے والے کا عوض ہی اور ہر جانے والي چیز کا بدلا ہی پھر الله پر اعتماد کرو اور اُس کي طرف رجوع کرو کہ حقیقت میں مصیبت زدہ وہ ہی جو ثواب سے محروم رہے' بعد اس کے آنحضرت صلی الله علیه وسلم کو حضرت علي اور حضرت عباس اور فضل وقثم حضرت عباس کے بیٹے اور شقران جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے غلام اور اسامہ نے کپڑوں سمیت غسل دیا ' اور اَوْس انصاري بهي حضرت کے نہلانے اور دھلانے میں حاضر ہوئے' اور حضرت علي نے آپ کے پیٹ پر هاتھ رکھا کہ شکم سے کچھ نہ نکلا آپنے کہا کہ " صلی الله علیک فقد طیب حیاً و میتا " یعني رحمت خدا کي تمپر ہو کہ پاک ہو تم جیتے اور مرے' اور آپکے تئیں تین چادروں میں تکفین کیا ' اور ہر شخص نے الگ الگ نماز پڑھي کوئي امام آپ کے جنازے پر نہیں ہوا ' اور جناب عایشہ صدیقہ کے گہر میں آپ کي قبر شریف بطور بغلي کے کھدي ' اور قبر میں قطیفہ کا فرش ہوا اور اُس میں مدفون کیا *

نظم

گریبان زمیں شد ناگہاں چاک	*	درآمد همچو جاں در قالب خاک
مگر شخص زمیں لب تشنہ مے مرد	*	کہ آب زندگاني را فرو برد

اللهم صل علی روح النبي المطهر	*	شفیع الوری في یوم بعث و محشر
بشیر نذیر سید القوم جملة	*	رسول کریم خیر ذات و جوهر
و ما مثله في الناس من صلب آدم	*	بخلق عظیم ثم ذات معطر
اذا نارنورک في خلق آدم	*	خیر الملائکة جماة مکبر
اذ الاح بالانوار وجه محمد	*	فلم یبق نور مالنجم منور
سقي معشر الابرار من حوض کوثر	*	شرابا طهورا خالیاً عن مکدر
علیک صلواة الله یا سید الوری	*	علیک سلام الله یا خیر منظر

فقیر حقیر سید احمد الحسني حسیني المخاطب بجوادالدوله سید احمد خاں بہادر عارف جنگ نے اس رسالہ کو سرورالمحزون سے ماخوذ کیا اور چند مطالب مدارج النبوت سے اُس میں بڑھائے اور بعضي بعضي باتیں اصل رساله میں سے کم کردي گئیں اور جناب اوستاذي اعلم العلماء و افضل الفضلاء مولانا محمد نورالحسن صاحب سامه الله تعالی (مرحوم و مغفور) کي اصلاح سے صحیح و درست ہوا *

تمت

ریویو

خود مصنف کا لکھا ہوا

مورخہ جون سنہ ۱۸۷۸ ع

یہہ کتاب اُس زمانہ میں لکھي گئي تھي جبکہ لوگوں کي دیکھا دیکھي مولود کي مجلس کا دل میں بڑا شوق تھا ' ہر مہینے کي دوازدھم کو لوگ جمع ہوتے تھے' سوا لاکھہ دفعہ چھوارے کي گٹھلیوں پر درود پڑھا جاتا تھا' اور ختم کے بعد شیریني بٹتي تھي ' اور ھمکو لوگ بہت نیک اور محب رسول سمجھتے تھے ' حالانکہ اُس زمانہ میں ھمنے نہ رسول کو سمجھا تھا اور نہ رسول کي محبت کو — اُسي زمانہ میں بہت سے رسالے مولود کے دیکھے ' اُس وقت کے خیال کے مطابق بھي اُن میں ایسي باتیں معلوم ہوئیں جو ٹھیک نہ تھیں ' اور بجاے اسکے کہ اُن میں آنحضرت صلعم کے حالات بیان ہوں وہ رسالے زیادہ تر مرثیہ خواني یا کتاب خواني کے جسکا رواج محرم کي مجلسوں میں ھی مشابہ تھے' اسلیئے دل میں آیا تھا کہ ایک مختصر رسالہ جو بطور بیان حالات اور واقعات کے ہو اور جس میں نامعتبر باتیں نہوں لکھا جاوے' مگر اب افسوس ہوتا ھی کہ اس میں بھي بہت سي نامعتبر بلکہ لغو باتیں ھیں *

بڑا ماخذ اس رسالہ کا سرورالمحزون ھی جسکو شاہ ولي اللہ صاحب نے تصنیف کیا تھا ' اور کچھہ باتیں مدارج النبوت سے جس میں ہزاروں لغو و نامعتبر کہانیاں مندرج ھیں لي گئي تھیں ' اُس زمانہ میں تو اس رسالے کے لکھنے پر بڑا فخر تھا مگر اب اُسکو دیکھہ کر تعجب ہوتا ھی *

مولود کي مجالس کي نسبت جو خیال اُس زمانہ میں تھا اُس میں بھي انقلاب عظیم ہوگیا ھی ' اُس وقت خیال تھا کہ مولود کي مجلس ایک مذھبي امر اور بہت بڑے ثواب کا کام ھی ' اور بہشت کي نعمتوں کے ملنے کي کنجي ھی ' مجلس مولود میں پیغمبر صاحب کي ارواح پاک موجود رھتي ھی ' اور رحمت کے فرشتے اوترتے رھتے ھیں'

خصوصا هماري مجلس میں جو بالکل سادہ اور زواید بیہودہ سے ازاد اور صرف درود خوانی هی' اور تمام باتوں سے جو مشابہ مرثیہ خواني یا کتاب خواني کي هوں پاک هی *

جب مذهبي مسایل میں زیادہ تر پختگي هوئي' اور اُن عقاید کي جانب میلان هوا جسکو وهابیت کہتے هیں' تو مجلس مولود کو بدعت سمجھا ' کیوں که اسکا وجود قرون مشہود لها بالخیر میں نه تها کئي سو برس بعد آنحضرت صلعم کے انتقال کے اُسکا رواج هوا هی ' اور حدیث میں آیا هی که " من احدث في امرنا هذا فهورد — وکل بدعة ضلالة " — اور اب شاید معتزلیت زیادہ چر گئي هی جو یہہ خیال هی که ایک کے فعل کا خواہ وہ اُس قسم سے هو جسکو عبادت بدني کہتے هیں اور خواہ اُس قسم سے هو جسکو عبادت مالي کہتے هیں دوسرے پر خواہ وہ زندہ هو یا مردہ کچھہ اثر نہیں هوتا — قران و فاتحه پڑہ کر ثواب بخشنا یا ملانوں کو بغرض ایصال ثواب کھانا کھلانا بالکل لاحاصل محض اور بہمہ وجوہ هندوؤں کے اُس فعل کے مشابہ هی جو اپنے بزرگوں کو ثواب پہونچانے کے لیئے باهمنوں سے کتھا اور منتر پڑھواتے هیں اور باهمنوں کو جماتے هیں اور گیا و پراگ میں جاکر پنڈ دان کرتے هیں — اور اب اسپر یقین هی که تهیت اسلام کا یہي سچا مسئلہ هی *

جشن مولود اگر بطور یادگار اُس دن کے هو جس میں ایسا بڑا شخص پیدا هوا جس نے تمام دنیا کو سچائي سے روشن کیا ' تمام عالم میں خدا پرستي کو شایع کیا ' هر ایک کو هدایت کا رستہ بتایا ' اور یہہ کہا که — انا بشر مثلکم یوحی الي انما الهکم اله واحد — اور صرف یہہ کہا هی نہیں بلکه اس قول سے تمام دنیا کے مذاهب کو اولٹ دیا بت پرستي کو جزیرہ عرب سے مٹا دیا ' متفرق قوموں کو ایک کردیا ' تمام جابر اور گمراہ سلطنتوں کو نیست و نابود کردیا تو اس جشن عظیم کا هر سال هونا نہایت عمدہ بات هی ' اسلیئے که پراني تاریخ کي یادگاریوں کو زندہ رکھنا ' افضل ترین بني نوع انسان کے دایمي احسانوں کا اعتراف کرنا هی ' اور آیندہ اُنهي فواید اور نیکیوں کي جو اُنهوں نے جاري کیں ' همیشه قایم رکھنے کي نیت کا دکہلانا ' اور همت کا دلانا هی ' قومي اتحاد کا جو اصلي باعث هوا اُس کي یاد سے قومي اتحاد بڑھتا هی ' جس کي نیکیوں کا اثر هم پر پڑا اُسکا احسان ماننے سے طینت کي نیکي زیادہ هوتي هی اور نیکي کے قیام کو بہت زیادہ استحکام هوتا هی ' مگر جب هي هوتا هی جبکه مذهبي خیالات جو انسان کو معاد کے ثواب و عذاب کي طرف مایل کرتے هیں اور اصلي سبب کو دل سے بھلا دیتے هیں ' اور انسان کے تمام

قدرتي جذبات کو دبا دیتے هیں اُن کا اُس میں کچھہ اثر نہو ' پس چار آدمیوں کا بیٹھہکر اور نعتیہ چند اشعار پڑہ کر رو لینا بیفائدہ کام هی ' بلکہ بعوض اس کے جشن عظیم‌الشان کیا جاوے ' شہر آراستہ هوں ' روشنیاں کي جاویں ' اور خوشیاں منائي جاویں ' اور جہاں تک ممکن هو شان و شوکت و حشمت اُس نبي پاک کے پیروں کي دکھلائي جاوے ' تو بے شک وہ فواید اُس سے مل سکتے هیں ' گو کہ بہت لوگوں کے نزدیک ایسے امر کي خوشي کرنا انسان کي روح کي ترقي مدارج کا بھي باعث هو جسکا نام ثواب هی ' اور اگر اس سے صرف ثواب کي گٹھریاں باندھني مقصود هوں اور اسي مقصد سے یہہ مجلس بطور ایک مذهبي رسم کے کي جاوے ' تو تو کل بدعة ضلالة هي هی *

اس رسالہ میں بہت سي باتیں ایسي هیں جو حال کے یقین کے بالکل برخلاف هیں — آنحضرت صلعم بلاشبہ شفیع امت هیں ' کیوں کہ آپ نے وہ راہ بتائي هی جسپر چلنے سے نجات هوتي هی ' مگر یہہ سمجھنا کہ قیامت میں گناہ بخشوا لینگے یہہ تو بالکل عیسائیوں کے مسئلہ کے مطابق هی ' جو یہہ سمجھتے هیں کہ عیسی مسیح تمام امت کے گناهوں کے بدلے میں فدیہ هوگئے — شق قمر کا هونا محض غلط هی اور باني اسلام نے کہیں اسکا دعوی نہیں کیا — کسری کے محل کے کنگوروں کا گرنا — آتش کدہ کي آگ کا بجھنا — ساوہ کے چشمہ کا خشک هونا — بحیرا کا آنحضرت کو نبي هونے کي خوشخبري دینا — درختوں اور پتھروں کا سجدہ کرنا — ایک درخت کے سایہ میں اوترنے کے سبب میسرہ کا آپ کو پیغمبر هونے کي خبر دینا — دھوپ روکنے کو دو فرشتوں کا سایہ کرنا — جبرئیل کا تین دفعہ بغل میں بھینچنا — جنوں کا جن سے ایک ایسي خلقت جو متشکل باشکال مختلفہ هوجاتي هی مراد هی ایمان لانا — ان میں سے کوئي بات بھي اُن اصول کے مطابق جو صحت روایت کے لیئے درکار هیں اور جنکا ذکر میئنے خطبات احمدیہ میں لکھا هی ثابت نہیں هیں — معراج کا بیان بھي جس طرح اس رسالہ میں لکھا هی صحیح نہیں هی ' جو صحیح ثابت هوا هی وہ اس کے بعد کي تصانیف میں مندرج هی ' مہر نبوت کا ذکر بھي صحیح نہیں هی ' راویوں نے اس کے بیان میں غلطي کھائي هی جس کي تفصیل هماري کتابوں میں ملیگي *

آنحضرت صلعم کے بہت سے معجزات بھي اس رسالے میں مندرج هیں جس میں شق قمر کا معجزہ بھي شامل هی جس سے اکثر علماء محققین نے بھي انکار کیا هی — قران مجید کي فصاحت بے مثل کو معجزہ سمجھنا ایک غلط فہمي هی — فاتوا بسورة من مثلہ کا یہہ مقصد نہیں هی اسکا بیان هماري تفسیر میں ملیگا ' باقي

جسقدر معجزے اس رسالہ میں بیان ہوئے ہیں وہ میری تحقیق میں حد ثبوت کو نہیں پہونچے *

حجۃالوداع کے ارکان جو بیان ہوئے ہیں اُنکی تحقیق و اصلیت بھی ہماری تصنیف میں ملیگی ' وفات کے واقعہ میں جو عجیب روایتں ہیں اور جن میں حضرت خضر کا تشریف لانا بھی بیان ہوا ہی ' وہ سب بے سند و غیر ثابت ہیں اتنی بات سچ ہی جیسا کہ ایسے موقع میں ہوا کرتا ہی ' سب لوگ خلافت کی فکر میں پڑگئے ' مگر جن کو خاص ذاتی تعلق آنحضرت سے تہا اُنہوں نے ہی آپ کی تجہیز و تکفین کی *

تحفه حسن

. ترجمه مطاعن حضرت ابوبكر صديق از باب ده.

تحفه اثنا عشريه

و ترجمه باب دوازدهم — تولا و تبرا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحفہ حسن

مؤلفہ سنہ ۱۲۹۰ هجري مطابق سنہ ۱۸۴۴ ع

اُس خداوند مقدس هي کو سب تعریفیں پھبتي هیں جو هر عیب اور نقصان سے پاک هی، اور اُسکے کسي کام میں طعنہ تشنہ کا مقام نہیں، جو کیا وہ عین حکمت هی، اور جو کرتا هی وہ عین مصلحت هی، اپنے بندوں کے واسطے کیا کیا کچھہ کیا، رسول بھیجے، سیدھي راہ بتائي، بھلے برے کي سمجھہ سکھائي، اور درود اور رحمت پھونچے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کي روح مبارک کو کہ اُنکے نور هدایت سے عالم روشن هوا، گمراهوں نے سیدھي راہ سیکھي، دوزخ کے عذاب سے بچے، اپنے معبود کو پہچانا، اور اپنے پیدا هونے کا سبب جانا، اور اُن کي ال اور اصحاب اور خلفاے راشدین پر اللہ کي رحمت هو، کہ اُنھوں نے دین کے چمکنے کے لیئے اپني جان مال اللہ کي راہ میں فدا کي، طرح طرح کے دکھہ اُٹھائے، انواع انواع کي مصیبتیں سهیں، دنیا کے مزوں کو چھوڑا، خدا کي راہ کو پکڑا *

اما بعد دنیا میں وهي بات اچھي هی جس سے کسي کو فائدہ پھونچے، اور وهي شخص اچھا هی جس سے لوگ نفع اُٹھاویں، اور سب سے بڑا نفع دین کا هی، اور جس سے دین کي بات رواج پاوے اور مسلمان اُسے سیکھیں وهي شخص بھلا هی، اس خیال سے اس گنہگار سید احمد حسیني الحسني غفراللہ ذنوبہ کے دل میں یہہ بات آئي کہ کوئي کتاب ایسي لکھي جاوے جس سے سب کو نفع پھونچے، اور ثواب عظیم هووے، جبکہ میںنے غور کیا تو اس زمانہ کے عوام کو خلفاے راشدین کے حال سے غافل پایا، اور شیعوں نے جو خلفاے راشدین کي نسبت جھوتي جھوتي باتیں بنائي هیں وہ سب باتیں اُن کے مذهب کا لڑکا لڑکا چوھا چوھا نوک زبان رکھتا هی † اور عوام اُن باتوں کو سنکر

† ایک میرے نہایت دوست شیعہ مذهب تھے اُن کے هاں ایک چھوٹا بچہ تھا جسکو ایک بکري کا بچہ پال دیا تھا اور وہ خوب اُس سے هل گیا تھا ایک دن اُس بکري کے بچے کو ذبح کرڈالا وہ چھوٹا بچہ خوب رویا اُس کے باوا نے اُس سے کہا کہ عمر یہہ کام کرگیا وہ بچہ عمر کو برا بھلا کہتا تھا یہہ کام صرف اس لیئے کیا تھا کہ بچپن هي سے اُن کے دل میں عمر کي عداوت اور اُن کے نام سے نفرت پیدا هو اسي واقعہ کو دیکھکر میں نے یہہ ترجمہ شروع کیا تھا — دل ایک ایسي چیز هی کہ جب اُس میں عداوت کي کو کہ وہ یزید هي سے هو اور نفاق کي گرہ کسي حالت میں هو جڑ بندھتي هی تو اُس کي نیکي و صفائي گندي و کدلي هو جاتي هے اس لیئے جیسے کہ میں شیعوں کے مسئلہ حب اهل بیت کو پسند کرتا هوں ویسا هي اُن کے مسئلہ تبرا و تقیہ کو نا پسند کرتا هوں اور دلي نیکي اور صفائي اور سچائي کے بالکل برخلاف جانتا هوں — مورخہ سنہ ۱۸۷۸ ع

حیران ہوتے ہیں اور ڈگمگانے لگتے ہیں، اور جناب مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب قدس سرہ العزیز نے جو تحفہ اثنا عشریہ لکھی ہی اُس سے تحفہ کوئي کتاب ہو نہیں سکتي، اور بن نہیں آتي، اس واسطے مینے اُس کتاب کے دسویں باب سے مطاعن حضرت ابوبکر صدیق کا جو خلیفہ اول ہیں صاف صاف اُردو زبان میں ترجمہ کیا کہ چھوٹے سے بڑے تک اور جاہل سے عالم تک کو فائدہ پہونچے، اور شیعوں کي اوچھي اوچھي باتیں سب کو معلوم رہیں، اور اس ترجمہ کا نام تحفہ حسن رکھا، اگرچہ ظاہر ہی کہ اس ہیچمدان کو اتني کہاں استعداد تھي کہ تحفہ کے ترجمہ کا نام لیتا بلکہ اُس کا خیال بھي دل میں لاتا، لیکن جناب اوستاذي اور ملاذي حضرت مولوي محمد نورالحسن † صاحب کو اللہ تعالی سلامت رکھے، اور دین دنیا میں اُن کا بھلا کرے کہ اُنہوں نے میرے دل کو تقویت دي، اور سب طرح کي ذمہ داري کي، جب مینے اس پر ہاتھہ ڈالا اور ترجمہ کا ارادہ کیا، شکر خدا کا کہ یہہ سارا ترجمہ اُنکي اصلاح سے درست ہوا اور اُن کے ملاحظہ سے گذرا ہی اب اللہ سے یہہ اُمید ہی کہ سب کے پسند آوے اور اس کے سبب سے لوگوں کو ہدایت ہووے، اور مجھے اور مولانا کو ثواب ملے و آخر دعونا ان الحمد للہ رب العالمین وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین *

دسواں باب

اصحاب ثلثہ اور اور اصحابوں اور ام المومنین حضرت عایشہ صدیقہ کے مطاعن میں جو شیعوں نے اپني دانست میں سنیوں کي کتابوں سے نکالے ہیں اور ہر ہر طعنہ کے جوابات کے بیان میں

یہہ جان لو کہ دنیا میں ایسا کوئي شخص نہیں ہی کہ اُس کے اوپر عیب چینوں اور دشمنوں نے عیب نہ لگائے ہوں بلکہ خدا کو بھي نہیں چھوڑا — اور معتزلہ نے حضرت آدم سے لیکر ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم تک سب نبیوں کي طرف صغیروں اور اور کبیروں کي تہمت لگا کر آیتوں اور حدیثوں سے ثابت کیئے ہیں — اور یہودیوں نے فرشتوں کو اور خارجیوں اور ناصبیوں نے جناب علي مرتضی اور اہل بیت اطہار کي نسبت ایسا کچھہ بکا ہی کہ کیا کہیئے — لیکن عقلمندوں پر ظاہر ہی کہ یہہ سب کُتوں کا

---

† جناب مولانا و جدینا حاجي حافظ محمد نورالحسن صاحب کاندھلي نے ۱۱ محرم سنہ ۱۲۸۷ ہجري کو انتقال فرمایا " اناللہ و انا الیہ راجعون —

بھونکتا ھی جب چاندنی نکلتی ھی کُتے بھونکا ھی کرتے ھیں — ایسی باتوں سے ان بزرگوں کے مرتبه میں کچھه نقص نهیں ھوتا ' خلفاے ثلاثه کی بزرگی میں ایک یهه بات بس ھی که شیعوں نے باوجود اس دشمنی اور عداوت کے اتنی مدت میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر چند شبھے که اُن کی بھی کچھه حقیقت نهیں نکالے ھیں خیال کرنا چاھیئے که جو شخص صرف اپنے گھر کے اھتمام میں ھوتا ھی اُس سے دن بھر میں دس طرح کی بھول چوک ھوتی ھی یهه بزرگ ملکوں کی ریاست اور شریعت کے احکام جاری کرتے تھے ان سے تمام عمر میں دشمنوں کی آنکھوں میں دس بارہ کام بُرے ھوئے که اُن کی بھی کچھه اصل نهیں اور باقی سب اچھے' خیال کرو که یهه لوگ کیسے بزرگ اور محتاط ھونگے *

حضرت ابوبکر صدیق رضی الله تعالی عنه کے مطاعن اور وہ پندرہ ھیں

پہلا طعنه

ایک دن حضرت ابوبکر پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے ممبر پر چڑھے که خطبه پڑھیں حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیهماالسلام نے فرمایا که اے ابابکر ھمارے نانا کے ممبر پر سے اوتر پس معلوم ھوا که ابوبکر اس کام کے لایق نه تھے *

جواب

سب کے نزدیک ثابت ھی که حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیهماالسلام حضرت ابوبکر کی خلافت میں بهت چھوٹے تھے' اس واسطے که رمضان کے مهینے میں ھجرت سے تیسرے برس حضرت امام حسن علیه‌السلام ' اور شب برات کے مهینے میں چوتھے برس حضرت امام حسین علیه‌السلام پیدا ھوئے ھیں اور پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے گیارھویں برس کے شروع میں انتقال فرمایا ھی ' اب دو حال سے خالی نهیں یا یهه که شیعه اُن دونوں اماموں کے قول اور فعل کو جو لڑکپن میں صادر ھوئے معتبر جانکر اُن پر شرع کے حکم جاری کریں ' یا چھٹپن کے سبب معتبر نه رکھه کر حکم جاری نکریں ' پہلی صورت میں تقیه کا چھوڑنا که اُن کے نزدیک واجبات سے ھی لازم آتا ھی ' اور رسول کے خلاف ھوتا ھی ' اس واسطے که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے بُدھ سے پیر تک پانچوں وقت کی نماز میں حضرت ابوبکر کے تئیں اپنا خلیفه کیا تھا ' اور اس عرصه میں خطبه اور جمعه کی نماز بھی اُنھیں کی خلافت سے ھوئی ' اور جناب علی مرتضی کے بھی برخلاف ھوتا ھی ' اسواسطے که حضرت نے اُن کے پیچھے

نماز پڑھی ' اور جمعہ کی نماز اور خطبہ کو درست رکھا ' اور دوسری صورت میں کچھہ نقصان نہیں ہوتا ' اور کچھہ طعنہ اور بُرا کہنے کا مقام نہیں بلکہ لڑکوں کا یہہ قاعدہ ہی کہ اگر کسی کے تئیں اپنے بزرگ کی یا جس سے ہلے ہوئے ہیں اُس کی جگہہ پر بیٹھا یا اُسکی کچھہ چیز اَوْر کسی پاس دیکھیں گو اُس کی مرضی ہی سے کیوں نہو تو بھی مچلتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہہ دیدو پس یہہ قول دلیل نہیں ہوسکتا ' اور اگرچہ نبی اور امام اپنی بزرگی کے سبب اور سب لوگوں سے ممتاز ہیں ' لیکن بشریت اور لڑکپن کی عادتیں اُن میں بھی باقی ہیں ' اسی واسطے مقتدی ہونے کو بالغ ہونا ضرور ہی ' بلکہ چالیس برس سے پہلے سوائے ایک آدہ شخص کے نبوت نہیں ملی اور ایک آدہ کا ہونا اور نہونا برابر ہی' مثل مشہور ہی کہ " الصبي صبي و لو كان نبياً " یعنی لڑکا لڑکا ہی اگرچہ نبی ہو *

دوسرا طعنہ

یہہ ہی کہ مالک بن نویرہ کی جورو بہت خوبصورت تھی — خالد بن ولید نے کہ حضرت ابوبکر کے ہاں امیرالامرا تھا اُس سے نکاح کرنے کے لیئے مالک کے تئیں کہ مرد مسلمان تھا مارا — اور اُسی رات اُس سے نکاح کرکے مجامعت کی — اور چار مہینے دس دن عدت کے گذرنے کی راہ ندیکھی — اور اُس سے زنا ہوا اس واسطے کہ عدت کے دنوں میں نکاح درست نہیں — اور حضرت ابوبکر نے خالد پر نہ حد زنا ماری نہ قصاص لیا — حالانکہ قصاص اور حد زنا لینا ابی‌بکر پر واجب تھا — اور حضرت عمر نے حضرت ابابکر کی اس بات کو ناپسند کیا — اور خالد سے کہا کہ اگر میرے ہاتھہ یہہ کام ہوتا تو میں تجھسے قصاص لیتا *

جواب

اس طعنہ کا جواب اس قصہ کے بیان کرنے پر موقوف ہی — جاننا چاہیئے کہ تاریخ کی معتبر کتابوں سے ثابت ہی کہ † طلیحۃ بن خویلد اسدی متنبی کی مہم سے فراغت کرنے کے بعد خالد بطاح کی طرف گئے — اور سب طرف لشکر بھیجا — اور پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم کے طریق کے موافق فرمایا — کہ اگر کسی قوم سے لڑو — اور اُس قوم سے اذان کی آواز سنو — تو مارنا اور لوٹ نا موقوف کرو — اور اگر تمہارے کان تک اذان کی آواز نہ پہونچے تو اُس جگہہ کو دارالحرب سمجھہ کر لوٹو اور مارو اتفاقاً ایک

---

† طلیحۃ خویلد اسدی وہ شخص ہی جس نے نبوت کا دعوی کیا تھا *

لشکر کہ اُس میں ابوقتادہ انصاري بهي تهے مالک بن نویرہ کو کہ پیغمبر خدا کے حکم کے بموجب بطاح کي ریاست اور وهاں کے باشندوں سے صدقہ لینا اُس سے متعلق تها خالد پاس پکڑ لایا — ابوقتادہ نے گواهي دي کہ میں نے اس کي قوم میں سے اذان کي آواز سني هی — اور باقي سب لشکر کے آدمیوں نے برخلاف اُس کے کہا — اور آس پاس کے باشندوں کي گواهي سے یہہ بات ثابت هوگئي تهي کہ پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم کي وفات کي خبر پهونچنے کے وقت اس مالک بن نویرہ کي عورتوں نے مهدي لگائي تهي اور دایرہ بجایا تها — اور جتني باتیں خوشي کي تهیں سب کي تهیں — اور مسلمانوں پر هنسیں تهیں ' اور مالک نے خالد کے سامنے سوال جواب کے وقت پیغمبر خدا کے حق میں یہہ کلمہ کہا — قال رجلکم او صاحبکم کذا — یعني کہا تمهارے آدمي یا تمهارے ساتهي نے ایسا ' اور اس طرح آنحضرت علیہ‌السلام کو مسلمانوں کي طرف نسبت کرنا اُسوقت کے کافروں اور مرتدوں کا شیوہ تها ' اور اس سے پهلے یہہ بات بهي تحقیق هو گئي تهي کہ پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم کي وفات کي خبر پهونچنے کے وقت اسي مالک بن نویرہ نے جتنے صدقے کہ اُس قوم سے لیئے تهے سب پهیر دیئے ' اور کہا کہ اب اس شخص کي تکلیف سے چهوٹے ' اور پهر خالد کے سامنے بهي اُس سے بے ایماني کي باتیں صادر هوئیں خالد نے حکم دیا کہ اس کے تئیں مار ڈالو ' جب کہ یہہ خبر مدینہ منورہ میں پهونچي ' اور خالد کي اس حرکت سے ابو قتادہ انصاري خفا هوکر دا رالخلافۃ میں آئے ' اور خالد پر تهمت خطا کي لگائي ' حضرت عمر نے پهلے یہہ بات جاني کہ یہہ ناحق خون هوا ' اور خالد پر قصاص چاهیئے ' جب کہ حضرت ابوبکر نے خالد کو طالب کیا اور اُس سے حال پوچها تب اصل حقیقت معلوم هوئي ' اور خالد کو حق پر جان کر چهوڑ دیا ' اور پهر اُسي امیرالامرائي کے منصب پر بحال فرمایا ' اب اس قصہ کو سوچ کر شرع کے موافق حکم کرنا چاهیئے کہ اس صورت میں خالد پر کیونکر قصاص هوسکتا هی اور کس طرح زنا کي حد واجب هوتي هی ' اور اگر یہہ بات کهو کہ حربي کي عورت کے لیئے بهي ایک حیض کي راہ دیکهني چاهیئے ' اور بغیر گذرنے ایک حیض کے اُس سے صحبت درست نهیں ' اور خالد نے اتنا بهي انتظار نکیا ' اسکا جواب یہہ هی ' کہ یہہ طعنہ خالد پر هی نہ حضرت ابوبکر پر ' اور خالد کچهہ معصوم اور سب مسلمانوں کا امام نتها ' اور سوآے اس کے یہہ روایت کہ خالد نے اُسي رات اُس عورت سے صحبت کي کسي معتبر کتاب میں نهیں هی ' اور اگر بعضي غیر معتبر کتابوں میں پایا جاتا هی ' تو اُسکے ساتهہ یہہ بهي روایت موجود هی ' کہ مالک نے اس عورت کو مدت سے

طلاق دیکر کفار کي رسم کے موافق قید کر رکھا تھا ' اور اسي بات کے موقوف کرنے کے واسطے یہہ آیت نازل ہوئي ہی — و اذا طلقتم النساء فبلغن اجلهن فلا تعضلوهن — یعني اور جب طلاق دي تمنے عورتوں کو پھر پہونچ چکیں اپني عدت تک تو اب نہ روکو اُنکو ' پس اس صورت میں اُسکي عدت ہوچکي تھي ' اور نکاح اُسکا حلال تھا اسي واسطے خالد نے اور عدت کا انتظار نکیا ' اور سب سنیوں کا یہہ هي مذهب هی ' اور شیعہ جو اهل سنت کے الزام دینے کا ارادہ رکھتے هیں اور صحابہ کے طعن اُن کے مذهب اور اُن کي روایتوں سے ثابت کرنا چاهتے هیں تو لازم هی کہ روایات اور مسایل اس مذهب کے ملحوظ رکھیں اور نہیں تو مقصد حاصل نہوگا ' في الاستیعاب و امره اي خالداً ابوبکر الصدیق علی الجیوش ففتح الله علیه الیمامة وغیرها و قتل علی یدیه اکثر اهل الردة منهم مسیلمه و مالک بن نویره الی اخر ما قال — یعني † استیعاب میں لکھا هی کہ حاکم کیا خالد کے تئیں ابوبکر نے اوپر لشکر کے پس فتح هوا اُس کے هاتھوں پر ملک ‡ یمامہ کا اور سوا‍ے اُس کے ' اور مارا خدا تعالی نے اُس کے هاتھہ سے اکثر مرتدوں کو ' اُن میں سے مسیلمہ اور مالک بن نویرہ هی *

اَوْر جواب

یہہ بات همنے ماني کہ مالک بن نویرہ مرتد نہ تھا ' لیکن خالد کے تئیں بے شک اُسکے مرتد هونے کا شبهہ تھا والقصاص یندري بالشبهات ؛ یعني قصاص جاتا رهتا هی شبهوں سے اور سنني اور شیعوں کے عالم اور مفتي اس بات میں کیا فتوی دیتے هیں ' کہ اگر کسي شخص سے یہہ باتیں جو مالک بن نویرہ سے هوئیں واقع هوں ' یا عشرہ کے دن خوشي کرے ' اور حضرت امام حسین علیہ السلام اور اهلبیت اطهار اور اولاد بتول § کي نسبت کہ اُس دن مصیبت میں گرفتار تھے بُري بُري باتیں کھے ' اُسکے تئیں کیا کہنا چاهیئے ' اگر اُسکو مرتد کہو تو تو بہتر ' اور اگر کوئي شخص ان حرکتوں کو اور ایسي باتوں کو دیکھہ کر اس شبهہ سے اُسکے تئیں مار ڈالے کہ یہہ مرتد هوگیا ' تو اُس سے قصاص لینا چاهیئے یا نہیں *

---

† استیعاب سنیوں کي کتاب هی ابن عبدالله اُسکا مصنف هی *

‡ یمامہ چند شہر هیں مدینہ کے شرق کي طرف بصرہ سے سولہ منزل مسیلمہ نے جهاں دعوی نبوت کا کیا تھا *

§ اولاد بتول جناب فاطمہ علیها السلام کي اولاد کو کہتے هیں کہ بتول حضرت فاطمہ کا لقب هی *

اَوْر جواب

حضرت ابوبکر رسول خدا صلی الله علیه وسلم کے خلیفه تھے کچھه شیعه اور سنني کے خلیفه نه تھے ' اور اُن کے تئیں انکي خواهش اور مطلب کے موافق کام کرنا نهیں پهونچتا بلکه پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کي سنت پر کام کرنا چاهیئے ' اور پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے سامنے اسي خالد بن ولید نے صدها مسلمانوں کے تئیں مرتد هونے کے شبهه سے مفت مارا تها ' اور آنحضرت صلی الله علیه وسلم هرگز متعرض نهوئے که یهه سب تاریخوں سے ثابت هی ' اور اُسکا قصه یوں هی که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم نے خالد کے تئیں ایک لشکر پر سردار کرکے بهیجا ' اور ایک قوم سے مقابله هوا ' اور وه قوم مسلمان هوگئي تهي ' لیکن ابهي اسلام کے قاعدے اچهي طرح نهیں جانتي تهي ' جسوقت اُنکو مارنے لگے ' اُسوقت اس بات کے کهنے کي جگهه نه هم مسلمان هیں اُن لوگوں نے یهه بات کهي که " صبانا صبانا " یعني هم نے دین چهوڑا هم نے دین چهوڑا اور اُس سے مراد یهه تهي که همنے اپنے پهلے دین کو چهوڑا اور اسلام قبول کیا ' خالد نے کها که ان سبکو مار ڈالو عبدالله † بن عمر نے که وه بهي خالد کے ساتهه متعین تهے اپنے یاروں اور رفیقوں کو تاکید کي که ان کے تئیں نه مارو اور قید رکهو ' جب که پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم کے سامنے پهونچے اور یهه ماجرا کها پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم خفا هوئے اور بهت افسوس کیا اور فرمایا که " اللهم اني أبرء الیک مما صنع خالد " یعني اے خدا میں پاک هوں اس سے جو خالد نے کیا هی ' اور پهر نه خالد پر قصاص جاري فرمایا ' اور نه اُس سے دیت ‡ دلوائي ' اس واسطے که خالد کے تئیں اُن کے کفر کا شبهه تها ' پس ابوبکر صدیق نے ایک شخص کے خون کے لیئے که اس شبهه سے اُس کا شبهه قوي تها خالد سے کچهه تعرض نه کیا تو کیا برا کیا ' بلکه ابوبکر نے بمزید احتیاط بیت المال سے مالک کي دیت بهي دلوائي *

اَوْر جواب

اگر مالک بن نویره کا قصاص نه لینے سے حضرت ابوبکر صدیق کي خلافت جاتي رهي تو جناب علي مرتضی علیه السلام کي خلافت حضرت عثمان کے قصاص نه لینے سے

---

† عبدالله بن عمر حضرت عمر کے جو دوسرے خلیفه برحق هیں بیٹے تهے نهایت بزرگ اور زاهد تهے *

‡ دیت اُس مال کو کهتے هیں که اگر کسي کے هاتهه سے کوئي بهولے سے مارا جاے تو مارنے والے کے ذمه اُس کا دینا آتا هی *

بدرجۂ اولی جاتي رهيگي اس واسطے کہ حضرت عثمان میں کوئي وجهہ قتل کي نہ تهي پس جس صورت میں سني اس بات کے تئیں جناب علي مرتضی علیہ السلام کي خلافت کا قادح نہیں جانتے تو اُس کے تئیں کیوں جاننے لگے تھے اور کچهہ ان پر الزام نہیں هوسکتا *

اَوْر جواب

مالک بن نویرہ کا قصاص خالد سے لینا حضرت ابوبکر پر اُس وقت واجب هوتا کہ مالک کے وارث قصاص طلب کرتے اور یهہ بات هرگز ثابت نہیں کہ اُس کے وارثوں نے قصاص طلب کیا ' بلکہ متمم بن نویرہ مالک کے بهائي نے کہ مالک سے عشق اور اُس سے بہت محبت رکهتا تها اور جب تک جیا رویا پیٹا کیا اور مرثیہ کہے کہ عرب میں مشہور هیں اور یهہ دو بیتیں اُسي میں سے هیں بیت

و کنا کندماني جذیمة حقبة * من الدهر حتی قیل لن یتصدعا
فلما تفرقنا کاني و مالکاً * لطول اجتماع لیلة لم نبت معاً

یعني تهے هم مانند دو مصاحبوں جذیمہ † کے ایک مدت دراز تک یہاں تک کہ کہا جاتا تها کہ یهہ کبهي جدا نهونگے پهر جب جدا هوئے گویا کہ میں اور مالک بایں درازي صحبت نہیں رهے کبهي ایک رات ساتهہ ' حضرت عمر کے سامنے اُسکے مرتد هونے کا اقرار کیا ' پهر تو حضرت عمر بهي اُس انکار سے جو حضرت ابوبکر کے زمانہ میں کیا کرتے تهے نادم هوئے اور معترف هوئے کہ حضرت صدیق نے جو کچهہ کیا وہ هي عین صواب اور حق تها ' اور اس بات پر بڑي دلیل یهہ هي کہ حضرت عمر نے باوجود اس شدت کے کہ حد اور قصاص کے جاري کرنے میں رکهتے تهے اپني خلافت میں خالد سے معترض نهوئے اور نہ اُسپر حد ماري اور نہ قصاص لیا *

تیسرا طعنہ

یهہ هي کہ اُسامہ ‡ کے لشکر سے جدا هوگئے اور اُس کے ساتهہ نہ گئے حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس لشکر کو آپ رخصت فرمایا تها اور هر شخص کو نام بنام متعین کیا تها اور مرتے دم تک اُس لشکر کے سامان درست کرنے میں بہت تاکید کي تهي

---

† جذیمہ ابرش نام ایک بادشاہ کا تها ملک حیرہ میں *

‡ نام صحابي کا هي زید بن حارث کے بیٹے هیں اور زید حضرت کے لے پالک تهے حضرت کو ان دونوں کے ساتهہ کمال الفت تهي *

اور فرمایا تھا کہ " جهزوا جيش أسامة لعن‌الله من تخلف عنها " یعنی سامان کرو تم لشکر اُسامہ کو لعنت ہی اللہ کي اُس شخص پر جو بیٹھہ رہے اُس سے *

جواب

اس طعنہ کا جواب یہہ ہی کہ حضرت ابوبکر پر کس وجھہ سے طعن کرتے ہیں سامان نہ دینے کے سبب یا نہ جانے کے سبب سے ' اگر پہلي وجھہ سے ہی تو بالکل جھوٹ ہی ' اس واسطے کہ حضرت ابوبکر نے باوجودیکہ اور اصحاب کي مرضي نہ تھي جب بھي اسامہ کے لشکر کو آراستہ کیا ' اس کي تفصیل یوں ہی کہ صفر کي چھبیسویں تاریخ پیر کے دن آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ رومیوں کي لڑائي اور زید † بن حارثہ کا بدلہ لینے کو لشکر تیار کرو ' اور پیر کو اسامہ بن زید کے تئیں لشکر کا سردار کیا اور صفر کي اٹھائیسویں تاریخ بدھ کے دن آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے اور دوسرے دن باوجود بیماري کے اپنے دست مبارک سے اُسکے واسطے نشان درست کرکے فرمایا " اغز بسم‌الله و في سبيل الله و قاتل من كفر بالله " یعنی جہاد کر اللہ کے نام کي برکت سے اور اللہ کي راہ میں اور مار اُس شخص کے تئیں جو منکر ہو اللہ کا ' اسامہ اُس نشان کو اپنے ہاتھہ میں لیکر باہر آیا اور بریدہ ‡ بن‌الحصیب اسلمي کے تئیں دیا کہ لشکر میں نشان بردار وہ ہو اور موضع جرف § میں منزل کي' اور سب بزرگوار کیا مہاجر اور کیا انصار مثل ابوبکر صدیق اور عمر بن الخطاب اور عثمان اور سعد بن وقاص اور ابو عبیدہ بن الجراح اور سعید بن زید اور قتادہ بن‌النعمان و سلمہ بن اسلم || نے ڈیرے اور خیمہ باہر بھیجے اور چاہتے تھے کوچ کریں کہ بدھ کے اخیر دن اور جمعرات کي اول شب آنحضرت کو مرض نے زیادتي کي اور اس سبب سے ایک تہلکہ ہوا اور عشا کے وقت جمعرات کي رات کو آنحضرت نے حضرت ابوبکر کو نماز میں اپنا خلیفہ کرکے اس خدمت پر مامور کیا ' اور ربیع الاول کي دسویں کو ہفتہ کے دن آنحضرت کے مرض میں افاقہ ہوا ' جتنے مسلمان کہ اسامہ کے ہمراہ متعین ہوئے تھے سب آنحضرت سے رخصت ہوکر باہر آئے ' اور اسامہ سے آنحضرت بغلگیر ہوئے اور دعا دیکر رخصت کیا ' اتوار کے دن پھر مرض نے شدت کي ' اس واسطے اسامہ نے اور اُس کے لشکر والوں نے پھر توقف کیا ' جو کہ اس مہم میں آنحضرت کي بہت تاکید تھي اس واسطے پیر کے دن اسامہ نے چاہا کہ سوار ہو ' یکایک

---

† زید بن حارث اسامہ کے باپ تھے اور لے پالک تھے آپ کے *

‡ بریدہ بن‌الحصیب صحابي کا نام ہی *

§ جرف عنق کے وزن پر ایک مکان ہی مدینہ منورہ کے پاس اُس کا نام ہی *

|| یہہ سب بزرگ صحابي تھے *

أم ایمن اسامہ کي ما کا آدمي پہونچا ' اور کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نزع کي حالت هی ' اسبات کے سنتے هي اسامہ اور سب صحابہ گرتے پڑتے پھرے ' اور بریدة بن الحصیب نے نشان کے تئیں آنحضرت کے حجرہ کے دروازہ پر کھڑا کردیا ' جب کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کي تجہیز و تکفین سے فراغت ہوئے اور خلافت حضرت ابوبکر کے واسطے مقرر هوئي ' تب حضرت ابوبکر نے فرمایا ' کہ اُس نشان کو اسامہ کے دروازہ پر کھڑا کرو ' اور بریدہ کے تئیں حکم دیا کہ آپ اسامہ کے دروازہ پر جاکر لشکر جمع کرے ' اور جاوے ' اور اسامہ بھي کوچ کرے ' اسامہ نے کوچ کرکے جرف میں مقام کیا ' اس عرصہ میں مدینہ سے خبر آئي کہ بعضي قومیں عرب کي مرتد هوگئیں ' اور چاهتي هیں کہ مدینہ پر چڑہ آئیں ' اکثر صحابہ نے حضرت ابوبکر سے عرض کیا کہ اسوقت میں اتنے بڑے لشکر کو اس دور دراز مہم پر بھیجنا مصلحت وقت نہیں' اسواسطے کہ مبادا عرب مدینہ کو خالي جان کر فساد کریں ' اور ایک ناحق کا دنگہ هو اور مدینے کے رهنے والوں کو کچھہ آسیب پہونچے ' حضرت ابوبکر نے هرگز قبول نہ کیا اور فرمایا ' کہ اگر اسامہ کے لشکر بھیجنے کے سبب سے میں یہہ بات جانو کہ مدینہ میں درندوں کا کھاجا هوجاؤں گا تو بھي حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے برخلاف جایز نہ رکھوں گا ' مگر اسامہ سے یہہ درخواست کي کہ حضرت عمر کے تئیں پروانگي دو کہ میرے پاس رهے تاکہ مدینہ کي حفاظت اور مشورہ میں شریک اور صلاح کار هو ' حضرت عمر اسامہ کے اجازت کے بموجب پھرے ' اور ربیع الثاني کي پہلي کو اسامہ نے کوچ کیا اور † ابني کي طرف گیا ' یہہ حال روضة الصفا اور روضة الاحباب اور حبیب السیر اور اور شیعہ اور سنني کي معتبر تاریخوں میں موجود هی ' اور اگر دوسري وجہہ سے یعني اسامہ کے ساتھہ نجانے سے هی تو اس کے کئي جواب هیں *

پہلا جواب

یہہ هی کہ اگر ایک سردار ایک شخص کے تئیں ایک لشکر میں متعین کرے ' اور پھر اُس شخص کے تئیں اپنے پاس کي ایک اور خدمت پر مامور کرے ' تو صاف یہہ بات ظاهر هوتي هی کہ اس شخص کو تعیناتیوں میں سے موقوف کیا ' اور وہ پہلا حکم اُس کا منسوخ هوا ' اور اس جگہہ یہي بات هوئي هی ' اس واسطے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے شروع مرض میں اس لشکر کو جدا کرکے اسامہ کے ساتھہ متعین کیا ' اور جب مرض زیادہ هوا اور اسامہ اور اُسکے ساتھیوں نے کوچ میں توقف کیا ' حضرت ابوبکر کے تئیں

† ابني شام کي سرحد میں ایک گانوں هی اُسکا نام هی اور زید بن حارث وهیں شہید هوئے تھے *

پیغمبر خدا نے امامت نماز میں اپنا نایب کیا ، اور یہہ خدمت دي' اور اس بڑے کام میں مشغول فرمایا ، بعد اس کے جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وآله وسلم نے وفات پائی' حضرت ابوبکر کي تعیناتي خود موقوف هوگئي تهي ، جانا اور نجانا اُنکا دونوں برابر تهے' اور شرع میں یہہ بات ثابت هی کہ پہلے پہل جہاد اپني طرف سے شروع کرنا فرض بالکفایہ هی ، یعني اگر تهوڑے آدمي بهي اُس میں مشغول هوں تو کفایت کرتا هی' اور اسامہ کے لشکر کا سامان تیار کرنا بهي اسي قبیل سے تها اس صورت میں اسامہ کے لشکر کے ساتهہ نجانے میں حضرت ابوبکر کے تئیں کچهہ نقص لازم نهیں آتا اور مدینہ پر سے کافروں اور مرتدوں کا فتنہ دفع کرنا فرض عین تها ، اگر حضرت ابوبکر یہہ نکرتے تو ترک فرض عین لازم آتا تها ' اس واسطے حضرت ابوبکر نے فرض عین ادا کرنے کے لیئے فرض بالکفایہ کو ترک کیا ، اور یہي حکم شرع کا هی ، اور جب کہ تمام لشکر کو حضرت ابوبکر نے سامان درست کردیا ، اور وہ لشکر اُن کي تاکید اور تقید کے سبب سے روانہ هوا اس فرض بالکفایہ کا بهي ثواب اُنکو هوا —

چہ خوش بود کہ براید بیک کرشمہ دوکار

دوسرا جواب

یہہ هی کہ جہاد کے واسطے کسي شخص کو کسي امیر کے ساتهہ متعین کرنا بندوبست ملکي کي قسم سے هی' اور یہہ بات رئیس وقت کي مصلحت پر هی' کچهہ احکام الهي سے نهیں هی' اور جب کہ آنحضرت صلی‌الله علیه وسلم نے وفات پائي تدبیر مملکت کي جتني باتیں تهیں حضرت ابوبکر سے متعلق هوئیں ، اب یہہ سب باتیں اُنکي صلاح سے علاقہ رکهتي هیں ، کہ جس کے تئیں چاهیں اسامہ کے ساتهہ کریں ، اور جس کو چاهیں نہ کریں ، اور خواہ آپ جاویں ، خواہ نجاویں ، اس کي مثال یہہ هی کہ مثلا ایک بادشاہ کسي طرف ایک لشکر متعین کرے' اور سب سامان درست هونے اور لشکر کے روانہ هونے سے پہلے وہ بادشاہ مرجاے' اور ایک اور بادشاہ اُسکي جگهہ بیٹهے' اس نئے بادشاہ کے تئیں اختیار هی کہ اُن تعیناتیوں میں سے بعضوں کو اپنے پاس رکهے' اس واسطے کہ مصلحت ملک اور دولت کي اسي میں جانتا هی ، اور اتني سي بات میں پہلے بادشاہ کي مخالفت اور اُسکي فرمان برداري کا ترک لازم نهیں آتا ، مخالفت وہ هی کہ اُس امیر کي جگهہ اور امیر کرے' یا اُس مهم کو چهوڑ دے ' یا اُن دشمنوں سے ملجاے' غرض کہ یہہ ذرا ذرا سي باتیں مصلحت وقت کے اور تدبیر ملک اور دین کے رئیس وقت کي صلاح سے متعلق هیں' اور اُس کے تئیں ایسي باتوں میں اپنے عقل کے موافق تصرف جایز هی ، اور ایسي باتوں

میں پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کا حکم هرگز وحي اور تشریع کي قسم سے نہیں هی اور یهه جمله " لعن‌الله من تخلف عنها " هرگز سنیوں کي کتابوں میں نہیں هی' اور بالفرض اگر صحیح بهي هو تو اس کے معنی یهه هیں که اسامه کے تئیں اکیلا چهوڑنا ' اور رومیوں کي مهم پر نه جانا ' اور زید بن حارث کے بدله لینے سے آنکهه چراني حرام هی' اور جب که حضرت ابوبکر خدمت امامت پر معین هوئے ان سب باتوں سے بیشک بري هوئے " قال " الشهر ستاني في الملل والنحل ان هذالجملة موضوعة و مفتراة " یعني شهر ستاني نے ملل اور † نحل میں یهه بات کہي هی که تحقیق یهه جمله بنایا هوا اور افترا هی ' اور بعضے فارسي پڑهے هوئے جو اپنے تئیں سنیوں کا محدث گنتے هیں ' اُنهوں نے اپني کتابوں میں اس جمله کو لکها هی ' تو یهه بات سنیوں کے الزام کو کافي نہیں هوتي ' اس واسطے که سنیوں کے نزدیک حدیث کا اعتبار اُس وقت هوتا هی ' جب محدثین کي معتبر کتابوں میں هو ' اور اُنهونے اُسے صحیح کہا هو ' اور اُن کے نزدیک بے سند حدیث شتر بے مهار هی ' که هرگز اُس پر کان نہیں رکهتے *

تیسرا جواب

یهه هی که حضرت ابوبکر کا پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم کي وفات کے بعد منصب بدل گیا ' پہلے ایک مسلمانوں میں سے تهے اب خلیفه هوئے ' اور پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کي جگهه بیٹهے' اور جب که منصب بدل جاے تب شرع کے موافق اُس منصب کے احکام جاري هوتے هیں نه پہلے منصب کے ' جیسے که لڑکا جس وقت بالغ هو جاوے اور دیوانه جس وقت اچها هو جاوے اور مقیم جس وقت مسافر هو اور مسافر جس وقت مقیم هو اور غلام جس وقت آزاد هو اور رعیت جس وقت حاکم هو اور عامي آدمي جب قاضي هو اور فقیر جس وقت دولت مند هو اور دولتمند جس وقت فقیر هو اور لڑکا جس وقت پیدا هو اور زنده جب مرجاوے اور قریب جب مرجاوے قریب تر اُس سے باب ولایت نکاح میں اور ارث میں ' علی هذالقیاس اس صورت میں جس وقت حضرت ابوبکر پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسم کے خلیفه هوئے اسامه کے ساتهه کیوں جاتے ' اس واسطے که اگر خود پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم جیتے هوتے تو وه بهي نجاتے ' اور نه جانے کا اراده تها ' البته لشکر کا سامان دینا آنحضرت کا کام تها اور وه حضرت ابوبکر کے ذمه هوا ' اور اُس کو سرانجام کردیا *

---

† کتاب کا نام هی *

چوتھا جواب

یہہ ہی کہ اگر فرض کیجیئے کہ حضرت ابوبکر کو بھی اسامہ کے ساتھہ رومیوں کی لڑائی میں جانے کا حکم تھا ' اور اُنکا نماز میں خلیفہ ہونا استثناء کا سبب نہو ' اور خلافت کے کاموں میں مصروف ہونا اور مدینہ کی اور ناموس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کا عذر بھی نا مقبول ہو ' تو آخر کار یہہ ہی کہ اُس کی عصمت † میں خلل ہوگا ' اور امامت میں عصمت شرط نہیں ہی ' بلکہ عدالت ضرور ہی ' اور دو ایک صغیرہ گناہ کرنے سے عدالت نہیں جاتی رہتی ' اور بالاتفاق حضرت ابوبکر فاسق نہ تھے اور شیعہ اور سنیوں کے نزدیک گناہ کبیرہ اُن سے ثابت نہیں *

پانچواں جواب

یہہ ہی کہ یہہ دو ایک طعنے جو شیعہ سنیوں کی کتابوں سے حضرت ابوبکر کے حق میں ثابت کرتے ہیں ' اول تو ثابت نہیں ہوتے ' اور بالفرض اگر ثابت بھی ہوئے تو سنیوں کی سب روایتیں جو حضرت ابوبکر کے فضائل اور مناقب اور جنت میں بڑا درجہ ملنے کے باب میں کہ آیتوں اور حدیثوں اور اماموں اور اہلبیت کے قولوں سے ہیں ' اور بعضے اُن میں سے شیعوں کی کتابوں میں بھی موجود ہیں اور صحیح ہیں ' ترازو کے ایک پلہ میں رکھو اور ان دو تین طعنوں کو دوسرے پلہ میں ' اور تولو بعد اُس کے جواب چاہو *

چھٹا جواب

یہہ ہی کہ شیعوں کے نزدیک پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم وجوب کے واسطے متعین نہیں ہی ' چنانچہ دُرر غرر میں شریف ‡ مرتضی نے کہا ہی ' پس اگر خاص کر حضرت ابوبکر کی نسبت اسامہ کے ساتھہ جانے میں حکم صریحاً ثابت بھی ہو ' اور ابوبکر نہ جاوے تو بھی کچھہ خلل نہیں ہوتا ' اس واسطے کہ شاید یہہ حکم حضرت کا اولویت کے واسطے ہو ' اور ایسے حکم کا چھوڑنا گناہ نہیں ' اب باقی رہا جملہ " لعن اللہ من تخلف عنہا " پس یہہ جملہ سنیوں کی کتابوں میں نہیں کہ جواب کا محتاج ہو ' اور اگر بالفرض موجود بھی ہو تو لفظ من شیعوں کے نزدیک عام ہی ' چنانچہ اس کا حال اصول

---

† عصمت سنیوں کے نزدیک یہہ ہی کہ کسی شخص کے ہاتھہ پر گناہ نہ پیدا ہو اور شوق عبادت کا اور گناہ سے بچنے کا دل میں ہو *

‡ شریف مرتضی شیعوں کے ہاں کا بڑا عالم ہی اور رضی اُس کا بھائی ہی *

کي کتابوں میں موجود هی ' اس صورت میں جناب علي مرتضی اور اور مسلمان بهي اس گناه میں شریک هوتے هیں ' اور جو جواب اُن کي طرف سے هوگا وهي جواب حضرت ابوبکر کي طرف سے هی ' اور اگر یهه بات کهیں که یهه گناه اسامه کے متعینوں کے واسطے هی نه سب کے ' تو اس کا جواب یهه هی که " جهزوا جیش اسامه " یعني سامان کرو تم لشکر اسامه کو یهه خطاب متعینوں کي طرف نهیں هوسکتا ' اس واسطے که اسامه کے لشکر کا سامان کرنے کو اسامه هي کے لشکر کو کهنا بے معنيٰ هی ' اس صورت میں خطاب عام هی سب مسلمانوں کي طرف ' اور جمله " لعن الله " بهي اسي کلام کے ساتهه هی متعینوں کے ساتهه تخصیص نهیں *

ساتواں جواب

یهه هی که شیعوں کے نزدیک خدا کے بلا واسطه حکم سے مخالفت کرنا حضرت آدم † اور حضرت یونس ‡ پر ثابت هی ' چنانچه نبوت کے باب میں گذرا ' پس رسول کے ایک

---

† سنیوں کے نزدیک حضرت آدم صفي الله حسد اور بغض اور الله کي نافرماني سے پاک تهے شیعه اس کے برخلاف جانتے هیں اور کهتے هیں که توبه توبه جیسے که شیطان میں حسد اور بغض هی ایسا هي حضرت آدم علی نبینا علیهم الصلواة والسلام میں تها اور کهتے هیں که جس طرح شیطان کو حضرت آدم کے سجده کرنے میں حسد اور بغض هوا اور سجده نه کیا اور ملعون هوا اسي طرح حضرت آدم نے ایسه اطهار سے حسد اور بغض کیا که اس سبب سے الله تعالی اُن پر خفا هوا اور همیشه خفگي میں رهینگے ایسے لوگوں سے جو اپنے باپ دادا کو گالیاں دیویں خدا بچاوے چنانچه محمد بن بابویه عیون الاخبار میں حضرت علي بن موسي رضا علیه السلام سے اور معاني الاخبار میں مفضل بن عمر سے روایت کرتا هی که جب الله تعالی نے حضرت آدم کو فرشتوں سے سجده کروایا تب حضرت آدم نے کها که میں ساري خلقت سے اچها هوں الله تعالی نے فرمایا که سر اُٹها کر عرش کو دیکهه حضرت آدم نے سر اُٹهاکر دیکها که عرش پر لکها هی لااله الاالله محمد رسول الله علي ولي الله امیرالمومنین و زوجة فاطمة سیدالنساء العالمین والحسن والحسین سیدا شباب اهل الجنة حضرت آدم نے عرض کیا که یا الله یهه کون هیں الله تعالی نے فرمایا که تیري اولاد میں سے هیں اور تجهه سے اور ساري خلقت سے اچهے هیں اگر یهه نهوتے تو میں کچهه نه پیدا کرتا یهه بات سنکر حضرت آدم نے حسد کي آنکهوں سے گهورا اُسي کي سزا میں الله تعالی نے شیطان سے بهکوایا اور بهشت سے نکالا اور غضب میں ڈالا *

‡ امامیه حضرت یونس کي نسبت یهه لم لگاتے هیں که الله تعالی کے بغیر حکم اپني قوم کو چهوڑ کر بهاگ گئے اور اپني قوم کو بلا حکم کوسا اور اُن کي تکلیفوں پر صبر نه کیا اور اُنکو نه چهوڑایا چنانچه کلیني نے ابن ابي یعقوب سے یهه روایت کي هی *

حکم سے امام نے بھي خلاف کیا تو کیا مضایقہ هی ' اسواسطے کہ امام نبي کا نایب هی اور نایب کتنا هي اچھا هو منیب سے کم هوگا *

چوتھا طعنہ

یہہ هی کہ پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم نے حضرت ابوبکر کو کبھي کسي دین اور شرع کے کاموں میں سردار نہیں کیا ' اور جو شخص کہ ایک کام کي سرداري کے لایق نہو سب مسلمانوں پر کیونکر سردار هوسکتا هی *

جواب

اس طعنہ کا جواب کئي وجهہ سے هی ' پہلے یہہ کہ یہہ بات بالکل جھوٹ هی ' اسواسطے کہ شیعہ اور سني کي تاریخوں سے ثابت هی کہ جب جنگ اُحد کے بعد خبر پہونچي کہ ابو سفیان نے مدینہ پر چھڑنے کا ارادہ کیا هی ' آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو اُس سے لڑنے کے واسطے بھیجا اور وہ لڑے ' اور چوتھے برس میں بني نضیر کي لڑائي میں رات کو حضرت ابوبکر کے تئیں لشکر میں اپني جگھہ سردار کرکے آپ اپنے گھر تشریف لائے ' اور چھٹے برس میں جب بنولحیان کي لڑائي کے واسطے چلے اور وہ لوگ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ و سلم کے تشریف لانے کي خبر پاکر پہاڑوں میں چھپ رهے ' آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم نے دو ایک دن مقام فرماکر هر طرف لشکر بھیجے اُن لشکروں میں سے سب سے بڑے لشکر میں حضرت ابوبکر صدیق کو سردار کرکے کراع العمیم † کي طرف بھیجا تھا ' اور تبوک کي لڑائي میں پیغمبر خدا نے حکم دیا تھا کہ سب لشکر مدینہ کے پاس ثنیۃالوداع ‡ میں جمع هو اور لشکر گاہ کے سردار حضرت صدیق هوں ' اور سارے لشکر کي موجودات اُن سے متعلق هو ' اور خیبر کي لڑائي میں پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم کو آدھا سیسي کا درد هوا اور قلعہ پر حملہ کے وقت آن حضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کو اپنا نایب کرکے قلعہ کي فتح کو بھیجا ' اور اُس دن حضرت ابوبکر سے بڑي لڑائي هوئي ' اور ساتویں برس میں بني کلاب سے لڑنے کو بھیجا کہ سلمۃ بن‌الاکوع کا رسالہ بھي حضرت ابوبکر کے ساتھہ تھا کہ بنو کلاب سے لڑائي هوئي اور بہتوں کو مارا اور بہتونکو پکڑ لائے ' اور بنو فزارہ § کي لڑائي میں بھي لشکر کے سردار حضرت ابوبکر تھے ' چنانچہ حاکم سلمۃ بن‌اکوع سے روایت کرتا هی کہ " امر رسول اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم ابابکر فغزونا ناسا من بني فزارۃ

† ایک جگھہ هی تین منزل عسفان سے *

‡ ثنیۃالوداع نام هی ایک جگھہ کا مدینہ شریف کے قریب نہ مکہ کي راہ میں هی *

§ فزارہ قبیلہ هی غطفان میں سے *

فلما دنونا من الماء و امرنا ابوبکر فعرسنا فلما صلینا الصبح امرنا ابوبکر فسنّنا الغارة الی آخر الحدیث ـــ یعني حکم کیا حضرت نے ابوبکر کو پھر جہاد کیا ہمنے بني فزارہ کے آدمیوں سے جب پاني کے نزدیک پہنچے حکم کیا ابوبکر نے تا آرام لیں ہم پھر جب نماز پڑھي صبح کي حکم کیا ابوبکر نے اور لوٹا ہمنے اور شبخوں مارا ' اور معارج النبوت اور حبیب السیر میں لکہا ہی کہ تبوک کي لڑائي کے بعد ایک اعرابی نے آنحضرت صلی الله علیه و سلم کے پاس آکر عرض کیا کہ عربوں میں سے ایک قوم وادي الرمل † میں جمع ہوئي ہی اور شبخوں مارنے کا ارادہ رکھتي ہی' آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے اپنا نشان حضرت ابوبکر کو دیکر اور لشکر کا سردار کرکے اُن لوگوں پر بھیجا ' اور جب کہ بني عمر بن عوف میں خانہ جنگي ہوئي اور ظہر کي نماز کے بعد آنحضرت کو خبر پہونچي اور آپ صلعم کے واسطے اُس محلہ میں تشریف لیگئے بلال کو فرمایا کہ اگر نماز کا وقت ہوجاوے اور میں نہ آوں تو ابوبکر کو کہنا کہ وہ نماز پڑھاویں' چنانچہ عصر کے وقت حضرت ابوبکر نے نماز پڑھائي' اور نویں برس جب حج فرض ہوا اور بعضے سببوں سے آنحضرت صلی الله علیه و سلم کا جانا نہوا ' آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے ابوبکر صدیق کے تئیں امیر حج کرکے بہت سے صحابہ کے ساتھہ مکہ کو بھیجا کہ وہاں جاکر لوگوں کو حج کراوے ' اور مرض موت میں جمعرات کي رات سے پیر کي صبح تک نماز میں خلیفہ کرنا خود مشہور ہی کچھہ بیان کي حاجت نہیں ' اب غور کرنا چاہیئے کہ سردار سے دین کي یہي تینوں باتیں متعلق ہوتي ہیں' پہلے جہاد ' دوسرے حج' تیسرے نماز' اور ان تینوں چیزوں میں آنحضرت صلی الله علیه و سلم نے اپنے سامنے حضرت ابوبکر کو اپنا خلیفہ کیا ' اب دین کي کون سي بات باقي رہ گئي کہ جس میں حضرت ابوبکر خلیفہ اور امام ہونے کي لیاقت نہیں رکھتے تھے *

دوسرا جواب

یہہ ہی کہ ہمنے یہہ بات مانی' کہ پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم نے حضرت ابوبکر کو کبہي کسي کام میں سردار کرکے نہیں بھیجا ' لیکن اُسکا سبب یہہ ہی کہ آں حضرت صلی الله علیه و سلم حضرت ابوبکر کو اپنا وزیر جانتے تھے ' اور بغیر حضرت ابوبکر کے کوئي کام سرانجام نہوتا تھا ' اور ہمیشہ سے بادشاہوں کي رسم اور عادت یہہ ہی کہ وزیروں اور بڑے بڑے امیروں کو پرگنوں اور قصبوں میں عامل کرکے نہیں بھیجتے ' اور لشکروں کا سردار نہیں کرتے ' اس واسطے کہ اُنکے نہونے سے حضوري کے بڑے بڑے عمدہ کام ابتر ہوجاتے

† نام جنگل

نہیں ؛ اور اسباب کے تئیں خود پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی حاکم حذیفہ بن الیمان سے روایت کرتا ہی، کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے، کہ میرا ارادہ ہی کہ دین سکھانے کے واسطے لوگوں کو دور دور ملکوں میں بھیجوں، جیسے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے حواریوں کو بھیجا تھا، جو لوگ کہ حاضر تھے اُنہوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ کے ہاں اس طرح کے لوگ جیسے ابوبکر اور عمر موجود ہیں، جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " انہ لا غنیٰ لی عنہما انہما من الدین کالسمع والبصر" یعنی میرا گذارا نہیں ہوتا بے ان کے کہ یہہ دونوں دین کے کان اور آنکھہ کی مانند ہیں، اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے یہہ بھی فرمایا ہی کہ میرے تئیں اللہ تعالیٰ نے چار وزیر دیئے ہیں، ابوبکر اور عمر دو وزیر زمین میں، اور جبرئیل اور میکائیل دو وزیر آسمان میں *

تیسرا جواب

یہہ ہی کہ اگر کسی کام پر نہ بھیجنا امامت کی لیاقت جاتے رہنے کا باعث ہو، تو لازم آتا ہی کہ جناب حسنین علیہما السلام بھی امامت کے لایق نہوں، اس واسطے کہ حضرت امیر المومنین نے ان دونوں صاحبوں کے تئیں کسی لڑائی پر اور کسی کام میں نہیں بھیجا، اور محمد بن حنفیہ کو کہ اُن کے بے مات بھائی تھے بہت سے کاموں پر بھیجا، یہانتک کہ لوگوں نے محمد بن حنفیہ † سے پوچھا کہ تمہارے باپ لڑائیوں میں اور جہاں کہ اندیشہ کی جگہہ ہوتی ہی تمہارے تئیں بھیجتے ہیں، اور جناب امام حسنین علیہما السلام کے تئیں اپنے سے جدا نہیں کرتے اس کا کیا سبب ہی، اُس امام زادہ منصف نے فرمایا کہ میرے باپ کی اولاد میں جناب امام حسن اور جناب امام حسین علیہما السلام دو آنکھوں کی مانند ہیں، اور باقی اولاد بمنزلہ ہاتھہ پانوں کے، اور جب تک ہاتھہ اور پانوں سے کام ہو آنکھوں کو کیوں تکلیف دی جاوے، بلکہ آدمی کی خاصیت یہہ ہی کہ جس وقت آنکھہ پر کچھہ آفت پہونچتی ہی تو ہاتھہ سے بچاتا ہی *

پانچواں طعنہ

یہہ ہی کہ حضرت ابوبکر صدیق نے عمر بن خطاب کے تئیں مسلمانوں کے سب کام کا متولی کرکے سب امت کا خلیفہ کیا، حالانکہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں ایک برس صدقہ لینے کی خدمت پر مقرر ہوکے موقوف ہوچکے تھے، اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے جسکو موقوف کیا ہو، اُسکو مقرر کرنا صریح پیغمبر کی برعکسی ہی *

---

† محمد بن حنفیہ حضرت علی مرتضیٰ کے بیٹے ہیں حنفیہ اُن کی ما تھی *

جواب

اس کا جواب یہہ هی که حضرت عمر کے تئیں موقوف سمجھنا بڑي بے وقوفي هی' اس واسطے که اگر کوئي شخص ایک خدمت پر کسي کام کے انجام کرنے کو مقرر هو ' اور وہ کام هو چکے اور اُس کي خدمت بھي تمام هو جاوے اُس شخص کے تئیں معزول نہیں کہہ سکتے' اور حضرت عمر کي بھي خدمت اسي طرح کي تھي' جب صدقہ لینے کا کام تمام هو چکا اُن کي خدمت بھي تمام هوچکي' اور اگر اس کے تئیں موقوفي کہیں تو لازم آتا هی که هر نبي اور امام مرنے کے بعد موقوف هو جاوے *

دوسرا جواب

همنے یہہ بات مانی که حضرت عمر کے تئیں پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے موقوف کیا ' لیکن اُس کي موقوفي حضرت هارون کي طرح تھي' که جب حضرت موسی طور سے پھرے هیں حضرت هارون اُن کي خلافت سے موقوف هوگئے ' لیکن اس سبب سے که وہ بالاستقلال نبي تھے اس موقوفي سے اُنکي لیاقت امامت میں کچھہ نقصان نهوا ' اسي طرح حضرت عمر کے تئیں که اُن کے حق میں پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا هی که " لو کان بعدي نبي لکان عمر " یعني اگر هوتا میرے بعد کوئي نبي تو هوتا عمر' اس موقوفي نے بھي اُن کي امامت کي لیاقت میں کچھہ نقصان نه کیا *

تیسرا جواب

مخالفت پیغمبر کي وہ هی ' که جس چیز کو اُس نے منع کیا هی اُس کو کریں' نه یہہ که جس کو موقوف کیا هی اُس کے بحال کرنے میں بھي مخالفت هو جاوے ' هاں اگر جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم ' حضرت عمر کے مقرر کرنے سے منع کرتے اور حضرت ابوبکر اُس کو بحال کرتے ' تو البته مخالفت هوتي' جب که یہہ بات نہیں هوئي تو مخالفت کہاں سے هوئي' اور اگر یہہ بات کہو که جو کام که آنحضرت نے نہیں کیا اُس کا کرنا بھي مخالفت هی' تو یہہ بات لازم آتي هی که جناب علي مرتضی نے بھي حضرت عایشه سے لڑنے میں بھي مخالفت رسول کي کي هو *

چھٹا طعنه

یہہ هی که آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے تئیں عمرو بن‌العاص کا تابع اور فرماں بردار اور اُس کے تئیں ان پر سردار کیا' اور اسي طرح اسامه کے تئیں ان پر

سردار کیا ' اگر حضرت ابوبکر اور حضرت عمر سرداري کي ليانت رکهتے تهے ' اور اس بات میں بہتر تهے ' تو کس واسطے اُن کو سردار نه کیا ' اور اور لوگوں کو اُن کا تابع *

جواب

اس طعنه کے کئي جواب هیں' پہلا جواب یهه هی که اگر اُن کا سردار کرنا فالایق هونے اور اچهے نهونے پر دلالت کرتا هی' تو لازم هی که سردار کرنا لیاقت اور اچهے هونے پر دلالت کرے' پس اگر شیعه اس بات کے قایل هوویں' که عمرو بن‌العاص اور اسامة بن زید اچهے اور امامت کے لایق تهے' اُس وقت سني اس کا جواب دینگے اور نهیں تو نهیں *

دوسرا جواب

یهه هی که ' اگر ایک خاص کام میں ایک کم رتبه آدمي کو اچهے آدمیوں پر سردار کریں' تو یهه بات امامت کے لایق اور بهت اچهے هونے پر دلالت نهیں کرتي' اس واسطے که کبهي ایک خاص کام میں سردار کرنا ایک ایسي بات کے واسطے هوتا هی' که وه بات ایسے هي آدمي سے هو سکتي هی' اور اچهے آدمي سے نهیں هوسکتي هی' جیسے که عمرو بن‌العاص کے سردار کرنے میں هوا ' که وه ایک ذو فنون اور حیله باز تها اور یهي بات منظور تهي که دشمنوں کو مکر اور حیله سے خراب اور تباه کرے' یا اُن کے فریب سے آگاه هو' اور اوروں کے تئیں اس کام میں اُس کے برابر آگاهي نه تهي ' اور اسي واسطے چوروں کو پکڑنے اور راهوں کے صاف کرنے اور راتوں کو گشت دینے کي خدمت ایسے هي لوگوں کو دیتے هیں ' اور بڑے بڑے امیروں سے یهه خدمتیں سرانجام نهیں هو سکتیں ' اور یا ایک خاص کام میں سردار کرنے سے یهه مقصد هوتا هی' که کسي مصیبت زده اور ماتم کشیده کي تسلي اور تشفي هو ' جیسے که اسامه کے واسطے هوا که اُس کا باپ روم و شام کي فوج سے شهید هوا تها ' اگر اُس لشکر کا سردار جو رومیوں سے لڑنے کو جاتا تها اسامه کو نه کرتے ' اور اُسکے باپ کا بدله لینے کو اُس کے تئیں مقرر نه کرتے ' تو اُس کي تسلي اور تشفي اور اُس کو نام اور مرتبه حاصل نهوتا *

تیسرا جواب

یهه هی ' که پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کے تئیں یهه منظور تها ' که حضرت ابوبکر اور حضرت عمر اُن باتوں سے بهي واقف هو جاویں' جو تابعوں کو اپنے سرداروں کے ساتهه کرني هوتي هیں' اور سردار کس طرح سے اپنے تابعین کي حال پرسي کرتے هیں' اور یهه بات

جب تک کہ دو ایک دفعہ کسي کے تابع نہوں بالیقین معلوم نہیں ہو سکتي' یہہ بات بھي آنحضرت کي سرداري اور خلافت سکھانے کے واسطے تھي' اس کي مثال یہہ ھی کہ بادشاہ جب تک کہ سپاہ گري سے امیري اور امیري سے وزارت اور وزارت سے سلطنت پر نہ پہونچے بادشاهت کا کام اچھي طرح سے سرانجام نہیں دیتا ' جیسے کہ تیمور اور نادر شاہ ' پس یہہ بات صاف اس بات پر دلالت کرتي ھی ' کہ اس طرح کي تعلیم سے آں حضرت کو ان کے حق میں بڑي ریاست دیني منظور تھي ' اور اسي تربیت سے جو آنحضرت نے ان دونوں صاحبوں کے حق میں کي تھي' یہہ دونوں صاحب اپني خلافت میں لشکریوں اور امیروں کو اس طرح رکھتے تھے کہ اُس سے بہتر انتظام متصور نہیں' کہ اُن کے امیروں کو نہ پھرجانے اور نہ مقابلہ کرنے کا خیال تھا ' نہ اُن کے لشکریوں کو لڑنے بھڑنے کٹنے مرنے میں سستي' اور نہ لوٹنے اور مارنے میں بیباکي تھي' اور امیروں کو لشکر پر اور لشکر کو امیروں پر کچھہ ظلم اور زور نہ تھا ' اور رعیت چین چان امن امان سے رھتي تھي' اور دن بدن ملک و مال ھاتھہ لگتا تھا ' اور یہہ بات تاریخوں سے چاند کي طرح چمکتي ھی' کہ اُس پر خاک پڑ نہیں سکتي' اور کچھہ شیعہ پن اس میں پیش نہیں جاتا ' اور شیعوں نے امور موهومہ میں دھوم دھام کي ھی کہ اگر ایسا ھوتا تو خوب ھوتا اور ویسا ھوتا تو خوب ھوتا *

ساتواں طعنہ

یہہ ھی ' کہ حضرت ابوبکر نے اپنا خلیفہ کرنے میں پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم کي مخالفت کي' اس واسطے کہ پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم سب امت کا نیک و بد خوب جانتے تھے' اُنھوں نے تو اپنا خلیفہ کسي کو نہیں کیا تھا ' پھر حضرت ابوبکر نے حضرت عمر کو کیوں خلیفہ کیا *

جواب

اس طعنہ کے بھي کئي جواب ھیں' پہلا جواب یہہ ھی کہ یہہ بات کہني کہ آنحضرت صلی‌الله علیہ و سلم نے کسي کو اپنا خلیفہ نہیں کیا تھا بالکل جھوٹ ھی ' اس واسطے کہ اگر شیعوں کے مذھب پر بحث کي جاوے' تو شیعہ اس بات کے خود قایل ھیں' کہ آنحضرت صلی‌الله علیہ وسلم نے جناب علي مرتضی علیہ‌السلام کو اپنا خلیفہ کیا تھا ' اس صورت میں اگر حضرت ابوبکر بھي جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیہ وسلم کي سنت پر چلے تو کیا برا کیا ' اور اگر سنیوں کے مذھب پر گفتگو کي جاوے تو سنیوں کے نزدیک بھي ثابت ھی' کہ آنحضرت صلی‌الله علیہ وسلم نے نماز اور حج میں حضرت ابوبکر کو خلیفہ کیا تھا' اور

صحابہ کہ پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم کے مزاجدان اور عقلمند تھے اُن کے تئیں اتنا اشارہ کافی تھا ، مثل مشہور ھی کہ " عاقلاں را یک اشارہ بس است " اور حضرت ابوبکر نے یہہ بات سوچی کہ عرب اور عجم کے بہت سے لوگ ابھی مسلمان ہوئے ھیں ، اگر اُن کے تئیں صاف صاف نہ کہہ دیا جاویگا ، تو یہہ لوگ اس باریکی کو نہیں سمجھینگے ، اس واسطے لکھہ پڑھہ دیا *

دوسرا جواب

یہہ ھی کہ اگر فرض کیجیئے ، کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے خلیفہ نہیں کیا تھا ، تو اس کا یہہ سبب تھا کہ اُن کے تئیں اللہ کی طرف سے وحی اور الہام سے یقین تھا ، کہ میرے بعد ابوبکر ھی خلیفہ ھوگا ، اور سب صحابہ اُن سے رجوع کرینگے ، اور سوائے اُنکے اور کسی کو دخل نہ دینگے ، چنانچہ یہہ حدیثیں جو سنیوں کی کتابوں میں موجود ھیں اس بات پر صاف دلالت کرتی ھیں " فابی علی الا تقدیم ابی بکر " یعنی پھر نہ چاھا مگر مقدم ھونا ابوبکر ھی کا ، اور حدیث " یابی‌اللہ والمومنون الا ابابکر " یعنی نہ چاھیگا خدا اور سب مومن مگر ابوبکر ھی کو ، اور حدیث " انہ خلیفۃ من بعدی " یعنی البتہ وہ خلیفہ ھی میرے بعد ، اور جب کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم کو ایسا یقین تھا تو لکھنے کی کچھہ حاجت نہ تھی ، بلکہ صحیح مسلم میں یہہ بات لکھی ھی ، کہ آنحضرت صلی‌اللہ علیہ وسلم نے مرض الموت میں حضرت ابوبکر اور اُن کے بیٹے کو بلایا کہ خلافت کا عہدنامہ لکھوادیں ، اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالے اور سب مسلمان آپ سے آپ ابوبکر کے سوائے کسی کو خلیفہ نہیں کرینگے ، کچھہ لکھنے کی حاجت نہیں ، اور حضرت ابوبکر کو کچھہ وحی نہ آتی تھی کہ اُنکو یقین کامل ھوتا ، اور نہ اُن کو عقلاً یہہ بات معلوم ھوتی تھی کہ میرے بعد بلاشک حضرت عمر ھی کو خلیفہ کردینگے ، اور حضرت ابوبکر اپنے نزدیک حضرت عمر کو خلافت کے لایق جانتے تھے ، اس واسطے اُنکو ضرور پڑا تھا ، کہ اُمت کے واسطے جو بہتر ھو وہ کریں ، اور شکر خدا کا کہ حضرت ابوبکر کی عقل خوب پہونچی ، کہ حضرت عمر کے وقت میں جیسا کہ انتظام اور شوکت دین کی ھوئی اور کافر مارے گئے ایسا کسی نبی کے خلیفہ سے نہیں ھوا *

تیسرا جواب

یہہ ھی ، کہ خلیفہ نہ کرنا اور چیز ھی ، اور منع کرنا اور چیز ھی ، اگر آنحضرت خلیفہ کرنے سے منع کر دیتے اور حضرت ابوبکر خلیفہ کرتے تب مخالفت ھوتی ، نہ یہہ کہ آنحضرت

نے خلیفہ نہیں کیا ' اور حضرت ابوبکر نے خلیفہ کردیا ' تو بس مخالفت ہوگئی ' اور اگر یہہ بات نہیں ہی تو یہہ بات لازم آتی ہی ' کہ توبہ توبہ جو حضرت علی مرتضی نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو خلیفہ کیا ' تو یہہ بھی پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت ہوگئی *

آٹھواں طعنہ

یہہ ہی کہ حضرت ابوبکر کہتے تھے " ان لی شیطاناً یعتریني فان استقمت فاعینوني و ان زغت فقوموني " یعنی میرے لیئے بھی ایک شیطان ہی کہ سامنے آجاتا ہی پھر اگر میں حکم شرعی میں سیدھا رہا کروں تو میری مدد کیا کرو اور جو کجی کروں تو مجھے راست و درست کردیا کرو ' اور جس شخص کو کہ شیطان وسوسہ میں ڈالے اور بہکاوے وہ امامت کے قابل نہیں ہی *

پہلا جواب

یہہ ہی ' کہ سنیوں کی معتبر کتابوں میں یہہ روایت صحیح نہیں ہی کہ اس سے الزام ہو ' بلکہ اس کے سوائے ایک اور روایت صحیح اور ثابت ہوئی ہی ' کہ حضرت ابوبکر نے مرتے وقت حضرت عمر کو بلایا اور وصیت کی اور یہہ باتیں کہیں " واللہ ماغمت فحلمت و ما شبہت فتو ہمت و انی لعلی السبیل ما زغت و لم ال جھداً و انی اوصیک بتقوی اللہ الی اخرالکلام " یعنی قسم خدا کی میں کبھی غافل نہیں ہوا کہ خیال پریشان دیکھتا اور نہ شبہہ میں پڑا ہوں کہ بہکتا ' میں سیدھی راہ پر ہوں ذرا بھی نہیں بھٹکا اورکچھہ قصور نہیں کیا کوشش میں اور تجھے بھی یہی وصیت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرتا رہو ' ہاں البتہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب حضرت ابوبکر خلیفہ ہوئے تو جو خطبہ کہ آپ نے سب سے پہلے پڑھا وہ یہہ خطبہ تھا ' کہ اے رسول خدا کے دوستوں میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا خلیفہ ہوں ' لیکن دو چیزیں کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے واسطے ہیں مجھہ سے مت چاہنا ' ایک وحی ' اور دوسری † عصمت شیطان سے ' اور یہہ خطبہ مسند امام احمد اور اور سنیوں کی کتابوں میں موجود ہی ' اور اُس خطبہ کے آخر میں یہہ بھی ہی ' کہ میں معصوم نہیں ہوں ' تمہارے تئیں میری اطاعت اُنہیں باتوں میں فرض ہی جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور اللہ

---

† عصمت سنیوں کے نزدیک یہہ ہی کہ کسی شخص کے ہاتھہ پر گناہ نہ پیدا ہو اور شوق عبادت کا اور گناہ سے بچنے کا دل میں ہو *

کي شريعت کے موافق هوں* اور اگر خدا نخواسته ميں تمهارے تئيں خلاف اُس کے کہوں تو هرگز نمانو ' اور ميرے تئيں اطلاع کرو ' اور سب مسلمانوں کا يهي عقيده هی ' اور سبحان الله که حضرت نے کيا اِنصاف کي بات کهي هی ' پيغمبر خدا صلی الله عليه وسلم کے وقت ميں سب لوگوں کے تئيں عادت بڑي هوئی تهي که جو مشکل هوتي تهی وحي کي طرف رجوع کرتے تهے ' اور پيغمبر خدا صلی الله عليه وسلم جو حکم ديتے تهے اُن کي عصمت کے سبب بے تامل مانتے تهے ' خليفوں کے تئيں لازم هی که سب سے پہلے ان دونوں † چيزوں سے آگاه کريں که يهه خاصه پيغمبر هي کا هی اور کسي کا نهيں *

دوسرا جواب

يهه هی که کليني جو شيعوں کے هاں بهت معتبر کتاب هی اُس ميں حضرت امام جعفر صادق سے صحيح روايتيں موجود هيں ' که هر مسلمان کے ساتهه ايک شيطان هی که اُس کے بهکانے کا اراده رکهتا هی ' اور صحيح حديث ميں بهي هی " ما من منکم من احد الا وقد وکل به قرينه من الجن " يعني نهيں کوئي تم ميں سے مگر يهه که اُس پر مقرر هی ايک همراهي جنوں ميں سے ' يهاں تک که صحابه نے عرض کيا که يا رسول الله صلی الله عليه وسلم آپ کے واسطے بهي شيطان قرين هی ' فرمايا که هاں هی ' ليکن الله تعالی نے ميرے تئيں اُسپر غلبه ديا هی که اُس کے فريب سے بچا رهتا هوں ' پس جس صورت ميں که نبيوں کے پاس بهکانے کے واسطے شيطان کے آنے اور رهنے سے نبوت ميں کچهه نقصان نهو تو حضرت ابوبکر کي امامت ميں کيوں قصور هونے لگا تها ' اسواسطے که امام کے تئيں متقي هونا ضرور هی ' اور متقيوں کے بهي دل ميں شيطان شبهه ڈالتا هی ' مگر وه خبردار هوجاتے هيں اور اُس کے موافق کام نهيں کرتے قوله تعالی " ان الذين اتقو اذا مسهم طائف من الشيطان تذکروا فاذا هم مبصرون " يعني جو لوگ ڈر رکهتے هيں جهاں پر کيا اُنپر شيطان کا گذر چونک گئے پهر تب هي اُنکو سوجهه آگئي ' البته اُس شخص کي امامت ميں قصور هوتا هی که شيطان سے مغلوب هوجاوے ' اور اُس کے بهکائے پر کام کرے ' اور جهت پهت توبه نکرے ' قوله تعالی " واخوانهم يمدو نهم في الغي ثم لايقصرون " يعني اور بهائي هيں وه انکو کهينچے جاتے هيں غلطي ميں پهر وه کمي نهيں کرتے ' اور يهه مرتبه فسق اور فجور کا هی که سب کے نزديک امامت ميں خلل انداز هی *

---

† يعني وحي اور عصمت *

تیسرا جواب

یہہ ہی ، کہ اگر حضرت ابوبکر نے اس طرح کی بات کہی تو بھی اُن کی امامت میں کچھہ نقص نہیں اسواسطے کہ جناب علي مرتضی کہ سب کے نزدیک امام برحق ہیں اپنے دوستوں سے اسي طرح کي باتیں کہتے تھے، چنانچہ نہج البلاغت میں کہ شیعوں کے ہاں بہت صحیح کتاب ہی لکھا ہی، وہو قولہ " لاتکفوا عن مقالة بحق او مشورة بعدل فاني لست بفوق ان اخطي ولا امن ذالک من فعلي الی اخر ما سبق نقلہ " یعني نہ چوکو تم سچ کہنے سے اور اچھے مشورے سے کہ میں بھي خطا کرسکتا ہوں، اور میرے کام میں بھي خطا کا خطر ہی ، اور جس شخص نے کہ قران میں سے الف لام میم کا سپارہ پڑھا ہوگا وہ بھی جانتا ہی، کہ حضرت آدم کے تئیں شیطان نے وسوسہ ڈالا اور بہشت سے نکالا ، اور کلام اللہ سے ثابت ہی کہ حضرت آدم خلیفہ تھے قولہ تعالی " اني جاعل فی الارض خلیفہ " یعني مجھکو بنانا ہی زمین میں ایک نایب ، اور جس شخص نے کہ قران میں سے سورہ ص پڑھي ہوگي وہ بھي جانتا ہی ، کہ حضرت داؤد کے تئیں جورو کے مقدمہ میں شیطان نے کستدر وسوسے ڈالے، یہاں تک کہ اللہ تعالی کي خفگي ہوئي، اور توبہ استغفار کي نوبت پہونچي، اور کلام اللہ سے ثابت ہی، کہ حضرت داود خلیفہ تھے قولہ تعالی " یا داود انا جعلناک خلیفة فی الارض " یعني اے داود تحقیق کیا ہمنے تیرے تئیں خلیفہ زمین میں، اور جس شیعہ نے حضرت سجاد † کا صحیفہ کاملہ دیکھا ہوگا اور سمجھا ہوگا ، تو جانتا ہوگا کہ حضرت سجاد نے اپنے حق میں کیا فرمایا ہی کہ " قد ملک الشیطان عناني في سوءالظن وضعف الیقین و اني اشکو سوء مجاورتہ لي وطاعة نفسي لہ " یعني پھیرتا ہی شیطان باگ میری بدگماني میں اور سستي اعتقاد میں، اور شکوہ کرتا ہوں اُس کی بدہمسایگي سے ، اور نفس کي تابعداري کرنے سے شیطان کے لیئے، اب اس عبارت کے تئیں اور حضرت ابوبکر کي عبارت کے تئیں تولنا چاہیئے، اور الفاظ " یعتریني و ان زغت " کو ایک پلہ میں رکھو اور الفاظ " ملک عناني وطاعة نفسي " کو ایک پلہ میں رکھو ، اور اس کو غور کرو کہ حضرت امام فرماتے ہیں کہ پھیرتا ہی شیطان باگ میری بدگماني اور سستي اعتقاد میں، اور حضرت ابوبکر کہتے ہیں کہ اگر میں کجي کروں تو مجھے راست و درست کردو ، یعني حضرت امام کا کلام یقین پر دلالت کرتا ہی، کہ بے شک یہہ بات ہوئي ، اور کلام حضرت ابوبکر احتمال پر ، کہ اگر یوں ہو تو ایسا کرو، اور ان " زغت " سے ہرگز یہہ بات نہیں پائي جاتي کہ طرفین میں

---

† سجاد لقب ہی امام زین العابدین کا اور نام مبارک اُنکا علي ہی *

سے کوئي بات واقع هوئي هو ' اور يهه بهي سمجهو كه اگر كسي شخص كے تئيں شيطان بهكاوے' اور وه نه بهكے تو كچهه نقصان نهيں' بلكه بهت بڑائي كي بات هى' اور سورہ يوسف ميں سے " وما ابرء نفسي ان النفس لامارة بالسوء الا ما رحم ربي " كو يعني اس آيت كو كه ميں پاک نهيں كهتا اپنے جي كو جي تو سكهاتا هى برائي مگر جو رحم كيا ميرے رب نے تلاوت كرو اور حضرت ابوبكر كو اس ذرا سي بات سے امامت كے مرتبه سے نگراو *

نواں طعنه

يهه هى كه حضرت عمر كهتے تهے كه " الا ان بيعت ابي بكر كانت فلتته و قي الله المومنين شرها فمن عاد الي مثلها فاقتلو " يعني هوشيار هو اور سمجهو كه بيعت ابوبكر كي جلدي ميں هوگئي' خدا مسلمانوں كو اُس كي آفت سے بچاوے' پهر اگر كوئي ايسا كام كرے تو اُسے مار ڈاليو ' اور بخاري ميں اور الفاظ هيں كه اُن كے معني بهي يهي هيں ' اس سے صاف ثابت هى كه حضرت ابوبكر سے بيعت كرني يكايک بے سمجهے بوجهے هوگئي' اور اُنكو بے تامل بغير دليل كے خليفه كرديا ' اس صورت ميں اُنكا خليفه هونا بيجا هوا ' اور اُنكي خلافت برحق نهوئي *

جواب

اس طعنه كا جواب يهه هى ' كه حضرت عمر نے يهه بات ايک شخص كے جواب ميں كهي تهي' كه وه شخص حضرت عمر كے زمانه ميں كهتا تها ' كه اگر حضرت عمر مر جاوينگے تو ميں فلانے شخص كے ساتهه بيعت كركے اُسكو خليفه كرونگا ' اس واسطے كه حضرت ابوبكر كے ساتهه بهي دو ايک آدميوں نے بے سمجهے بوجهے يكايک بيعت كي تهي' اور آخر كو وهي خليفه هوئے' اور سب صحابه اُن كے تابع هوگئے' چنانچه بخاري ميں يهه بات موجود هى' پس حضرت عمر كے قول كے يهه معني هيں كه ايک دو آدميوں كي بيعت كرني بے تامل اور بے مشورہ رئيسوں اور مجتهدوں كے صحيح نهيں' اور اگرچه حضرت ابوبكر كے ساتهه بهي يكايک بيعت هوئي تهي' ليكن معلوم هوا كه حق حقدار كو پهونچا ' اور يهه بيعت ٹهيک ٹهيک هوئي' اس ليئے كه اُنكي خلافت كي دليليں ' جيسا نماز ميں امام كرنا اور اُنكا سب صحابه سے بهتر هونا بهت ظاهر تها ' هر شخص كے تئيں حضرت ابوبكر پر قياس نكرنا چاهيئے' بلكه اگر اور كوئي اس طرح پر بيعت كرے اُسكو مار ڈالنا چاهيئے' اس واسطے كه ايسي بات ميں جو سوچنا سمجهنا اور اجماع ضرور هى اُس نے نكيا ' اور مسلمانوں ميں

فتنہ اوٹھایا ، اور اس قول کے آخر میں " وایکم مثل ابی بکر " بھي ھی، کہ شیعوں نے اس کے تئیں چھپا رکھا ھی، اور اس کے معنی یہہ ھیں، کہ کون ھی تم میں ابوبکر کي مانند بزرگي میں، کہ اُسے بیعت کرنے میں مشورہ کي حاجت نہیں، اس سے ثابت ھوا کہ " وقی اللہ شرھا " کے معنی یہي ھیں، کہ اگرچہ حضرت ابوبکر کي خلافت سقیفہ † بني ساعدہ میں اس سبب سے کہ انصاري بوسر پرخاش تھے اور لمبی چوڑے مشورہ کي فرصت نتھي بہت جلدي ھوئي ، اور جلدي بیعت کرنے میں صرف یہہ اندیشہ ھوتا ھی کہ مبادا بیعت بیجا ھو ، اور ایک نالایق امام ھوجاے، لیکن اللہ کي عنایت سے نہ ھوا اور حق حقدار کو پہونچا ، اور ظاھر ھی کہ حضرت عمر کا یہہ مطلب نتھا کہ حضرت ابوبکر کي بیعت صحیح نہ تھي اور خلافت درست نہوئي، اس واسطے کہ حضرت عمر اور عبیدۃ بن الجراح نے حضرت ابوبکر کے ساتھہ سقیفہ میں، سب سے پہلے بیعت کي ، اور اُن کے بعد اوروں نے ، اور جس وقت کہ ان دونوں صاحبوں نے بیعت کي تھي اُس وقت فرمایا تھا کہ " انت خیرنا و افضلنا " یعني تحقیق تو اچھا ھی ھم میں اور بہتر ھی ھم میں، اور اس کلمہ کو سب صحابہ مہاجرین اور انصار نے جو حاضر تھے سنا اور انکار نہ کیا ، بلکہ مانا ، اس صورت میں حضرت ابوبکر کا اچھا ھونا اور بہتر ھونا سب صحابہ کے نزدیک مسلم الثبوت تھا ، اور انصاري اسبات پر پرخاش کرتے تھے کہ ھم میں سے بھي ایک خلیفہ ھو ، اور یہہ نہیں کہتے تھے کہ حضرت ابوبکر خلافت کے لایق نہیں ھیں ، اور سنیوں کے ھاں صحیح روایتوں سے ثابت ھی کہ سعد ‡ بن عبادہ اور امیرالمومنین علیہ السلام اور حضرت زبیر نے بھي حضرت ابوبکر سے بیعت کي، اور پہلے دن بیعت نکرنے کا عذر کرکے یہہ شکایت کي کہ تمنے اس باب میں ھم سے بھي کیوں نہ صلاح لے لي، حضرت ابوبکر صدیق نے اُس کے جواب میں انصاریوں کي پرخاش اور اُنکي جلدي بیان کي، اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام اور حضرت زبیر نے یہہ بات پسند کي، چنانچہ سنیوں کی معتبر کتابوں میں بہت جگہہ ثابت ھی، اور اگر حضرت عمر کي اسبات کو حضرت ابوبکر کي نسبت دلیل پکڑتے ھو ، تو لازم ھی کہ حضرت عمر کے سب قولوں کو جو حضرت ابوبکر اور اُن کي خلافت کے حق

---

† نام مکان *

‡ سعد بن عبادہ انصار کے رئیس تھے اور وہ لوگ چاھتے تھے کہ اُنھیں اپنا خلیفہ کریں ایک امیر مہاجروں میں رھے اور ایک انصار میں جب کہ حضرت ابوبکر نے کہا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ھی کہ خلیفہ قریش میں سے ھو انصار چپ ھو رھے اور سعد بن عبادہ نے اُسوقت حضرت ابوبکر سے بیعت نہ کي مگر اخر کو بیعت کرلي *

میں هیں سمجھو اور اس قول کے ساتھ تولو ، اور دیکھو ، که یهه کتنا هی اور وه کتني غرض که حضرت عمر کے تئیں حضرت ابوبکر کي خلافت کا معتقد نه جاننا عجب تماشے کي بات هی، که کہیں اور سننے میں نہیں آتي *

دسواں طعنه

یهه هی ، که حضرت ابوبکر کہتے تھے که " لست بخیرکم و علی فیکم " یعني میں کچھه تمسے اچھا نہیں هوں اور علي مرتضی تم میں موجود هیں ، پس اگر یهه بات سچ هی تو بھي حضرت ابوبکر امامت کے لایق نه تھے، اس واسطے که باوجود اس کے که اچھا شخص موجود هو پھر کم رتبه آدمي امام نہیں هوسکتا ، اور اگر جھوٹ هی تو بھي حضرت ابوبکر امامت کے قابل نه تھے، اس واسطے که جھوٹا فاسق هی اور فاسق امامت کے قابل نہیں *

پہلا جواب

یهه هی، که یهه روایت سنیوں کي کسي کتاب میں نہیں هی، پہلے سنیوں کي کسي کتاب میں سے اس روایت کو ثابت کرو بعد اُس کے جواب چاهو ، اور جھوٹا بتنگڑ بنا لینے سے کچھه سنیوں کو الزام نہیں هوتا *

دوسرا جواب

یهه هی، که همنے شیعوں کے لکھنے سے اس روایت کو مانا ، اس کا جواب یهه هی که حضرت امام سجاد فرماتے هیں جیسا که صحیفه کامله میں که شیعوں کے نزدیک بہت معتبر کتاب هی موجود هی که " اناالذي افنت الذنوب عمره الخ " یعني میں وه هوں که کھو دیا هی گناهوں نے میري عمر کو ، اگر حضرت امام سجاد اس باب میں سچے تھے تو امامت کے قابل نه تھے، اس واسطے که جو شخص گناه کرے امامت کے قابل نہیں هوسکتا ، اور اگر جھوٹے تھے تو بھي امامت کے لایق نه تھے، اس واسطے که جھوٹا فاسق هی اور فاسق امامت کے قابل نہیں هوتا ، اس صورت میں شیعه جو جواب که حضرت سجاد کي طرف سے دیں، وهي جواب حضرت ابوبکر کي طرف سے سمجھه کر تخفیف تصدیع کریں، اور شیعوں کے بعضے عالموں نے اِس روایت میں دو لفظ اور بڑھائے هیں که " اقیلوني اقیلوني " یعني میں اس خلافت سے باز آیا مجھے معاف رکھو ، اور کہتے هیں که حضرت ابوبکر امامت چھوڑتے تھے، اور جو شخص که امامت چھوڑے وه امامت کے لایق نہیں، اور عجب تماشے کي بات هی که شیعه خود اس بات کے معتقد هیں، که حضرت موسی پیغمبري چھوڑتے تھے،

اور حضرت هاروں کو دیئے تھے، پس اگر یہہ بات ثابت بھي هو تو حضرت ابوبکر کا امامت
کو چھوڑنا ایسا هي تھا جیسا کہ حضرت موسی کا پیغمبري کو چھوڑنا ، بلکہ اس سے بھي کم ،
اس واسطے کہ پیغمبري کا چھوڑنا باوجود اس بات کے کہ اللہ تعالی نے بلا واسطہ اُن کو
دي تھي بہت بڑا هی، اور ایسي امامت کا چھوڑنا کہ بقول شیعوں کے چند لوگوں نے جمع
هوکر انصاریوں کي پرخاش کے ڈر سے اور مدینہ کي نگہباني کي مصلحت سے اُن کو امام
کردیا تھا ، اور خدا کي طرف سے اُن کو امامت نہ تھي، چنداں بڑا نہیں، اسواسطے کہ جب
لوگوں نے ایک شخص کے تئیں سردار کردیا تو کیا ضرور هی کہ تمام عمر اُس کو قبول رکھے،
اور دین دنیا میں محنت لے ، اور پہلي دفعہ جو قبول کي تھي انصاریوں کي پرخاش دفع
کرنے کے واسطے کي تھي، جب وہ بات جاتي رهي تو چاها کہ اپنے چین سے زندگي بسر کریں،
اور غور کرو کہ خود شیعوں کي روایت سے یہہ بات ثابت هی کہ حضرت ابوبکر کو کچھہ
امامت کي طمع نہ تھي اور خود چھوڑتے تھے اور صحابہ قبول نہ کرتے تھے، اور ادنی سے اعلی
تک نے زبردستي سے حضرت ابوبکر کو خلیفہ کیا ، اور اگر یہہ بات نہ تھي تو آپ ایسي بات
کاهیکو کہتے ، اگر ایک بادشاہ هو کہ بالکل سلطنت کرنے کي طاقت نہ رکھتا هو اور بڈھا اور
اندھا اور بہرا هوگیا هو ، اور چند آدمیوں پر حکم کرنے کے سوا اور کچھہ دنیا کي لذت اُسے
سلطنت سے نہو ، اور اُس سے کہا جاوے کہ اس سلطنت کو اپنے چاهیتے سے چاهیتے بیتے کو
دیدے تو بھي قبول نہ کریگا ، بلکہ بادشاہ تو در کنار ایک گانوں کا نمبر دار اور ایک محلہ کا
محلہ دار بھي ایسا نہ کریگا خیال کرو کہ حضرت ابوبکر کو اللہ تعالی نے کتني بڑي ریاست
دي تھي، کہ دنیا میں اچھے سے اچھا درجہ اللہ تعالی نے اُن کو نصیب کیا تھا ، ایسي اچھي
چیز کو چھوڑتا تھا اور لوگوں کو دیتا تھا کسقدر بے طمع اور زاهد هوگا ، اور شیعوں کي کتابوں
میں صحیح روایتوں سے ثابت هی ، کہ حضرت عثمان کے شہید هونے کے بعد جناب علي
مرتضی خلافت قبول نہ کرتے تھے، جب کہ مہاجرین اور انصار نے بہت سي منتیں کیں
تب قبول کیا ، حضرت ابوبکر نے بھي اس نظر سے کہ سب لوگ اچھي طرح میري امامت
کا اقرار اور اُسے قبول کریں کہا تو کیا مضائقہ هوا *

گیارهواں طعنہ

یہہ هی، کہ آنحضرت صلعم نے حضرت ابوبکر کے تئیں سورہ برات † دیکر مکہ بھیجا تھا ،
اتنے میں جبرئیل آئے اور کہا کہ ابوبکر سے برات چھین لے ، اور حضرت علي کو دے ، جناب
پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علي مرتضی کو حضرت ابوبکر کے پیچھے بھیجا ،

† کلام اللہ کي سورہ کا نام هی اور وہ سورہ دسویں سپارہ میں هی *

اور کہا کہ برات چھین لے، اور آپ مکہ والوں کو جاکر سنا، پس جس صورت میں کہ حضرت ابوبکر اللہ تعالے کے ایک حکم کے بھی پہونچانے کی لیاقت نہ رکھتے ہوں، تو سب مسلمانوں کی ریاست کے لیئے اور سارے قران اور شریعت کے احکام بجا لانے کے واسطے کیونکر امام ہو سکتے ہیں *

جواب

اس طعنہ کا جواب یہہ ہی، کہ شیعوں نے اس روایت میں عجب تماشا کیا ہی، کسیکا سر اور کسی کا پانوں لیکر ایک صورت بنائی ہی، اور یہہ شعر انہی کے مناسب حال ہی

چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا * الایاایہاالساقی ادر کاساوناولہا

یہہ تو وہی نقل ہوئی کہ ایک شخص نے مسئلہ پوچھا تھا، کہ خشن اور خشین معاویہ کی تینوں بیٹیوں کے واسطے کیا حکم ہی " ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا " اس ماجرے کی حقیقت یہہ ہی، کہ سنیوں کے ہاں اس قصہ میں مختلف روایتیں ہیں، اور اکثر روایتوں میں یہہ بات تحقیق ہی، کہ حضرت ابوبکر کو حج کی امارت دیکر بھیجا تھا، نہ سورہ برات پہونچانے کو، اور جب کہ حضرت ابوبکر روانہ ہوچکے اُس کے بعد سورہ برات نازل ہوئی، اس نئے حکم کے پہونچانے کے واسطے جناب علی مرتضی کو روانہ کیا، اس صورت میں ہرگز حضرت ابوبکر کی موقوفی نہوئی، بلکہ یہہ دونوں شخص دو کاموں کے واسطے مقرر ہوئے، ان روایتوں میں شیعوں کو کچھہ اعتراض کی جگہہ نہیں، اس واسطے کہ جب حضرت ابوبکر کا مقرر ہونا نہ ثابت ہوا تو موقوفی کیونکر ہوسکتی ہی، چنانچہ تفسیر بیضاوی اور اور مدارک اور زاہدی اور تفسیر نظام نیشا پوری اور جذب القلوب اور مشکوۃ شریف کی شرحوں میں یہہ روایت ہی، اور محدثوں کے نزدیک بھی یہہ بات قوی ہی، اور معالم اور حسینی اور معارج النبوت اور روضۃالاحباب اور حبیب السیر اور مدارج النبوت میں یہہ بات لکھی ہی، کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سورہ برات کے پڑھنے کو بھی فرمایا تھا، اور بعد اُس کے جناب علی مرتضی کو اس بات کے واسطے مقرر کیا، اس میں دو احتمال ہیں، ایک یہہ کہ حضرت ابوبکر کو سورہ برات پڑھنے کی خدمت سے موقوف کرکے جناب علی مرتضی کو مقرر کیا، دوسرے یہہ کہ حضرت علی مرتضی کو حضرت ابوبکر کے شریک کیا کہ دونوں ملکر اس کام کو کریں، اور روایتیں روضۃالاحباب اور بخاری اور مسلم اور سب محدثوں کی دوسرے احتمال کی تائید کرتی ہیں، اس واسطے کہ ان سبھو نے متفق ہوکر روایت کی ہی، کہ حضرت ابوبکر صدیق نے ابو ہریرہ اور چند آدمیوں کو جو

جناب علي مرتضیٰ کے متعین تھے نحر † کے دن حکم دیا کہ پکاردیں کہ " لا یحج بعدالعام مشرک ولا یطوف بالبیت عریانا " یعني نہ حج کریں اس برس کے بعد سے مشرک اور نہ طواف کریں ننگے لوگ، اور ان روایتوں سے صاف ثابت ہوا کہ حضرت ابوبکر اس خدمت سے موقوف نہوئے تھے، ورنہ دوسرے کے کام میں کیوں دخل کرتے، اور پکارنے کے لیئے لوگ کاھیکو مقرر کرتے، پس اس صورت میں کہ معزولي نہوئي شیعوں کا اعتراض اُتھہ گیا، اب پہلا احتمال باقي رہا، کہ لا یؤدی عني الا رجل مني" یعني نہ پہونچاوے یہہ حکم میري طرفسے مگر کوئي آدمي میرے گہر کا، اُس کو تقویت دیتا هی، اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہہ حکم بهي، کہ سورہ برات کو ابوبکر سے لے اور تو اُس کو پڑہ اگر صحیح گنا جاوے تو اُسي کي تائید کرتا هی، اس کا جواب یہہ هی کہ حضرت ابوبکر کي موقوفي اُن کي بے لیاقتي یا اس کام کے قابل نہونے کے سبب نہ تهي، اس واسطے کہ سب کے نزدیک ثابت هی کہ حضرت ابوبکر حج کي سرداري سے موقوف نہوئے تھے، اور حج کي سرداري کي لیاقت رکھتے تھے، اور اُس میں لاکھوں مسلمانوں کي عبادت کي درستي هوتي هی، اور بہت سے حکم ادا کیئے جاتے هیں، اور خطبے پڑھے جاتے هیں، اور مسئلے سکھانے هوتے هیں، اور اُس انبوہ میں جو نئي نئي باتیں هوتي هیں اُس کے فتوی دیئے جاتے هیں، کہ ان باتوں کے لیئے بڑا اجتهاد اور بہت سا علم چاهیئے، جبکہ اتني اتني بڑي باتیں حضرت ابوبکر سے متعلق ثابت هوئیں، تو قران کي کئي آیتوں کو پکار کر پڑھنے کي لیاقت کہ هر قاري اور حافظ اُسکو پڑہ سکتا هی کیونکر نہوگي، اور حضرت ابوبکر کے خطبوں کي اور حج کروانے کي تعریفیں، جو حضرت ابوبکر سے اُس وقت هوئیں تهیں، صحیح نسائي اور حدیث کي کتابوں میں بہت جگہہ موجود هیں، اور سب مورخین کے نزدیک ثابت هی کہ حضرت علي مرتضی اس سفر میں حضرت ابوبکر کي پیروي کرتے تھے، اور اُنکے پیچھے نماز پڑھتے تھے، اور حج کے کاموں میں اُن کي تابعداري کرتے تھے، اور تاریخ کي کتابوں سے اور حدیثوں سے ثابت هی، کہ جب کہ حضرت علي مرتضی مدینہ منورہ سے جلدي جلدي چلے، اور جھٹ پٹ حضرت ابوبکر کے پاس پہونچے، اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کي اونٹني کي آواز حضرت ابوبکر نے سني بیقرار هوئے، اور جانا کہ شاید پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم آپ حج کروانے کو تشریف لائے، اور سارے لشکر کو کہڑا کیا اور ٹهہرے، جبکہ حضرت علي مرتضی سے ملاقات هوئي تو پوچھا کہ " امیر او مامور " یعني تو سردار هی اور میں سرداري سے موقوف هوا یا تو تابع هی اور میں سردار حضرت علي مرتضی نے

† نحر کا دن بقرعید کي دسویں تاریخ کو کہتے هیں کہ اُس روز قرباني ذبح کي جاتي هی *

جواب دیا کہ میں تابع ہوں ' بعد اس کے حضرت ابوبکر روانہ ہوئے اور ‡ ترویہ کے دن سے پہلے خطبہ پڑھا اور اسلام کے طریقہ کے موافق حج کے قاعدے لوگوں کو سکھانے شروع کیئے ' اب ضرور ہی کہ حضرت ابوبکر کی موقوفی جو قران کی چند آیت کے پڑھنے سے ہوئی بے لیاقتی اور ناقابلیت کے سوا اس موقوفی کی اور کوئی وجھہ ہو ' اور نہیں تو حضرت ابوبکر کو اتنے بڑے کام پر بحال رکھنا اور چھوٹے آسان کام سے موقوف کرنا صریحاً عقل کے برخلاف ہی ' اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ وسلم سے کہ سب سے بڑے عقلمند تھے اُن سے بھی یہہ بات نہیں ہوسکتی چہ جاے کہ اللہ تعالی حکمت کے برخلاف حکم بھیجے ' اور وہ وجھہ یہہ ہی کہ عرب کے لوگوں کی عہد و پیمان کرنے یا لڑنے اور صلح کرنے میں یہہ عادت تھی کہ ان باتوں کو خود قوم کے سردار سے کیا کرتے تھے ' یا اُس شخص سے کرتے تھے جو اُس کے بمنزلہ جان و جگر کے ہو جیسے بیٹا یا داماد یا بھائی ' اور اوروں کے کہنے کو گو وہ کیسا ہی بزرگ اور ذی عزت ہو باور نکرتے تھے ' چنانچہ اب بھی عرب میں یہی رواج ہی ' کہ جب آپس میں بادشاہوں یا امیروں یا زمینداروں کے کسی ملک یا سرحد کی بابت جھگڑا ہوتا ہی ' تو دونوں طرف کے وزیر اور امیر اور فوجیں اور لشکر لڑنے بھڑنے میں کوشش کرتے ہیں ' اور جبکہ عہد و پیمان قول قسم کی نوبت پہونچتی ہی ' تو جب تک کہ بادشاہزادہ نہ آوے اور اپنی زبان سے اُس بات کو نکہے اُس وقت تک باور نہیں کرتے ' اور اگر غور کرکے دیکھو تو اس انبوہ میں کہ چھہ لاکھہ آدمیوں کے قریب اُس جنگل میں جمع ہوتا ہی ' سورہ برات کا پکار پکار کے پڑھنا اور ہر شخص کے کان تک آواز پہونچانی اس بات پر موقوف ہی کہ آدمی بہت محنت کرے اور پڑا پھرے اور ہر بازار اور کوچہ میں اور ہر ہر خیمہ کے پاس پکار پکار کے پڑھتا پھرے ' اور امیر حج سے یہہ بات ہرگز نہیں ہوسکتی ' اس واسطے کہ وہ شخص حاجیوں کو ارکان حج سکھانے میں اور اُنکو فتنہ و فساد سے اور ہر طرح کے گناہوں سے بچانے میں مشغول رہیگا ' پس ضرور ہی اس کام کے لیئے ایک اور بزرگ شخص جیسے کہ حضرت ابوبکر تھے چاہیے ' اس نظر سے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی مرتضی کو اس کام پر مقرر کیا ' اور حضرت ابوبکر کو حج میں ' تاکہ دونوں کام بہت اچھی طرح سے انجام ہوں ' اور لوگ یہہ بات جانیں کہ یہہ دونوں کام بڑے اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دل سے منظور تھے ' اور اگر صرف اسی بات پر اکتفا کیا جاتا کہ حضرت ابوبکر اپنے آدمیوں سے عہد کا موقوف کرنا بھی کہوا اور بکڑوادیں ' تو لوگوں کو گمان ہوتا کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم

‡ ترویہ کا دن بقر عید کی آٹھویں تاریخ کو کہتے ہیں *

کے نزدیک عہد و پیمان کي بات چنداں ضروري نہ تھي، نہیں تو اس بات کے لیئے بہي خاص کر ایک بڑے شخص کو بہیجتے، اور اس بات سے سنیوں کے عالموں نے ایک خوب لطیفہ نکالا هی، کہ حضرت ابوبکر میں اللہ تعالی کي رحمت کي صفت کي شان تہي اس واسطے اُن کي شان میں فرمایا هی کہ " ارحمُ امتي بامتي ابوبکر " یعني میري ساري امت میں سے بہت مہربان امت کے حق میں ابوبکر هی ' اور مسلمان کہ مورد رحمت الهي هیں اُنکا کام تو حضرت ابوبکر کے سپرد کیا ' اور جناب علي مرتضی شیر خدا هیں اللہ تعالی کے جلال اور قہر کي شان تهي ' کہ کافروں کا مارنا حضرت کا شیوہ تها ' اور کافر کہ مورد غضب الهي هیں اُنکي عہد شکني کا کام حضرت علي مرتضی کو حوالہ کیا ' تاکہ اللہ تعالی کے جمال اور جلال کي دونوں شانیں ظاهر هوویں ' اور تماشا یہہ هی کہ حضرت ابوبکر سورہ برات کے کام میں بهي حضرت علي مرتضی کے مددگار تهے ' چنانچہ بخاري شریف میں حضرت ابوهریرہ سے روایت موجود هی ' کہ حضرت ابوهریرہ کو اور ایک اور جماعت کو حضرت علي مرتضی کے ساتهہ معین کیا ' اور کبهي کبهي آپ بهي اس کام میں شریک هوتے تهے، چنانچہ ترمذي نے اور حاکم † نے ابن عباس سے روایت کي هی کہ " کان علي ینادی فاذا اعيی قام ابوبکر فنادی بها " یعني حضرت علي پکارتے تهے جب تهک جاتے تهے تو اوتهہ کر حضرت ابوبکر اُن لفظوں کو پکارنے لگتے تهے ' اور ایک روایت میں هی کہ " فاذا بح قام ابوهریرہ فنادی بها " یعني جب آواز بیٹهہ جاتي تهي تو حضرت ابو هریرہ اُن لفظوں کو کهڑے هوکر پکارتے تهے ' غرض کہ حضرت ابوبکر کي موقوفي سے یہي غرض تهي کہ عرب کے لوگوں کي عادت کے موافق عہد شکني کو ظاهر کردیا جاوے، تاکہ آیندہ عرب کے لوگوں کو کچهہ عذر نرهوے ' کہ همارے تئیں هماري عادت کے موافق عہد شکني سے خبردار نهیں کیا ' کہ هم اپني راہ پکڑتے اور اپنے کام کي سوچ کرتے ' چنانچہ ‡ معالم اور ‡ زاهدي اور ‡ بیضاوي اور شرح تجرید اور || شرح مواقف || اور صواعق ¶ اور شروح * مشکوۃ شریف اور سنیوں کي اور کتابوں میں یہي بات لکهي هی ' اور اسي واسطے جب جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ⸸ حدیبہ میں صلح هونے کے بعد اَوس انصاري †† کو کہ لکهنے میں بہت مہارت رکهتا تها عہدنامہ لکهنے کے واسطے بلایا سہیل بن عمرو نے

---

† حاکم نام محدث کا هی اور مستدرک اُسکي کتاب هی *

‡ کلام اللہ کي تفسیر هی —

|| عقاید کي کتاب هی —

¶ ایک کتاب هی رد روافض کي عربي زبان میں *

* حدیث کي کتاب هی *

⸸ حدیبہ مکان کا نام هی کہ وهاں مکہ کے لوگوں سے صلح هوئي تهي *

†† نام صحابي

که مشرکوں کي طرف سے مصالحه کے واسطے آیا تها عرض کیا ' که یا محمد صلی‌الله علیه وسلم مناسب هی که یهه عهد نامه حضرت علي مرتضی آپکے چچیرے بهائي لکهیں' اور اُسکے لکهنے کو منظور نه کیا که مدارج اور معارج اور اور بهي تاریخ کي کتابوں میں لکها هوا هی *

دوسرا جواب

همنے مانا که حضرت ابوبکر کو سورہ برات کے پهونچانے سے ایک جزوي مصلحت کے واسطے موقوف کیا ' لیکن ایسے شخص کي موقوفي جو صاحب عدالت هو اور هزاروں حدیثیں اور قران کي آیتیں اُسکي عدالت پر گواہ هوں' اسبات پر دلیل نهیں هوسکتي که وہ ریاست کي لیاقت اور صلاحیت نهیں رکهتا ' خصوصا اُسوقت میں که جس خدمت سے معزول هوا اُس میں کچهه تقصیر اور چوري نهوئي هو ' اس واسطے که حضرت علي مرتضی نے عمرو ابن ابي سلمه کو که پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم کا خاص ربیب † اور حضرت علي مرتضی کے خاص دوستوں میں سے اور عابد اور زاهد اور دیانت دار اور عالم اور فقیه اور پرهیز گار تها ' ولایت بحرین سے موقوف کیا ' اور اُس کے عذر میں خط لکها که نهج البلاغة میں جو شیعوں کے هاں بهت صحیح کتاب هی موجود هی " اما بعد فاني ولیت النعمان بن عجلان الذورقي علی البحرین و نزعت یدک بلا ذم لک ولاتثریب علیک فقد احسنت الولایة وادیت الامانة فاقبل غیر ظنین ولا ملوم ولا متهم ولاما ثوم " یعني تحقیق مینے سردار کیا نعمان بیٹے عجلان ذورقي کو بحرین پر اور تیرے هاتهه سے نکالا بغیر تیري برائي کے اور بغیر الزام کے تجهه پر پس تحقیق تونے اچهي حکومت دیانت اور امانت سے کي پس تو چلا آ اور میں تجهه پر کچهه گمان بد نهیں لے جاتا اور تجهے کچهه تهمت اور گناہ نهیں لگاتا اور کچهه ملامت نهیں کرتا ' اور یقیني ثابت هی که عمر بن ابي سلمه نعمان بن عجلان ذورقي سے اچها تها ' دین میں بهي اور حسب میں بهي اور نسب میں بهي اور حکومت بهي جیسا که چاهیئے دیانت اور امانت سے کي ' اور اگر حضرت ابوبکر قران کے چند ایتیں پڑهنے کي بهي لیاقت نه رکهتے تهے' تو اُن کے تئیں امیر حج کرنے کے که اُس کام سے هزاروں درجه بڑا هی کیا معني' اور جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه وسلم سے که سب کے نزدیک معصوم هیں ایسي بات کیونکر هوتي *

---

† ربیب جورو کا بیٹا دوسرے خاوند سے اور یهه عمر بن ابي سلمه حضرت ام سلمه کے بیٹے تهے *

بارھواں طعنہ

یہہ ھی' کہ حضرت ابوبکر رضي اللہ تعالی عنہ نے ' جناب فاطمہ علیہم السلام کو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے کہ اُن کے باپ تھے کچھہ نہ دیا ' حضرت فاطمہ علیہا السلام نے فرمایا' کہ اے ابو قحافہ † کے بیتے تو اپنے باپ کي میراث لے اور میں اپنے باپ کي میراث نہ لوں یہہ کونسا انصاف ھی اور جناب فاطمہ کے مقابلہ میں ایسي حدیث کو کہ جسے آپ ھي اکیلي روایت کرتي تھیں دلیل پکڑا ' اور کہا کہ میںنے جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم سے سنا ھي ' کہ ھم نبي نہ کسي سے میراث لیتے ھیں اور نہ کوئي ھمسے میراث لیتا ھی ' باوجودیکہ یہہ بات صریحا قران کے برخلاف ھی " یوصیکم اللہ في اولادکم للذکر مثل حظ الانثیین " یعني کہہ رکھتا ھی تمکو اللہ تمھاري اولاد میں مرد کو حصہ برابر دو عورت کے ' اس واسطے کہ یہہ آیت عام ھی اور سب لوگوں کے واسطے ھی خواہ نبي ھوں خواہ نہوں' اور ایک اور آیۃ کے بھي برخلاف ھی " و ورث سلیمان داود " یعني اور وارث ھوا سلیمان داود کا " فھب لي من لدنک ولیا یرثني ویرث من آل یعقوب " یعني سو بخش مجھکو اپنے پاس سے ایک کام اُٹھانے والا جو میري جگہہ بیتھے اور یعقوب کي اولاد کے ' اس سے معلوم ھوا کہ نبي وارث بھي ھوتے ھیں اور اُن کے وارث اُن سے میراث بھي لیتے ھیں *

جواب

اس طعنہ کا جواب یہہ ھی ' کہ حضرت ابوبکر نے جو حضرت فاطمہ کو ترکہ نہ دیا تو صرف اس کا یہہ سبب ھی ' کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے حکم قطعي سنا تھا ' اور یہہ بات نہ تھي کہ جناب فاطمہ سے اُن کو کچھہ بغض اور عداوت تھي' اور اُس کي دلیل صاف ھی کہ اگر جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا ترکہ تقسیم ھوتا تو اُن کي ازواج مطہرات کہ اُن میں سے جناب عایشہ صدیقہ حضرت ابوبکر کي بیتي بھي تھیں اُن کو بھي ترکہ پہونچتا ' اگر حضرت ابوبکر کو جناب فاطمہ سے بغض اور عداوت تھي تو اور ازواج مطہرات سے اور اُن کے باپ اور بھائیوں سے خصوصا اپني بیتي حضرت عایشہ صدیقہ سے کیا عداوت تھي' کہ ان سب کے تئیں ترکہ سے محروم رکھا اور جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ترکہ میں سے آدھے کے قریب حضرت عباس پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا کو پہونچتا تھا ' اور حضرت عباس حضرت ابوبکر کے خلیفہ ھونے کے وقت سے اُن کے

† حضرت ابوبکر کے باپ کا نام ھی *

رفیق اور صلاح کار تھے ' اُن کو کیوں ترکہ سے محروم رکھتے ' اور یہہ بات کہ حضرت فاطمہ علیہا السلام کے مقابلہ میں ایسی روایت کی کہ خود اُس کے قایل تھے اور اور کوئی واقف نہ تہا جھوٹ ہی ' اس واسطے کہ یہہ حدیث سنیوں کی کتابوں میں حذیفة بن الیمان اور زبیر بن العوام اور ابو درداء اور ابو ہریرہ اور عباس اور علی اور عثمان اور عبدالرحمان بن عوف اور سعد بن ابی وقاص کی روایت سے ثابت ہی ' اور یہہ لوگ بہت بڑے صحابی ہیں اور بعضوں کے واسطے بہشتی ہونے کی خبر ہی ' اور حذیفہ کے حق میں ملا عبداللہ مشہدی نے اظہار الحق میں یہہ حدیث پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی بیان کی ہی ' کہ " ما حدثکم حذیفة فصدقوه " یعنی جو حدیث کہ تمسے حذیفہ کہے اُس کے تئیں سچ جانو ' اور انھی میں سے جناب علی مرتضی ہیں کہ سب شیعوں کے نزدیک معصوم اور سب سنیوں کے نزدیک صادق ہیں ' اور جناب عائشہ صدیقہ اور حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی روایت کو اپنے مقام پر کاہیکو مانیگے ' اخرج البخاری عن مالک بن اوس بن الحدثان النصری ' ان عمر بن الخطاب قال بمحضر من الصحابة فیهم علی والعباس و عثمان و عبدالرحمن بن عوف و الزبیر بن العوام و سعد بن ابی وقاص انشدکم باللہ الذی باذنه تقوم السماء والارض اتعلمون ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال لا نورث ماترکناه صدقة قالوا اللهم نعم ثم اقبل علی علی والعباس فقال انشدکما باللہ هل تعلمان ان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قد قال ذلک قالا اللهم نعم " یعنی بخاری نے مالک بن اوس بن حدثان نصری سے روایت کی ہی کہ حضرت عمر بن خطاب نے سب صحابہ کے روبرو کہ اُن میں علی اور عباس اور عثمان اور عبدالرحمان اور زبیر اور سعد بہی تھے یہہ بات کہی کہ تمکو اُس خدا کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان زمین کہڑا ہی تم جانتے ہو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ میری میراث نہیں ہی جو کچھہ میںنے چھوڑا وہ صدقہ ہی سب نے کہا کہ بخدا اسی طرح ہی بعد اس کے حضرت علی مرتضی اور حضرت عباس کی طرف متوجہ ہوکر کہا کہ تم دونوں کو خدا کی قسم دیتا ہوں تم جانتے ہو کہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کو فرمایا ہی ' اُن دونوں نے کہا کہ بخدا ایسا ہی ہی ؛ اب ثابت ہوا کہ حکم ناطق ہونے میں یہہ حدیث بھی کلام اللہ کی آیة کے برابر ہی ' اُس واسطے کہ یہہ سب صحابی جنکے نام اُوپر لیئے گیئے ان میں سے ایک کے بھی کہنے سے یقین ہو جاتا ہی ' چہ جائے کہ یہہ سب لوگ ملکر کہیں ' اور خصوصا حضرت علی مرتضی کہ شیعوں کے نزدیک معصوم ہیں ' اور معصوم کی روایت یقین میں قران کی برابر ہی ' اور بھلا ان روایتوں کو جانے دو شیعوں کی صحیح کتابوں میں امام معصوم

سے روایت موجود ہی "روی محمد بن یعقوب الرازي فی الکافي عن ابي البختري عن ابي عبدالله جعفر بن محمد صادق علیہ السلام ' قال ان العلماء ورثة الانبیاء و ذلک ان الانبیاء لم یورثوا و في نسخته لم یرثوا درهما ولا دینارا و انما اورثو احادیث من احادیثهم فمن اخذ بشیئی منها فقد اخذ بحظ وافر" یعني جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا هی کہ تحقیق علماء نبیوں کے وارث هیں اور یهہ بات اس طرح سے هی کہ نبیوں کا ترکہ نهیں هوتا اور بعضي کتابوں میں یوں هی کہ نبیوں کا ترکہ روپیہ پیسہ نهیں هوتا اور اگر ترکہ هوتا هی تو چند نصیحتیں هوتي هیں اپني نصیحتوں میں سے پس جس شخص نے کہ اُن میں سے کچھہ لیا تو بیشک اُس نے بڑا کامل حصہ لیا ' اور انما کے لفظ سے شیعوں کے نزدیک بالکل حصر هو جاتا هي جیسے کہ " انما ولي کم الله " کے بیان میں گذرا اس سے معلوم هوا کہ نبي علم اور حدیثوں کے سوا اور کچھہ ترکہ نهیں چھوڑتے ' اب همارا مطلب امام معصوم کے کلام سے ثابت هوا ' اور بهي یهہ سمجھنا چاهیئے کہ جو شخص جناب پیغمبر خدا صلی الله علیہ وسلم کي زباني اپنے کان سے ایک بات سنے تو وہ بات بلاشک و شبہہ یقیني هی ' اور اُس پر عمل کرنا اُس کے تئیں واجب هی خواہ دوسرے سے سنے خواہ نہ سنے ' اور سب شیعہ اور سني کے علماے علم اصول کا اسبات پر اتفاق هی کہ حدیث کي تقسیم متواتر اور غیر متواتر پر اُونهیں لوگوں کے لیئے هی جنهوں نے پیغمبر کو نہ دیکھا هو اور اوروں کي زباني حدیث سني هو ' اور جس نے کہ خود پیغمبر کو دیکھا هو اور بلا واسطے اُن سے حدیث سني هو تو وہ حدیث اُس شخص کے لیئے حدیث متواتر کے حکم میں هی ' بلکہ اُس سے بهي زیادہ ' اور جو کہ حضرت ابوبکر نے اس حدیث کو خود آنحضرت صلعم سے سنا تها تو اُنکو دوسروں سے پوچھنے کي حاجت نہ تهي ' اب یهہ بات رهي کہ یهہ حدیث قران کي آیت کے برخلاف هی یهہ بهي غلط هی ' اسلیئے کہ اُس آیت میں " کم " کا خطاب امت کي طرف هی نہ پیغمبر کي طرف ' پس یهہ حدیث لفظ خطاب کي مراد کو ظاهر اور معین کردیتي هی آیت کو خاص نهیں کرتي ' اور اگر خاص بهي کرتي هو تو اُس سے آیت کي تخصیص لازم آتي هی مخالفت کهاں سے هوئي ' اور اس آیت میں بهت سي تخصیصیں هوئي هیں ' مثلاً کافر کي اولاد وارث نهیں هوتي ' غلام وارث نهیں هوتا ' قاتل بهي وارث نهیں هوتا ' اور شیعہ بهي اپنے اماموں سے روایت کرتے هیں کہ اُنهوں نے اپنے باپ کے بعض وارثوں کو اپنے باپکے ترکہ کي بعض چیزوں کا مثل تلوار اور قران اور انگشتري اور باپکے پهننے کے کپڑوں کے ترکہ نهیں دیا ' اور خود لے لیا ' اور اس روایت کے تنہا وہ خود هي بیان کرنے والے تهے ' اور اهل سنت کے نزدیک امام کا معصوم هونا ثابت نهیں هی ' اور ان باتوں کي صحت اور

ثبوت کي دليل تمام اهلبيت کي نسبت علي مرتضی سے ليکر اخير تک يهہ هی' که جب آنحضرت کا ترکه اُنکے هاتهہ ميں آيا تو اُنهوں نے حضرت عباس اور اُنکي اولاد کو خارج کيا اور دخل تک نهيں ديا' اور آنحضرت کي ازواج کو بهي اُنکا حصه نهين ديا' پس اگر پيغمبر کے ترکه ميں ميراث جاري هوتي تو يهہ سب بزرگ که شيعوںکے نزديک معصوم اور اهل سنت کے نزديک محفوظ هيں کس طرح ايسي صريح حق تلفي روا رکهتے' اس ليئے که تمام اهل سير و تواريخ اور علماء حديث کے نزديک بالاجماع ثابت هی' که آنحضرت کا ترکه خيبر و فدک وغيره جو کچهہ تها حضرت عمر بن خطاب کے عهد ميں علي مرتضی اور حضرت عباس کے هاتهہ ميں تها ' علي مرتضي نے حضرت عباس پر قابو پاکر لے ليا ' اور علي مرتضی کے بعد حسن بن علي پاس اور پهر حسين بن علي پاس اور پهر علي بن الحسين اور حسن بن حسن پاس آيا ' اور يهہ دونوں بزرگ باري باري سے تصرف کرتے تهے' اُس کے بعد زيد بن حسن بن علي' حسن بن حسن عليهم السلام کے بهائي متصرف هوئے' اُس کے بعد مروان کے هاتهہ جو امير تها پڑا ' اور مروانيوں کے هاتهہ ميں رها ' جب عمر بن عبدالعزيز بادشاه هوا تو اُسنے بسبب اپنے عدل کے جو اُسکي طبيعت ميں تها کها که ميں اُس چيز کو نهيں ليتا جس کے لينے سے پيغمبر خدا صلی الله عليه وسلم نے فاطمه عليها السلام کو منع کيا اور نه ديا ' مجهکو اُس ميں کچهہ حق نهيں هی ميں اُسکو پهير ديتا هوں' پهر اُسنے حضرت فاطمه کي اولاد کو پهير ديا ' پس ائمهٔ معصومين اهل بيت کي کارروائي سے معلوم هوا که آنحضرت کے ترکه ميں ميراث جاري نهيں هوتي ' اور وراثت کي آيت اُس حديث سے جو اوپر بيان هوئي هی خاص هوگئي هی' اب يهہ بات رهي که آيت " ورث سليمان داؤد " اسبات پر دلالت کرتي هی که انبيا وارث بهي هوتے هيں اور انبيا کے وارث بهي اُنکي ميراث ليتے هيں' اور اس کے برخلاف قطعي حديث هی جو معصومين کي روايت سے ثابت هوئي هی ' اس مشکل کے حل کرنے ميں بهي معصوم هي کے قول پر هم رجوع کرتے هيں' اور شيعه هي کتابوں سے اسکا حل چاهتے هيں' کليني نے ابي عبدالله سے روايت کي هی که " ان سليمان ورث داؤد وان محمداً ورث سليمان " يعني سليمان وارث هوا داؤد کا اور محمد صلعم وارث هوئے سليمان کے ' پس معلوم هوا که يهہ وراثت علم و نبوت اور کمالات نفساني کي تهي نه وراثت مال اور متروکه کي' اور قرينه عقلي بهي قول معصوم کے مطابق اسي وراثت پر دلالت کرتا هی' اس ليئے که باجماع مورخين حضرت داؤد کے اُنيس بيٹے تهے' پس چاهيئے تها که وه سب حضرت داؤد کے وارث هوتے' حالانکه الله تعالی نے حضرت سليمان کے اختصاص اور امتياز کے ليئے وه آيت فرمائي هی' اور جو وراثت که حضرت

سلیمان کے لیئے مخصوص ہی اور آؤر بھائیوں کو جس میں شرکت نہیں ہوسکتی وہ
وراثت علم اور نبوت کی ہی ' کیونکہ یہی چیز آؤر بھائیوں کو حاصل نہ تھی ' اور یہہ بھی
ظاہر ہی کہ ہر ایک بیٹا اپنے باپ کی میراث لیتا ہی اور اپنے باپ کے مال کا وارث ہوتا
ہی' پھر اسی بات کو بتلانا محض لغو ہوتا' اور خدا کے کلام میں لغو نہیں ہوسکتا' اور
حضرت سلیمان کو ایک ایسی چیز میں جس میں تمام عالم شریک ہی شریک بتلانا
بزرگی کی کونسی بات ہی ' کہ خداتعالی اُن کی فضیلت اور بزرگی بیان کرنے میں اس
علم وراثت کا بیان فرماتا ' اور اسکے بعد جو یہہ کلام ہی کہ " وقال یا ایہاالناس علمنا
منطق الطیر " یعنی حضرت سلیمان نے کہا کہ اے لوگو مجھکو جانوروں کی بولی سمجھنی
بھی بتائی گئی ہی ' اس کلام سے صاف ظاہر ہی ' کہ وراثت سے مراد علم کی وراثت ہی '
اور اگر یہہ کہیں ' کہ علم کی نسبت وراثت کا لفظ بولنا مجازاً ہی اور مال کی نسبت
حقیقتاً ہی ' پھر لفظ کے حقیقی معنی چھوڑکر بغیر ضرورت کے مجازی معنی کیوں لیئے جاویں '
تو ہم یہہ کہینگے کہ قول معصوم کو جھوٹ ہونے سے بچانے کی ضرورت ہی' اور یہہ بھی ہم
نہیں مانتے کہ وراثت کا لفظ مال کی نسبت حقیقتاً بولا جاتا ہی ' بلکہ فقہا نے جو کثرت سے
وراثت کے لفظ کا مال میں استعمال کیا ہی اس سبب سے مال کی نسبت اُس کا استعمال
خاص کر ہوگیا ہی ' جیسیکہ بطور عرف عام کے کوئی لفظ ایک معنی سے دوسرے معنی
میں بولا جاتا ہی ' اور حقیقت میں اُس کا اطلاق علم اور منصب سب طرح کی وراثت
پر صحیح ہی — ہمنے مانا کہ علم میں وراثت کا استعمال کرنا مجاز ہی ' لیکن یہہ مجاز
متعارف اور مشہور ہی ' خصوصاً قران میں اس کا استعمال اس قدر ہوا ہی کہ حقیقی
معنوں کی برابر پہونچ گیا ہی ' اللہ تعالی نے فرمایا ہی" ثم اورثنا الکتاب الذی اصطفینا من
عبادنا فخلف من بعد ہم خلف ورثوا الکتاب " یعنی ہمنے کتاب کا وارث اُن لوگوں کو کیا
جن کو اپنے بندوں میں سے ہمنے چن لیا پھر اُن کے جانشین اُن کے بعد اچھے جانشین
ہوئے کہ کتاب کے وارث ہوئے ' اور دوسری آیت میں ہی کہ " یرثنی ویرث من آل یعقوب "
یعنی میرا اور آل یعقوب کا وارث ہو' پس یقینی بہ بداہت عقل معلوم ہوتا ہی
کہ اس جگہہ منصب کی وراثت مراد ہی' کیونکہ اگر لفظ آل یعقوب سے خاص یعقوب
کی ذات بطور مجاز کے مراد ہو تو لازم اتا ہی کہ یعقوب کا مال اُنکے وقت سے حضرت
زکریا کے وقت تک جسکو دو ہزار برس سے زیادہ گذرگئے تھے بغیر تقسیم کے باقی تھا' اور
حضرت زکریا کے مرنے کے بعد اُسکی تقسیم ہوکر حضرت یحیی کا حصہ حضرت یحیی کو
پہونچے ' اور یہہ نہایت بیہود گی کی بات ہی ' کیونکہ اگر وہ مال حضرت زکریا کی وفات

سے پہلے لکھ گیا هو تو وه مال حضرت زکریا کا مال هوگا اور یرثني کے لفظ میں داخل هوگا — اور اگر ال یعقوب سے اولاد یعقوب مراد هو تو لازم آتا هی که حضرت یحیی تمام بنی اسرائیل کے کیا جیتے اور کیا مرے سب کے وارث هوں' اور یهه بیهود گی پہلی بیهودگی سے بهی زیاده تر بڑهکر هی' پهر اس آیت کو علماے فرقه شیعه کا اس مقام پر لانا اُنکی کمال خوش فهمي هی' اور حضرت زکریا نے دو لفظ فرمائے هیں ولیاً اور یرثني' پس اُنهوں نے جناب الهي سے ایسا ولي مانگا هی جسمیں وراثت کي صفت بهي هو' پهر اگر وراثت سے خاص کوئي علمي وراثت مراد نهو تو یهه صفت محض لغو هوجاتي هی' اور اُسکے بیان کرنے میں کچهه فایده نهیں هوتا' اسلیئے که تمام شریعتوں میں بیٹا اپنے باپ کا وارث هوتا هی' اور لفظ ولي سے بیتکلف مال کي وراثت سمجهي جاتي هی — اور یهه بات بهي ظاهر هی که انبیا کي همت عالي اور اُنکے نفوس قدسیه کي نظر میں جو اس دنیاء بیثبات کے تعلقوں سے بے تعلق هوتے هیں' اور بجز خداتعالی کے اور کسي سے تعلق نهیں رکهتے' اور دنیا کے تمام مال و دولت کو ایک جو کے بدلے میں بهي نهیں خرید تے' خصوصاً حضرت زکریا که دنیا کي چیزوں سے نهایت بے تعلقي اور آزادي میں مشهور و معروف هیں' تو یهه بات عادتاً محال هی که مال و متاع کي وراثت هونے سے جسکي کچهه بهي حقیقت اور قدر اُنکي انکهه میں نه تهي ڈرے هوں' اور اس سبب سے اپني آزردگي اور رنج و غم اور خوف خدا کي جناب میں ظاهر کیا هو' که یهه باتیں صریح مال و متاع کي محبت اور دلي تعلق سے هوتے هیں *

افسوس هی که باقي اوراق اس باب کے ترجمه کے ضایع هو گئے

بارهواں باب

تولا و تبرا کے بیان میں

تولا کے معني محبت کے هیں اور تبرا کے معني عداوت کے یهه بحث بهت نازک هی اس میں کئي مقدموں کو به ترتیب سنو که علماء شیعه کے قول اور قران کي آیتوں سے ثابت هوئے هیں' اور اُن پر غور کرکے جانو' که شیعوں کے اصول کے موافق قابل تولا کے کون هیں' اور قابل تبرا کے کون هیں' اور سنیوں کے قول کو اس میں کچهه دخل نهیں *

پہلا مقدمہ

مخالفت اور عداوت میں یہہ فرق ہی کہ مخالفت کو عداوت لازم نہیں ہی ' اور اگرچہ یہہ بات صریح ہی لیکن اور دو وجہہ سے ثابت کرتے ہیں ' پہلے یہہ کہ ملا محمد رفیع واعظ ' صاحب ابواب الجنان نے جو اثنا عشریہ کے ہاں بہت معتبر شخص ہیں ' یہہ بات لکھی ہی کہ دو مسلمانوں میں دنیا کی باتوں میں مخالفت ہوسکتی ہی ' حالانکہ بسبب ایمان کے آپس میں محبت ہو ' دوسرے یہہ کہ شیعوں کے اعتقاد کے موافق آپس میں شیخ ابن بابویہ اور سید مرتضی علم‌الهدی کی بعض شرع کے مسئلوں اور روایتوں کی صحت میں مثل خبر میثاق وغیرہ مخالفت متحقق ہی ' اور بسبب اتحاد مذہب کے آپس میں محبت رکھتے تھے ' اس صورت میں مخالفت عام ہوئی عداوت سے 'پس یہہ ضرور نہیں کہ جہاں مخالفت ہو وہاں عداوت بھی ہو ' بلکہ جہاں عداوت ہوگی وہاں مخالفت ضرور ہوگی *

دوسرا مقدمہ

محبت اور عداوت کبھی جمع بھی ہوتی ہیں ' تفسیر اس کی یہہ ہی کہ عداوت دو قسم ہی ' ایک دینی جیسے عداوت مسلمانوں کی کافروں کے ساتھہ ہی ' کہ اصول اور عقیدوں کے مختلف ہونے کے سبب سے آپس میں دشمنی رکھتے ہیں ' دوسرے دنیوی جیسے ایک مسلمان کی عداوت دوسرے مسلمان بھائی کے ساتھہ دنیا کے نفع و نقصان یا اس کے بد وضعی کے سبب ہو ' اس صورت میں دو طرح کی محبت اور عداوت کا جمع ہونا ہرگز مشکل نہیں ' بلکہ اکثر ہوتا ہی ' باقی رہی ایک جنس کی محبت اور عداوت کہ اسکی نوع مختلف ہو ' یا ایک نوع کی عداوت کہ اسکی صنف مختلف ہو ' پس یہہ بھی ہوتی ہی ' جیسے مسلمان اور فاسق ' کہ بموجب قول اللہ تعالی کے ایمان کی روسے محبوب ہی " المؤمنون والمومنات بعضهم اولياء بعض " یعنی مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے دوست ہیں ' اور فاسق ہونے کی رو سے بموجب قول اللہ تعالی کے محبوب نہیں " ان اللہ لا يحب الخائنين والله لايحب الظالمين " یعنی تحقیق اللہ تعالی نہیں دوست رکھتا ہی خیانت والوںکو ' اور اللہ تعالی نہیں دوست رکھتا ظالموں کو ' اور اس وجہہ سے کہ بری چیز سے منع کرنا فرض ہی اور اس کا ادنی مرتبہ یہہ ہی کہ اسکو دل سے دشمن رکھے ' اور اگر کوئی یہہ بات کہے کہ کافر بھی اچھے کام خیرات اور انصاف اور مروت اور جوانمردی اور اپنی بات میں پورا ہونے اور سچ

بولنے کے سبب دین کي محبت سے محبوب ہوسکتا ہی یا نہیں ' اگرچہ ظاہر میں محبت اور عداوت جمع ہونے پر حکم ہوسکتا ہی جسطرح مؤمن اور فاسق میں جیسے حاتم کي محبت سخاوت اور نوشیرواں کي محبت عدالت کے سبب سے ' لیکن جب غور سے دیکھا جاوے تو اُنکي محبت اور عداوت کا جمع ہونا دیني نہیں ہی ' اسلیئے کہ اللہ کي راہ میں عملونکا قبول ہونا اعتقاد درست ہونے پر ہی ' اور جب کہ اُن لوگوں کا اعتقاد درست نہیں ہی تو اُن کے عمل بھي دین کي راہ میں بے اعتبار اور خدا کے نزدیک فاسد ہیں ' چہ جاے محبت ' اس صورت میں جو محبت کہ کافر محسن اور کافر عادل کے ساتھہ ہوتي ہی اللہ تعالی کے قول بموجب دنیا کي محبت ہی نہ دین کي " والذین کفروا اعمالہم کسراب بقیعة یحسبه الظمأن ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ شیئاً ووجداللہ عندہ فوفاہ حسابہ واللہ سریع الحساب " یعني جن لوگوں نے کفر کیا اُنکے عمل مثل ریگ رواں کے ہیں کہ پیاسا اُسکو پاني گمان کرتا ہی یہانتک کہ جب اُس کے پاس آتا ہی تو جانتا ہی کہ وہ تو کچھہ نہ تھا اور اللہ تعالی کو وہاں پاویگا کہ اُس سے پورا حساب لیگا اور اللہ تعالی جلدي حساب لینے والا ہی ' اس صورت میں معلوم ہوا کہ ایک شخص کے ساتھہ جمع ہرنا محبت اور عداوت کا ایک حیثیت سے محال ہی ' اور دو حیثیت سے جائز ' اور ہوتا بھي ہی ' چنانچہ ملا محمد رفیع واعظ ' صاحب ابواب الجنان نے دو سیدوں کے قصہ میں حضرات ائمہ سے نقل کي ہی ' اور اس طرحکا جمع ہونا جیسا کہ عوام امت میں ممکن ہی خواص امت میں بھي محال نہیں ہی ' اسواسطے کہ بشریت سب میں ہی اور خواص و عوام امت میں جو فرق ہی اس سبب سے نہیں ہی کہ خواصوں میں بشریت نہیں ہی اور عوام میں بشریت ہی ' بلکہ اس سبب سے ہی کہ انمیں بزرگیاں کم ہیں اور اُنمیں زیادہ ' اور انکا ایمان ضعیف ہی اور اُنکا قوي ' چنانچہ ایمان کے درجوں میں حضرت امام جعفر صادق سے بروایت کلیني گذرا ' اور سب کے نزدیک خواص امت تین طرح پر ہیں ' ایک اہل بیت یعني پیغمبر کي اولاد اور رشتہ دار ' اور دوسرے ازواج مطہرات ' اور تیسرے اصحاب خاص مہاجر اور انصار ' اب اتني بات ہی کہ دونوں طرف جو مقابل ہیں آپس میں نسبت رکھتے ہوں ' مثلا ایک امتي کو نہیں چاہیئے کہ خواصان امت کے ساتھہ اس طرح سے پیش آوے جسطرح وہ آپس میں پیش آتے ہیں ' اور اسپربہت سي شرعي دلیلیں ہیں کہ اُنمیں سے یہہ حدیث بھي ہی " اللہ اللہ في اصحابي لا تتخذو ہم عرضا من بعدي الی آخرہ " یعني خدا سے ڈرو میرے اصحاب کے معاملہ میں اُنکو بنالو تم نشانہ میرے بعد ' اور اُسي میں سے اہل بیت اور انصار

کے حق میں یہہ حدیث ہی " اقبلوا عن محسنہم وتجاوزوا عن مسیہم " یعنی پسند کرو اور قبول کرو اُنمیں کے اچھے کو اور درگذر کرو اُنکے برے سے ' اور اُسي میں سے ازواج کے حق میں یہہ آیت ہی " و ازواجہ امہاتہم " یعني رسول کي ازواج مسلمانوں کي مائیں ہیں ' اور پیغمبر خدا نے فرمایا ہی " ان امرکن فیما یہمني بعدي ولن یصبر علیکن الاالصابرون " یعني تمہاري اطاعت اور فرمانبرداري پر صبر نکرینگے اور تمہاري تعظیم کے حقوقکي رعایت نہ کرینگے مگر وہ لوگ جو صبر کامل رکھتے ہیں ' اور اسپر بہت دلیلیں ہیں جیسي کہ اولاد کے تئیں اپنے ماباپ کے ساتھہ ہرگز یہہ بات درست نہیں ہی کہ جسطرح کہ آپس میں طعنہ تشنعہ اور عیب جوئي کرتے ہیں گو اُنمیں وہ باتیں موجود ہوں اُسیطرح اُنکے ساتھہ کریں ' اور اسیطرح ہر بادشاہت میں خاص لوگ ہوتے ہیں جیسے بادشاہزادے اور بیگمات اور وزیر اور امیر کہ ان کے ہي سبب بادشاہت چمکتي ہی اور باقي رہتي ہی اور اُن کي ہي محنت کے سبب بادشاہت نے ایک صورت پکڑي ہی ان لوگوں کي خدمتوں کا حق اُن لوگوں پر جو اُس بادشاہت سے فائدہ مند ہیں ثابت ہی اور جو لوگ کہ نئے نوکر ہوں جسطرح آپس میں معاملہ کرتے ہیں اگر بادشاہزادوں اور بیگموں اور وزیروں اور امیروں کے ساتھہ کریں تو بیشک بادشاہ اُنپر خفا ہو اور اگر اپنے معاملہ کو اُن خاصوں کے معاملہ پر قیاس کریں کہ وہ کبھي عیب پکڑتے ہیں اور کبھي خفا ہوتے ہیں اور کبھي صلاحوں میں برخلاف کہتے ہیں بلکہ کبھي لڑائي کي نوبت پہونچتي ہی تو وہ لوگ بیشک بے ادب اور مردود گنے جائینگے اور اسي طرح سے کوئي شخص کمینہ ایک اشراف کے ساتھہ وہ بات کرے جو اُس اشراف نے دوسرے اشراف کے ساتھہ دشمني اور برا کہنے سے کیا ہو تو عقلمند نہ چھوڑینگے بلکہ تنبیہہ کرینگے اور کہینگے کہ تو اپنے تئیں دیکھہ اور اُس کے تئیں دیکھہ کہ اشرافوں سے ایسي بات کرتا ہی *

تیسرا مقدمہ

اگر دو مسلمانوں میں آپس میں دنیا کے سبب عداوت ہو تو ایمان میں کچھہ خلل نہیں ہوتا ' لیکن البتہ بري ہی ' اور اگر اُس میں مرتبہ کي رعایت نہو تو بہت بري ہی اور مرتبہ کي رعایت وہ ہی کہ دونوں خاصان امت میں سے ہوں یا عوام امت میں سے اور بے رعایت مرتبہ کے یہہ معني ہیں کہ ایک عام خاص کے ساتھہ اولجھے اور وہ باتیں کرے

که آپس میں کرتا هی ' اور خاصان امت کو اوپر بیان کرچکے هیں که تین گروہ هیں اصحاب ' ازواج ' اور اهلبیت اور آخر زمانه میں بهي تین گروہ هیں ' سید ' عالم ' ولي ' اب اس جگهه دو باتیں هوئیں ایک یهه که ایمان میں خلل نهیں هوتا ' دوسرے یهه که بري هی ' اور اُن دونوں کے ثابت کرنیکے لیئے کافي کلیني کي ایک روایت کافي هی ' ملا محمد رفیع واعظ نے حضرت ابو عبدالله کے آزردہ هونے کا قصه صفوان جمال سے روایت کرکے آخر کو یهه بات کهي هی که " حضرت ابو عبدالله گفتگو سے ایک رات گذرنے کے بعد خود عبدالله بن الحسن کے گهر گئے اور صلح کي ' اور کافي سے نقل کي هی که " لایفترق رجلان علی الهجران الااستوجب احد هما البراءۃ واللعنته وربما استحق ذالک کلا هما قال الراوي وهو معتب جعلت فداک هذا الظالم فما بال المظلوم قال لانه لا یدعو اخاه الی صلح ولایتعامس له " یعنی نهیں جدا هوتے دو آدمي ایک دوسرے کو چهوڑنے کي غرض سے مگر اُن میں سے ایک مستحق لعنت اور تبرا کا هوتا هی اور اکثر تو اس کے مستحق دونوں هي هوتے هیں راوي نے کها اور وہ غصه میں تهے که میں آپ پر قربان هوں یهه تو ظالم کا حال هی اور مظلوم کا کیا قصور هی فرمایا اسلیئے که وہ اپنے بهائي کو صلح کے لیئے نهیں بلاتا اور اُس سے چشم پوشي نهیں کرتا ' پس معلوم هوا که ایسي آزردگیاں خاصان امت میں هوئي هیں اور توبه توبه طرفین سے کسي کي مخل ایمان نهیں ' اور یهه بهي معلوم هوا که اس طرح کي آزردگي بري هی ' جلدي سے اس کا علاج کرنا چاهیئے اور بسبب بشریت کے با وصف برابر هونے درجه کے خواصان امت میں آزردگي هونے پر جناب فاطمه اور حضرت امیرالمومنین میں آزردگي هوني اور حضرت کا ابوتراب نام هونا گواہ کامل هی ' اور اس قصه کو بهي ملا رفیع نے بیان کرکے مقتضاے بشریت کا حواله کیا هی *

چوتها مقدمه

دین کي عداوت کا مدار کفر هی ' اس صورت میں هر کافر کو دشمن سمجهنا چاهیئے اس واسطے که دین کي عداوت کا سبب قران کے بموجب کفر هی ' اور جب که سبب ایک هو تو حکم بهي ایک هوتا هی ' قوله تعالی " لا تجد قوما یؤمنون بالله والیوم الاخر یوادون من حادالله و رسوله ولو کانوا آباءهم أو اخوانهم او عشیرتهم " یعني نهیں پاویگا تو اُس گروہ کو جوالله اور قیامت کے دن پر ایمان لائے هیں که دوستي رکهتے هوں ایسے شخص سے جو دشمن هی الله اور اُس کے رسول کا اگرچه یهه اُن کے باپ یا بهائي یا کنبه کے هوں ' وقوله تعالی

" یاایہاالذین † آمنوا لاتتخذوا الیہود والنصاریٰ اولیاء بعضہم اولیاء بعض ومن یتولہم منکم فانہ منہم ان‌اللہ لا یہدي القوم‌الظالمین " یعني اے ایمان والو نہ بناؤ یہود اور نصاریٰ کو دوست وہ آپس میں ایک دوسرے کے دوست هیں اور تم میں سے جو اُن کو دوست بناوے گا تو وہ اُنھیں میں سے هوگا اللہ تعالی نہیں هدایت کرتا هی قوم ظالم کو وقولہ تعالیٰ " لایتخذالمومنون الکافرین اولیاء من‌دون‌المومنین ومن یفعل ذلک فلیس من‌اللہ في شئی " یعني مومنوں کو نہیں چاهیئے کہ وہ کافروں کو اپنا دوست بناویں اور جو ایسا کرے وہ خدا کے نزدیک کچھہ نہیں هی ' اور پهلي آیت سے صاف پایا جاتا هی کہ کافرونکے ساتھہ دنیا کي محبت کے اسباب جیسے باپ هونا بیتا هونا اپنا هونا دوست هونا هوں ' تو ان سب کے تئیں کافر هونے میں نہ سمجھنا چاهیئے اور عداوت کا مدار کفر پر رکھنا چاهیئے ' اور دین کي محبت کا مدار ایمان پر هی ' اس صورت میں سب ایمان والوں کے تئیں خواہ نیک بخت هوں خواہ گنہگار ایمان کے سبب محبت

---

† اس مقام پر شاہ عبدالعزیز صاحب رحمۃاللہ علیہ نے دیمون کے مقابلہ میں وہ آیتیں لکھدي هیں جو خاص واقعات سے متعلق هیں کفار و اهل کتاب سے عموما عداوت یا محبت رکھنے سے ان آیتوں کو کچھہ تعلق نہیں هی ' خدا تعالی نے قرآن مجید میں یهہ مسئلہ همکو صاف صاف بتادیا هی اور تمام مسلمانوں کو اُسي حکم پر عمل کرنا چاهیئے اور وہ حکم یهہ هی —

لا ینہاکم اللہ عن‌الذین لم یقاتلوکم فی‌الدین ولم یخرجوکم من دیارکم ان تبروهم و تقسطوا الیہم ان‌اللہ یحب‌المقسطین انما ینہاکم‌اللہ عن‌الذین قاتلوکم فی‌الدین و اخرجوکم من دیارکم و ظاهروا علی اخراجکم ان تولوهم ومن یتولہم فاولئک هم‌الظالمون (سورۂ ممتحنہ) —

یعني اللہ تعالی نے سورۂ ممتحنہ میں فرمایا هی کہ اللہ تمکو منع نہیں کرتا اُن لوگوں سے جنھوں نے دین یعني مذهب کے لیئے تمسے لڑائي اور قتل و قتال نہیں کیا اور نہ تمکو تمھارے ملک سے نکالا هی اس بات سے نہ تم اُن پر احسان کرو اور اُونکے ساتھہ انصاف برتو بے شک اللہ تعالی انصاف کرنے والوں کو دوست رکھتا هی ' اللہ تعالی صرف اسي بات کو منع کرتا هی کہ جن لوگوں نے دین یعني مذهب کے سبب تم سے لڑائي کي اور قتال کیا اور تمکو تمھارے ملک سے نکال دیا اور تمھارے نکالنے پر جتھو کیا اُن سے دوستي کرو اور جو لوگ اُن سے دوستي کریں وهي ظالم هیں —

اس آیت سے صاف پایا جاتا هی کہ وجهہ عداوت صرف مقاتلہ فی‌الدین هی اور مقاتلہ فی‌الدین کي قید سے وہ تمام لڑائیاں بهي خارج هوگئي هیں جو ملکي فتوحات کے سبب واقع هوئي هوں نہ مذهبي عداوت کے سبب سے پس خدا کے حکم کے بموجب جنھوں نے مذهب کي وجهہ سے لڑائي کي هی صرف اُنهي سے دوستي رکھني منع هی — مرقوم نومبر سنہ ۱۸۷۸ ع

رکھنی واجب ھی ' اس واسطے ایمان کہ محبت کے واجب ھونیکا سبب ھي ھرشخص میں موجود ھی ' اور جس وقت کہ سبب موجود ھو تو حکم کا موجود ھونا بھي واجب ھی ' قولہ تعالی " والمومنون والمومنات بعضهم اولياء بعض " یعني مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں سب ایک دوسرے کے دوست ھیں ' اور قاعدہ مقررہ سے ھی کہ ایک چیز کا دوست رکھنے والا اُسي چیز کے دوست رکھنے والے کا بھي دوست ھی ' اور اُس دوست کا بھي دوست ھی ' اور اللہ تعالی کو سب مسلمان دوست رکھتے ھیں اور اُسکي محبت سب مسلمانوں کے دل میں اوروں کي محبت سے سوا ھی ' قولہ تعالی " والذين آمنوا اشد حبالله " یعني جو ایمان لائے ھیں اُن کو اللہ تعالی کي محبت بہت زیادہ ھی پس جس صورت میں کہ اللہ تعالی سب مسلمانوں کو مطلق دوست رکھتا ھی تو لازم ھی کہ ھر مسلمان سب مسلمانوں کو دوست رکھے ' نہیں تو اللہ تعالی کے دوست نہونگے ' قولہ تعالی " الله ولي الذين آمنوا يخرجهم من الظلمات الى النور " یعني اللہ دوست ھی اُن کا جو ایمان لائے نکالتا ھی اُن کو اندھیرے سے روشني میں ' و قولہ تعالے " ذلک بان الله مولى الذين آمنوا و ان الكافرين لامولى لهم " یعني اللہ مولی اور کارساز ھی اُن کا جو ایمان لائے اور کافروں کا کوئي مولی نہیں ھی ' وقولہ تعالے " الذين آمنو وعملوا الصالحات سيجعل لهم الرحمن ودا " یعني جو ایمان لائے اور اچھے کام کیئے کرے گا اللہ اُن سب میں دوستي ' اور کلام اللہ سے ثابت ھی کہ مسلمانوں کي دوستي کبھي صغیرہ اور کبیرہ گناہ سے جاتي نہیں رھتي قولہ تعالے " اذهمت طائفتان منكم ان تفشلا والله وليهما " یعني جب ارادہ کیا تمارے دو گروہ نے کہ نامرد گي کریں اور اللہ اُن دونوں کا دوست ھی ' اور سب کے نزدیک ان دونوں گروہ سے مراد بنو سلمان اور بنو حارث ھیں کہ اُحد کے دن کافروں کي لڑائي میں عبداللہ ابن ابي رئیس منافقین کے بہکانے سے لڑائي سے پہلے بھاگنے کا ارادہ کیا تھا اور یہہ بات سب کے نزدیک گناہ کبیرہ ھی خصوصاً اُس جہاد میں کہ پیغمبر خدا اپني ذات مبارک سے موجود ھوں ' اور بھاگنے میں آپ کے ھلاک ھونے کا اندیشہ بلکہ گمان ھو ' اور ابھي اسلام کے پڑھنے کا وقت ھو ' کہ اگر مدد میں اور لڑنے میں ذرہ سي تقصیر ھو تو بالکل جاتا رھے ' باوجود ان سب باتوں کے اللہ تعالی نے اُن دونوں گروھوں کي دوستي سے ھاتھہ نہیں اُتھایا ' اور اُن کے تئیں مسلمان فرمایا کہ " على الله فليتوكل المومنون " یعني چاھیئے کہ اللہ پر بھروسا کریں مؤمن ' اور اس قدر محبت بسبب ایمان کے ضرور ھی ' اور جب کہ اچھے اچھے عمل جیسے جہاد کرنا اور مرتدوں سے لڑنا اور توبہ اور طہارت اور پرھیزگاري اور اخلاق مسلمانوں میں ھوں تو بدرجہ اولی اللہ تعالی

کے محبوب ہونگے ' قوله تعالی " ان الله يحب الذين يقاتلون في سبيله صفا كانهم بنيان
مرصوص " يعني الله تعالی دوست رکھتا هی اُن کو جو خدا کي راہ میں صف باندھکر
لڑتے هیں جیسے بنیاد کچھ کي هوئي قوله تعالی " يا ايها الذين آمنوا من يرتد منكم عن
دينه فسوف ياتي الله بقوم يحبهم و يحبونه " يعني اے وہ جو ایمان لائے جو تم میں سے
پھر جاویگا اپنے دین سے تو لاویگا الله ایک قوم کو جنھیں وہ دوست رکھتا هی اور وہ اُسکو
دوست رکھتے هیں ' اور قوله تعالی " الله يحب التوابين منكم و يحب المتطهرين " یعني
الله تعالی دوست رکھتا هی تم میں سے توبہ کرنے والوں کو اور طہارت والوں کو ' وقوله
تعالی " يحب المتقين " یعني الله تعالی دوست رکھتا هی پرهیز گاروں کو قوله تعالی "
و الله يحب المحسنين " الله دوست رکھتا هی بھلائي کرنے والوں کو ' *

پانچواں مقدمہ

محبت اور عداوت کے مسلمان اور کافر کے ساتھہ جدا جدا مرتبے اور الگ الگ درجے
هیں چنانچہ هر عقل مند کے تئیں دنیا کي محبت میں جو اپنے عزیزوں باپ بیٹا
بھائي چچا ماموں ماں بہن کے ساتھہ هوتي هی یہہ حال تفاوت اور اختلاف کا معلوم هی
اسي طرح دنیا کے دشمنوں میں عداوت کے قوي هونے اور ضعیف هونے اور اُس کے
اسباب بہت هونے اور تھوڑے هونے کے سبب عداوت میں تفاوت اور اختلاف هونا طبعي
بات هی ' اسي طرح دین کي محبت که ایمان کے سبب سے هی ایمان کے زیادہ هونے اور
قوي هونے اور مسلمانوں کي محبوبیت اور الله تعالی کي محبت میں مختلف
هونے کے سبب مختلف هونگے ' اس صورت میں جو شخص که زیادہ تر محبوب هی
اُس کي محبت بھي زیادہ تر رکھني چاهیئے ' اور سب کے نزدیک دین کي محبت کا
بڑے سے بڑا درجہ وہ هی جو که جناب پیغمبر خدا کے ساتھہ هی ' بعد اُس کے اُن مسلمانوں
کے ساتھہ جو پیغمبر خدا کے مقرب هیں ' اور وہ لوگ تین گروہ هیں پہلا گروہ اولاد اور پیغمبر
خدا کے رشتہ دار که پیغمبر خدا کے پارہ جگر هیں اور اُن کے حق میں فرمایا هی
" احبوا الله لما يغذو كم من نعمته و احبوني لحب الله و احبوا اهل بيتي لحبي " یعني خدا
کو دوست رکھو که صبح شام تم پر اُس کي نعمتیں آتي هیں اور دوست رکھو مجکھو خدا
کي دوستي کي وجہہ سے اور دوست رکھو میرے اهل بیت کو میري دوستي کي وجہہ سے '
دوسرے ازواج مطہرات که پیغمبر خدا کے اجزاء اور ابعاض کا حکم رکھتے هیں اور خود
الله تعالی نے اُن کي شان میں فرمایا هی که " النبي اولی بالمومنين من انفسهم وازواجه

امہاتہم "کہ نبی دوست زیادہ ہی مسلمان کو اُن کی جانوں سے اور اُس کے ازواج اُن کی مائیں ہیں ، اور جتنے بنی آدم ہیں سب کا اسبات پر اتفاق ہی کہ ازواج بسبب کمال خلط اور محبت کے ایک شخص کی مانند ہوتے ہیں' اسی واسطے شرع شریف میں سمدھانے کو حقیقی رشتہ داروں کی طرح محرمیت اور میراث میں گنا ہی ' اور اللہ تعالے نے بھی ان دونوں کے تئیں ایک درجہ میں فرمایا ہی " ھوالذي خلق من الماء بشرا فجعلہ نسباً وصھرا " یعنی اللہ وہ ہی جس نے پانی سے آدمی کو بنا یا پس اُن میں کیا نسب اور سمدھانا ' تیسرے گروہ پیغمبر خدا کے اصحاب ہیں کہ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت اختیار کی اور اُس کی مدد میں اپنی جان کو نثار کیا اور اپنے مال کو ضایع کیا اور اپنے بدن کو مشقت میں ڈالا اور اپنے خاندان اور اپنے عزیز بھائی بیٹا باپ جورو ما بہن کو پیغمبر خدا کی خوشی کے واسطے چھوڑا چنانچہ اللہ تعالے بھی اُن کے عملوں کی قدر دانی کرکے اُن کی شان میں فرماتا ہی " للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا من دیارھم واموالھم یبتغون فضلا من اللہ ورضواناً وینصرون اللہ ورسولہ اولئک ھم الصادقون والذین تبوءوا الدار والایمان من قبلھم یحبون من ھاجر الیھم ولایجدون فی صدورھم حاجۃ مما اوتوا ویوثرون علی انفسھم ولوکان بھم خصاصۃ " یعنی اُن فقیروں کے لیئے جو نکالے گئے اپنے گھروں سے اور اپنے مال سے جبکہ وہ چاہتے ہیں خدا کا فضل اور رضامندی اور مدد کرتے ہیں اللہ کی اور اُس کے رسول کی وہ ہی ہیں سچے اور وہ جنہوں نے مرتبہ حاصل کیا گھر میں اور ایمان میں اُن سے پہلے دوست رکھتے ہیں جو اُن کے پاس ھجرت کرکے آیا ہی اور نہیں پاتے اپنے دل میں کچھہ حاجت اُس کی جو اُن کو دی جاتی ہی اوروں کو ترجیح دیتے ہیں اپنی ذات پر اگرچہ اُن کو تنگی ہو' تمام عالم کے نزدیک ظاہر ہی کہ اسطرح کی محبت اور اخلاص اور قرب اور اتصال بہت بڑا ہی اُس سے جو صرف ایک نسبت ہو' کما قال القائل

" القوم اخوان صدق بینھم بسبب * من المودۃ لم یعدل بہ نسب "

اس صورت میں ان تینوں گروہوں میں اور مسلمانوں کی نسبت محبت کے اسباب دو وجہہ سے بہت ہیں پہلی وجہہ ان لوگوں کے قرب اور منزلت پیغمبر خدا کے ساتھہ کہ سب بنی آدم میں محبوبیت سے زیادہ تر مخصوص ہیں ' دوسری وجہہ ان تینوں گروہوں کے حق میں شریعت کے رواج دینے اور جہاد اور پرہیز گاری میں بڑے سے بڑا درجہ ہوتا ہی ہاں ان میں سے اگر بعضے لوگ ایسے ہوں کہ اُن میں ایمان نہو یا ایسی بات کریں کہ جتنی اُن کی اگلی نیکیاں ہیں سب جاتی رہیں اور قرآن کی آیت کے بموجب عداوت واجب ہوجاوے اُن کی ساری قرب اور منزلت جو پیغمبر خدا کے ساتھہ تھی جاتی رہے ' اُسوقت البتہ

وہ لوگ اس حکم سے باہر ہیں جیسے ابو لہب اور مانند اُس کے ۔اب ان بزرگوں کے ایمان اور عدم ایمان اور حبط عمل یعني اُن کي سب نیکیاں اور اچھے اچھے عمل جاتے رہنے اور باطل ہو جانے میں تفتیش کرني چاهیئے ' اور خواجہ نصیرالدین کي تجریدالعقاید میں سے جو شیعوں کے ہاں بہت معتبر کتاب ہی ایمان اور کفر اور حبط عمل کا مسئلہ سننا چاهیئے خواجہ نصیر طوسي نے لکھا ہی " الایمان التصدیق بالقلب " یعني ازروے اعتقاد " واللسان " یعني ازروے اقرار کے " بکل ما جاء بہ النبي صلی اللہ علیہ وسلم و علم من دینہ ضرورۃ ولایکفی الاول " یعني تصدیق بدون اقرار " لقولہ تعالی واستیقنتها انفسهم " ولاالثاني " یعني اقرار بدون تصدیق بھي کافي نہیں ہی " لقولہ تعالی قل لن تو منوا ولکن قولوا اسلمنا " یعني نہ کہو کہ ہم ایمان لائے بلکہ کہو کہ ہمنے تسلیم کرلیا ۔ اور یہہ بھي کہا ہی کہ " الکفر عدم الایمان " یعني کفر ' نہونا ایمان کا ہی اور یہہ اشارہ ہی اس بات کا کہ درمیان ایمان اور کفر کے کچھہ واسطہ نہیں اور معتزلہ کا یہي مذهب ہی " امامع الضداو بدونہ " اور یہہ بھي کہا ہی " والفسق الخروج من طاعۃ اللہ مع الایمان " یعني فسق خارج ہوتا ہی بندگي اللہ تعالی سے ساتھہ ایمان کے یعني فسق گناہ کرنا ہی منافي ایمان نہیں اور مسلمان فاسق ہوسکتا ہی اور یہہ بھي کہا ہی " و النفاق اظهار الایمان باخفاءالکفر و الفاسق مومن مطلقا " یعني نفاق ظاہر کرنا ایمان کا ہی ساتھہ چھپانے کفر کے اور فاسق مسلمان ہی مطلق یعني دنیا اور آخرت کے حکم میں جیسے گاڑنا اور کفن دینا اور مغفرت کي دعا مانگني اور صدقہ دینا اور تبرا اور لعنت کا حرام ہونا اور ایمان کے سبب محبت کا واجب ہونا اور جنت میں داخل ہونا گو عذاب کے بعد اور اُس کے حق میں پیغمبر کي شفاعت کا ہونا اور اس بات کا ممکن ہونا کہ اللہ تعالی سب گناہ اُس کے بخشدے ." لقولہ علیہ السلام اذ خرت شفاعتي لاهل الکبائر ولو جودجدہ " یعني بسبب حضرت رسول اللہ کي اس حدیث کے میںنے ذخیرہ کر رکھي شفاعت اپني کبیرہ گناہ والوں کے لیئے اور نیز فاسق میں ایمان کي تعریف پائي جاتي ہی " و الکافر مخلد فی النار و عذاب اهل الکبیرۃ ینقطع لاستحقاق الثواب بایمانہ فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرایرہ ولقبحہ عندالعقلاء والسمعیات متاولۃ ودوام العقاب مختص بالکافر والعفو واقع لانہ حقہ تعالی ۔ فیجاز و قوعہ " یعني کافر ہمیشہ آگ میں رہینگے اور کبیرہ گناہ والوں کا عذاب منقطع ہو جاویگا بسبب استحقاق ثواب کے جو ایمان کي وجہہ سے ہی پس جس نے کي ہی بقدر ذرہ کے نیکي اُس کو دیکھے گا اور نیز مومن فاسق کا ہمیشہ عذاب میں رہنا عقلا کے نزدیک بھي اچھا نہیں ہی اور جو سمعیات اس بارہ میں ہیں وہ تاویل کي گئي ہیں (نہ اُنکے ظاہري معني

مراد نہیں ہی) اور ہمیشہ عذاب کا ہونا کافر ہي کے لیئے خاص ہی اور عفو بھی ہوسکتا ہی اسلیئے کہ وہ خدا کا حق ہی اس صورت میں خواجہ نصیر طوسي کے سارے کلام سے معلوم ہوا کہ فاسق پر لعنت کرني اور اُس سے تبرا کرنا جائز نہیں ہی' بلکہ اُسکي شان اور مسلمانوں کي شان کي مانند ہي کہ اُس کے واسطے مغفرت کي دعا کریں اور صدقی دیں تاکہ عذاب سے چھوٹے 'اور بخشش اور رسول خدا کي شفاعت کي اُمید اُس کے حق میں رکھني چاہیئے ' اور جب تک کہ اُس میں ایمان موجود ہی اُس کي محبت واجب اور عداوت اُس کي دین کے سبب حرام ' اسواسطے کہ تبرا اور برا کہنا اُس وقت درست ہوتا ہی کہ اُس شخص میں کوئي وجہہ محبت کي موجود نہو ' اور جب تک کہ آدمي کافر نہ مرے تب تک یہہ بات نہیں ہوتي ' اور کافر ہونے میں اچھے عملوں کا اعتبار نہیں رہتا ' اور فاسق ہونے اور گناہ کبیرہ کرنے سے اُس شخص کي ذات سے تبرا جائز نہیں ' ہاں اُس کے فسق اور گنہ گاري سے تبرا ہونا اور برا جاننا چاہیئے ' اور خواجہ نصیر نے تجرید میں یہہ بھي کہا ہی " والا حباط باطل لاستلزامہ الظلم و لقولہ تعالی فمن یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہ " یعني عمل نیک کا حبط کرنا باطل ہي اس سے ظلم لازم آتا ہی اور نیز خداتعالی نے فرمایا ہی کہ جو کریگا بھلائي بقدر ذرہ کے تو پاویگا ' پس جب تک کہ کسي شخص کا کفر متحقق نہو اُس کے عمل حبط نہیں ہوسکتے *

باقي اوراق اس ترجمہ کے دستیاب نہیں ہوئے

ریویو

خود مترجم کا لکھا ہوا

مورخہ نومبر سنہ ۱۸۷۸ ع

ان دونوں بابوں کے اخیر اوراق جب بعد تلاش کے بھي دستیاب نہوئے تو ' اول یہہ ارادہ ہوا کہ اُن کا ترجمہ پورا کردیا جاوے ' مگر اس وجہہ سے کہ حال کے خیالات اور پچھلے خیالات میں خلط ملط نہو جاوے ' اس ارادہ کو چھوڑ دیا اور جس قدر ترجمہ دستیاب ہوا اُسیقدر چھاپا گیا *

مذہب اہل سنت و جماعت اور شیعہ اثنا عشریہ میں جو مباحث افضلیت اور استحقاق خلافت خلفاء اربع کے ہیں ' اور مذہب خوارج میں جو عقاید ختنین و اہل بیت کي نسبت ' اور مذہب نواصب میں علي مرتضی و اہل بیت کي نسبت ہیں ' اُن سے زیادہ لغو و بیہودہ مباحث و عقاید کوئي نہیں ہیں ' استحقاق خلافت آنحضرت صلعم کا من حیث النبوة کسیکو بھي نہ تھا ' اسلیئے کہ خلافت في النبوة تو محالات سے ہی ' باقي رہ گئي خلافت في ابقاء صلاح امت و اصلاح تمدن ' اُس کا ہر کسي کو استحقاق تھا جس کي چل گئي وہي خلیفہ ہوگیا — خلافت بعد آنحضرت کوئي امر منصوص نہ تھا ' نہ کسي کي شخص خاص کي خلافت مذہب اسلام کا کوئي جزو یا کوئي حکم تھا ' سیاست مدن کا جو طریقہ اُس وقت پڑگیا تھا وہ سلطنت جمہوري کے نہایت مشابہ تھا ' اور اسیطرح واقع بھي ہوا ' یعني جس کو بہت سے ذي اقتدار لوگوں نے تسلیم کرلیا وہي خلیفہ ہوگیا ' کون کہہ سکتا ہی کہ ابتداہي سے علي مرتضی کو خلیفہ ہونے کا خیال نہ تھا ' اور تینوں مقدم خلافتوں کے زمانہ میں اُن کو اُنکے خلیفہ نہونے کا افسوس یا اپنے خلیفہ نہونے کا رنج نہ تھا ' مگر علي مرتضی کي خواہش زیادہ تر سلطنت شخصي کے مشابہ تھي ' جو اُس وقت کے طریقہ تمدن کے موافق نہ تھي ' اور اسي لیئے اُن کي خواہش پوري نہوئي ' جب ایسا وقت آگیا کہ ذي اقتدار لوگوں نے اُن کي طرف رجوع کي وہ خلیفہ ہوگئے ' نہ مقدم خلیفہ ہونے میں کوئي وجہہ افضلیت تھي ' نہ موخر خلیفہ ہونے میں کوئي وجہہ منقصت ' یہہ

تمام واقعات اسي طرح پر واقع هوئے تھے جیسیکہ همیشہ دنیا میں واقع هوتے هیں ، اسلام سے ان واقعات کو کچھہ تعلق نہ تھا ، کسي کو غاصب اور کسي کو برحق بلا فصل کہنا لغو باتیں هیں *

افضلیت کے مسئلہ کے مباحث اُس سے زیادہ بیہودہ هیں ، دو چیزوں میں ایک کو افضل ٹھہرانا اسبات پر موقوف هی کہ اُن میں ایک هي حیثیت هو، ایک سسرا ایک داماد ایک بھائي ، ایک غیر ، آپس میں حیثیت هي متحد نہیں ، پھر افضلیت و غیر افضلیت کیسي ، اعمال اور تقرب الی‌الله کے تول لینے کو همارے پاس کوئي ترازو نہیں جس سے هم ایک کو هلکا ایک کو بھاري ٹھہراویں ، هم جس بات کا فیصلہ کرسکتے هیں وہ صرف تاریخي واقعات هیں ، کہ اُن چاروں بلکہ پانچوں بزرگواروں کے زمانہ خلافت کسطرح گذرے — حضرت ابوبکر صدیق رضی الله تعالی عنہ کا زمانہ خلافت تو شمار کرنا نہیں چاهیئے ، کیونکہ درحقیقت وہ زمانہ بھي حضرت عمر هي کي خلافت کا تھا ، اور وهي بالکل دخیل و منتظم تھے — حضرت عمر رضي الله تعالی عنہ کا زمانہ ، کیا بنظر انتظام ، اور کیا بنظر فتوحات و امن و حکومت و رعب و داب جو ابقاء صلاح امت و اصلاح تمدن کے لیئے ضرور تھا ، ایک بے نظیر زمانہ تھا — حضرت عثمان رضي الله تعالی عنہ کے زمانہ خلافت میں جو کچھہ هوا وہ صرف حضرت عمر کے زمانہ خلافت کا اثر تھا ، اصلي زمانہ خلافت حضرت عثمان اُن کي خلافت کا اخیر زمانہ تصور کرنا چاهیئے ، جس میں تمام اصول سیاست مدن اور وہ اصول سلطنت جمہوري جس پر اس عالیشان محل کي بنیاد قایم هوئي تھي ، سب کي سب سست اور برهم درهم هوگئي تھي ، اور غدر کا هونا اُس کا ایک ضروري نتیجہ تھا جو هوا — حضرت علي مرتضی علیہ‌السلام تک جب خلافت پہونچي ، تو ایسي ابتر و خراب هو گئي تھي جس کا درست هونا اگر نا ممکن نہ تھا تو قریب قریب نہ ممکن کے تھا ، اُس کي اصلاح میں جہاں تک ممکن تھا کوشش کي گئي ، ملک دیئے گئے دوسري حکومتیں تسلیم کي گئیں مگر اصلاح نہوئي ، اور روز بروز خرابي بڑھتي گئي — حضرت امام حسن علیہ‌السلام جب خلیفہ هوئے ، تو اُنہوں نے تمام حالات اور واقعات پر غور کرکے یقین کیا کہ اس کي اصلاح ممکن نہیں ، صرف ایک هي علاج امت کي اسایش اور قتل و خونریزي اور فساد دور کرنے کا هی ، کہ اس دو عملي سے یکسوئي کي جاوے ، اُنہوں نے نہایت دانائي اور نیکي اور امت کي بھلائي کي نظر سے ، جسکي نظیر دنیا میں نہیں هی ، خلافت سے هاتھہ اوٹھایا ، درحقیقت یہہ کام حضرت امام حسن هي سے کریم‌النفس شخص سے هوسکتا تھا ، جس نے

امت کے امن کے لیئے ایسی خلافت کو چھوڑ دیا ، جس کے سامنے سلطنت قیصر و کسری کی بھی کچھہ حقیقت نہیں تھی *

مطاعن صحابہ پر بحث کرنا ایک ایسا لغو اور بیہودہ اور چھوٹا کام ہی جس کی برابر دنیا میں دوسرا نالایق کام نہیں ہی — نہ ہمارے پاس صحیح صحیح واقعات موجود ہیں جو یقین کے لایق نہوں — اور اگر بالفرض واقعات بھی ہوں تو وہ کیفیت اور حالات جن پر باہم صحابہ کے مشاجرات واقع ہوئے ہرگز ہماری آنکھہ کے سامنے نہیں ہیں ، پس جو لوگ صحابہ کے مطاعن پر بحث کرتے ہیں وہ بلا کافی شہادت اور بلا موجودگی روئداد کے اپنا فیصلہ قایم کرتے ہیں — علاوہ اس کے انسان سے غلطی اور خطا کا واقع ہونا خصوصاً ایک ایسی بڑی سلطنت کے انتظام میں جو صحابہ کے ہاتھہ میں تھی ، ایک ایسا امر ہی جو ناگزیر ہی ، صحابہ معصوم نہ تھے ، اگر بالفرض اُن سے غلطیاں واقع ہوئیں تو کیا آفت ہوئی ، اور کیوں وہ بڑی سمجھی جاویں ، اگر اُنھی روایتوں پر جو موجود ہیں نکتہ چینی کا مدار ہو ، تو اُس نکتہ چینی سے نہ حضرت علی مرتضی بچتے ہیں نہ خلفاے ثلثہ ، اور ہم تو باوجود تسلیم کرلینے اُن تمام نکتہ چینیوں کے ، جو خوارج ونواصب اور شیعہ اُن بزرگوں کی نسبت پیش کرتے ہیں ، اُن میں سے کسی بزرگ کو برا اور بد خیال نہیں کرتے ، وہ تمام واقعات ایسے ہی ہیں جو دنیا میں ہمیشہ پیش آتے ہیں ، وہ ہوئے ہوں یا نہوئے ہوں اُن سے نہ اُن بزرگوں کی بزرگی میں کچھہ نقصان لازم آتا ہی اور نہ مذہب اسلام کو اُن واقعات سے کچھہ تعلق ہی *

ہاں تبرا جس کا رواج اُن شیعوں میں ہوگیا ہی جو نا مہذب ہیں نہایت خراب چیز ہی ، اور انسان کے دل میں ایک بدی اور بد اخلاقی اور بدطینتی پیدا کرنے والا ہی ، جو اسلام کے مقصد اعلی کے برخلاف ہی — میری یہہ راے ہی کہ جو امور مذہب اسلام سے علاقہ رکھہ سکتے تھے وہ آنحضرت صلعم کے بعد ختم ہو گئے ، اور جو واقعات اُن کے بعد ہوئے اُن کو مذہب اسلام سے کچھہ تعلق نہیں ہی ، نہ وہ مذہب اسلام کے جزو ہیں ، نہ اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہدان محمد رسول اللہ کے بعد اشہد ان ابابکرالصدیق اول خلیفہ رسول اللہ کہنا ہمارا جزو ایمان ہی اور نہ اشہدان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ و خلیفة بلا فاصلة ماننا ہمکو ضرور ہی ، بلکہ اسلام کے لیئے پہلے ہی دو تشہد کافی ہیں *

كلمة الحقّ

بسم الله الرحمن الرحيم

كلمة الحق

مؤلفه سنه ۱۲۶۶ هجري مطابق سنه ۱۸۴۹ ع

دل در طلب ماه رخت شيدائي است * وز لكهت تار كاكلت صحرائي است
در مهر تو چوں زخويش رفتم چه زياں * زيں طعنه كه خلق گويدم سودائي است

اللهم صل على محمد و على آل محمد و بارک و سلم ' الهي تو اپنے اور اپنے حبيب محمد رسول الله صلى الله عليه و سلم كي محبت نصيب كر اور أنهيں كي سنت پر چلا اور أنهيں كي سنت پر مار آمين يا رب العالمين ' اما بعد يهه كلمة الحق بے اختيار پيري اور مريدي كے بيان ميں همارې زبان سے نكلا هى ' كيونكه همارے زمانه ميں پيري مريدي كا ايسا ايک جهگڑا لگا هى ' جسكے سبب هزاروں آدمي دهوكے ميں پڑے هيں ' جهاں ايک نئي صورت كا آدمي ديكها كوئي تو أسكو قطب كهتا هى اور كوئي ابدال اور كوئي ولي اور كوئي غوث اور پهر وه كيسي هي باتيں كرتا هو أس پر كچهه خيال نهيں كرتے ' اگر كوئي كهے كه مياں يهه تو شرع كے برخلاف باتيں كرتا هى تو يوں جواب ديتے هيں كه اجي تم نهيں جانتے طريقت كا أوڑ هي رسته هى ' فقيروں كي باتيں هي جدا هيں ' شريعت تو ظاهر كے لیئے هى يهه ولي الله كے هيں جو كريں سو بجا هى ' اور يهه نهيں جانتے كه الله كي راه نبي كي اطاعت بغير ملتي هي نهيں (بيت)

دريں راه جز مرد راعي نرفت * گم آں شد كه دنبال داعي نرفت

جو ذرا بهي شريعت كي راه سے بهٹكا وهي راه بهولا ' اگر كوئي آسمان پر أڑے اور زمين ميں گهسے اور ايک بال بهر شريعت سے پهرا هو وه گمراه هى ' ولي و ابدال غوث اور قطب هونا كچهه كرشمه اور كرامات دكهاني نهيں هى ' بهوت اور پليت ديو جن نت اور بهانمتي بهي بهت سے شعبده اور تماشے دكهاتے هيں ' ولي و ابدال غوث و قطب وهي هى جو پورا پورا شريعت پر چلے قال الله تعالى " قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله يعني الله صاحب نے سورة آل عمران ميں فرمايا كه اے نبي تو كهه دے كه اگر تم الله كو چاهتے هو تو ميري راه چلو كه الله تمكو چاهے ف اس آيت سے معلوم هوا كه آدمي كيسي هي

عبادت اور بندگی کرے مگر اللہ اُسکو جبھی دوست رکھتا ہی جب شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا تابع ہوجاوے، دیکھو جوگی بیراگی اتیت اور فقیر کیسی کیسی محنتیں کرتے ہیں اور مصیبتیں بھگتے ہیں اور جوگ اُٹھاتے ہیں مگر جب شریعت کے برخلاف ہیں تو سب اکارت ہی، اور شریعت کی تابعداری یہی ہی کہ جو اللہ اور اللہ کے رسول نے کہا اُسکو کیا اور جس سے منع کیا اُسکو نہ کیا قال اللہ تعالی" و ما اتیکم الرسول فخذوہ و ما نہکم عنہ فانتہوا " یعنی اللہ صاحب نے سورۂ حشر میں فرمایا اور جو دے تمکو رسول وہ لیلو اور جس سے منع کردے وہ مت کرو ف یعنی رسول نے جو حکم تمکو پہونچائے ہیں اُن کو قبول کرو اور جن کاموں سے منع کردیا ہی اُن کو مت کرو کہ یہی شریعت کی تابعداری ہی * اور بڑا تابعدار شرع کا وہی ہی کہ ہر بات میں جو اُس کے سامنے آوے غور کرے کہ اس میں اللہ اور اللہ کے رسول کا کیا حکم ہی جو حکم ہو وہی کرے اور پھر جی میں ملال نہ لاوے قال اللہ تعالی " فلا و ربک لا یؤمنون حتی یحکموک فیما شجر بینہم ثم لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت و یسلموا تسلیما " یعنی اللہ صاحب نے سورۂ نساء میں اپنے رسول کو فرمایا کہ تیرے پروردگار کی قسم اُن کو ایمان نہوگا جب تک کہ آپس کے جھگڑے میں تجھی کو حاکم نہ بناویں پھر نپاویں اپنے دل میں تیرے انصاف سے کچھ بھی ملال اور اُس کو مان لیں ٹھیک جان کر ف اس آیت سے معلوم ہوا کہ پورا ایمان جبھی ہوتا ہی جب سب کام شریعت کے سپرد کردے اور جو اُس میں حکم نکلے خندہ پیشانی ہوکر قبول کرے اور یوں جانے کہ یہی حق ہی اور یوں ہی ٹھیک ہ" عن عبداللہ ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لا یؤمن احدکم حتی یکون ہواہ تبعا لما جئت بہ " یعنی مشکوۃ شریف کے باب الاعتصام بالسنۃ میں عبداللہ ابن عمر سے حدیث نقل کی ہی کہ اُنھوں نے یہہ بات کہی کہ فرمایا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نے کہ کوئی تم میں سے مسلمان نہیں ہوتا جب تک کہ اُسکا ارمان شریعت کے تابع نہو ف یعنی اُس کی خواہش شریعت ہی ہوجاوے اور اُسکو یہی ارمان ہو کہ جو شریعت میں ہی وہی کروں اور جب شریعت کا حکم بجا لاوے تو یوں جانے کہ میرے دل کا بڑا ارمان نکلا کیونکہ وہ تو شریعت کو دل سے چاہتا تھا جب پورا مسلمان ہوتا ہی نہ یہہ کہ ایک کام کرنے کو تو اپنا دل چاہتا ہو اور خواہ نخواہ کھینچ تان کر اُسکو شرع میں لاوے اور کہے کہ اگرچہ حضرت کے وقت میں یا حضرت کے خاص لوگوں کے وقت میں تو نہ تھا مگر اس میں کیا قباحت ہی اسکو تو فلانے بزرگ نے کیا ہی اور بڑے بڑے مشایخ کرتے آئے ہیں، کیونکہ ایسی باتیں کہنی اور کرنی شریعت کی تابعداری نہیں ہی بلکہ

شریعت کو اپنے نفس کا تابع بناتا هی، خدا پناه میں رکھے اس بات سے حضرت کي شریعت پر عمل کرنا اور آپ کي سنت پر چلنا یهه تو بهت بڑے درجه کي بات هی حضرت کي سنت تو ایسي نعمت هی که اگر کوئي أسکو دوست هي رکھے تو دونوں جهان کي نعمت أسکو ملتي هی" عن انس قال قال لي رسول الله صلی الله علیه و سلم من احب سنتي فقد احبني و من احبني کان معي في الجنة " یعني مشکواة شریف کے باب الاعتصام بالسنه میں حضرت انس سے ایک بڑي حدیث نقل کي هی که أسکا یهه ٹکڑا هی اور اس حدیث میں جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه و آله و سلم نے حضرت انس کو کمال شفقت سے بیٹا خطاب کرکر فرمایا هی که اے میرے بیٹے جس نے میري سنت کو دوست رکھا أسنے بیشک مجهکو دوست رکھا اور جسنے مجهکو دوست رکھا وه میرے ساتهه جنت میں هوگا ف اے مسلمانوں ذرا غور کرو که اگر اس مع کے لفظ پر هزار جان نثار کي جاوے تو بهي کم هی رسول الله کے ساتهه جنت میں هونا ایسي بشارت هی که قسم أس خداے لایزال کي جس نے دونوں عالم پیدا کیئے که اگر دونوں عالم أس کے مقابل کچهه بهي حقیقت رکھتے هوں، کیا اچھے نصیب أس کے که جسکو حضرت کا ساتهه نصیب هو افسوس تم کہاں بهٹکتے پهرتے هو جو نعمت هی وه حضرت هي کي سنت میں هی، والله اور کسي میں نهیں کسي میں نهیں کسي میں نهیں، پهر آدمي کو لازم هی که حضرت هي کي سنت پر چلنے اور شریعت هي کي اطاعت کرنے پر سعي کرے اور جو حضرت کي شریعت اور حضرت هي کي سنت اور شریعت پر چلتا هو أسیکو پیر اور ولي اور ابدال اور غوث اور قطب جانے اور جو حضرت کي شریعت سے باهر هو أسکو شیطان سے بدتر جانے گو وه زمین میں تیرتا هو اور آسمان پر اوڑتا هو، اور صحابه کا یهي حال تها که جو کوئي کیا عادت میں اور کیا عبادت میں اور کیا ذکر میں اور کیا فکر میں ایک سرمو بهي سنت کے خلاف کرتا تها أسکو بهت هي برا جانتے تهے . في شرعة الاسلام وقد کانت الصحابة رضی الله عنهم یذکرون اشد الانکار علی من احدث امرا او ابتدع رسما لم یعهد في عهد النبوة قل ذلک او کثر صغر ذلک او کبر کان في المعاملة او في العبادة او في الذکر ، یعني شرعة الاسلام میں یهه بات لکهي هی که صحابه رضي الله عنهم نهایت برا جانتے تهے أس شخص کو جو نئي بات نکالتا تها یا نئي رسم شروع کرتا تها جو حضرت کے وقت میں نه تهي خواه وه نئي بات تهوڑي هوتي تهي یا بهت بڑي هوتي تهي یا چهوٹي اور خواه دنیا کے معاملوں میں هوتي تهي خواه دین کے خواه الله کي یاد کرنے میں ف اب خیال کرو که جب صحابه عبادت کرنے اور الله کي یاد کرنے میں بهي نئي بات کو برا جانتے تهے تو پهر اگر کوئي شخص نئي نئي باتیں خلاف سنت رسول الله کے نکالے اور

أنکو عبادت جانے اور یوں کہے کہ خدا اسی سے ملتا ہے تو بالکل جھوٹا ہے اور مکار ، خدا کے ملنے کو سوائے سنت رسول اللہ کے اور کوئی رستہ ہی نہیں "عن عبداللہ ابن مسعود قال خط لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم خطا ثم قال ھذا سبیل اللہ ثم خط خطوطا عن یمینہ و عن شمالہ و قال ھذا سبل علی کل سبیل منہا شیطان یدعو الیہ و قرأ و ان ھذا صراطی مستقیما فاتبعوہ ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیلہ" یعنی مشکوٰۃ شریف کے باب اعتصام بالسنۃ میں عبداللہ ابن مسعود سے حدیث نقل کی ہے کہ انہوں نے یہہ بات کہی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے ہمارے لیئے ایک سیدھا خط کھینچا اور فرمایا کہ یہہ تو اللہ کا رستہ ہے ، پھر اسکے داہنے بائیں خط کھینچے اور فرمایا یہہ اور رستے ہیں ان میں سے ہر رستہ پر شیطان ہے کہ اسکی طرف بلاتا ہے اور کلام اللہ کی آیت پڑھی جسکا یہہ ترجمہ ہے " اور اس میں کچھہ شک نہیں کہ یہہ میری راہ سیدھی ہے پھر اسی پر چلو اور اور رستوں پر مت جاؤ تاکہ اسکی راہ سے نہ بھٹکو" ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ وہ راہ جس سے خدا ملتا ہے وہ رسول اللہ کی ہی سنت ہے ، اور اسکے سوا سب راہیں شیطان کی ہیں ، ان آیتوں اور حدیثوں کی نقل کرنے سے ہمارا مقصود صرف اتنا ہی کہ ہر مداری سدھاری کو تم پیر مت بناؤ اور اس کے کرشمہ اور کرامات پر مت جاؤ ، بلکہ جو شخص سنت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کا تابع ہو اسیکو ولی اور غوث اور قطب اور ابدال سمجھو ، گو اس سے ایک بھی کرامت نہو ، کیونکہ کرامت ہونا ولی ہونے کی نشانی نہیں ، بلکہ رسول اللہ کی سنت اور شریعت کا تابع ہونا ولی ہونے کی علامت ہے ، مطلب ساری تقریر کا یہہ ہے کہ پیر وہی ہے جو سر سے پاؤں تک سنت میں ڈوبا ہوا ہو ، نہیں تو خاک بھی نہیں ، ان باتوں کو سنکر بعضے لوگ یوں کہتے ہیں کہ ہاں یہہ بات تو تم سچ کہتے ہو کہ جو کچھہ ہے وہ شریعت اور سنت ہی ہے ، مگر فقیروں کی اور ولیوں کی بعضی باتیں ایسی ہیں کہ جب تک وہ نکرے دل صاف ہی نہیں ہوتا اور ولایت حاصل ہی نہیں ہوتی ، اور اللہ کے دربار میں خاص مرتبہ ملتا ہی نہیں ، اور نرا شرع پر چلنے سے تو ملانے کا ملانا ہی رہجاتا ہے ، اور دل صاف نہیں ہوتا ، یہہ کہنا اور سمجھنا پوری گمراہی ہے ، کیونکہ جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم نبی آخرالزماں ہیں اب اور کوئی نبی نہیں ہونے کا ، اور نہ اور کوئی شریعت اتریگی ، پھر اگر اس شریعت سے بھی اللہ نہ ملیگا اور دل صاف نہوگا تو پھر کس سے ملیگا اور کاہے سے ہوگا ، بلکہ جو شخص یوں سمجھے کہ مرید ہوئے بغیر اور پیر کی صحبت اٹھائے بغیر اور جو ذکر کے طریقے چاروں سلسلوں میں ہیں اس طرح پر ذکر اور شغل کرنے بغیر ، صرف شریعت محمدیہ صلی اللہ

عليه و سلم پر چلنے اور قایم رهنے سے والهیت کا رتبه اور الله کے دربار میں خاص مرتبه حاصل
نهیں هوتا، تو اُسنے گویا محمد رسول الله کي اچهي طرح تصدیق نهیں کي، کیونکه محمد
رسول الله کي تصدیق کے تو یهي معنی هیں که دل سے یوں هي جانے که جو حضرت کا بتایا
هوا رسته هی وهي سیدها اور سچا هی "اور اُسي سے سب مرتبه غوث اور قطب اور ابدال
کے حاصل هوتے هیں، همکو صرف محمد رسول الله کي شریعت اور سنت پر چلنے سے دونو
جهان کي نعمت ملتي هی، نه کسي پیر کي حاجت نه کسي فقیر کي، اور نه کسي نئے ذکر
کي درکار اور نه کسي نئے شغل کي، جو همارے حضرت نے همکو بتا دیا هی وهي کافي هی
" حسبنا کتب الله و سنت رسوله " یعني همکو کلام الله اور سنت رسول الله هي بس هی، همارا
دین تو پورا هوچکا هی اب اسمیں نه بڑهانے کي حاجت اور نه گهٹانے کي درکار" قال الله تعالی
الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتي و رضیت لکم الاسلام دینا " یعني الله صاحب نے
سوره مائده میں فرمایا که اب پورا کردیا میںنے تمهارے لیئے دین تمهارا اور پوري کردي
میں نے تمپر اپني نعمت اور پسند کیا میںنے تمهارے لیئے دین مسلماني ف اس آیت
سے معلوم هوا که اب همارا دین پورا هوچکا قیامت تک اسمیں گهٹنے بڑهنے کا نهیں" قال
في التفسیر النیشاپوري " و في اخیر زمان البعثة حکم ببقاء الاحکام علی حالها من غیر نسخ
و زیادة و نقص الی یوم القیامة " یعني تفسیر نیشاپوري میں یهه بات لکهي هی که جب
زمانه نبوت کا اخیر هونے کو هوا تو الله صاحب نے حکم کیا که یهه شرع کے احکام جیسے هیں
همیشه ویسے هي رهینگے، قیامت تک نه اس میں سے کچهه رد و بدل هوگا اور نه کم زیاده،
پهر اگر کوئي شخص نئي نئي باتیں نکالے اُنکي کچهه اصل نهیں، کیونکه شرع کے جوں کے
توں قیامت تک رهنے کا الله صاحب نے وعده کیا هی، اور اسي آیت میں الله صاحب نے
فرمایا "و اتممت علیکم نعمتي " یعني پوري کردي میں نے تمپر اپني نعمت اس سے معلوم هوا
که الله کي جو نعمت هی وه شریعت محمدیه هي میں پوري هوئي هی، پهر جو کوئي
اُس پر چلیگا اُسیکو یهه نعمت ملیگي اور جو نه چلیگا اُسکو نه ملیگي اور جو تهوڑا چلیگا
اُسکو تهوڑي ملیگي اور جو بهت چلیگا اُس کو بهت ملیگي، اب یهه خیال کرنا که جبتک
مرید نهو اور مشایخوں کي طرح ذکر و شغل نکرے اُس کو الله کي نعمت اور اُسکے دربار
میں مرتبه نهیں ملتا، بالکل غلط هی، الله کي نعمت شریعت محمدیه هی جو
اُسپر چلیگا خواه پیر هو خواه مرید خواه بوڑها هو خواه جوان خواه جولاهه هو خواه
پیرزاده خواه شیخ هو خواه سید خواه مغل هو خواه پٹهان اُسي کو ملیگي، اور یهه بهي
جان لو که الله کي نعمت سے دین کا پورا هونا اور الله کي راه کي هدایت هوني مراد هی،

في التفسير النيشاپوري " اتممت عليکم نعمتي اي بذلک الاکمال لانه لانعمة اتم من نعمة الاسلام " يعني تفسير نيشاپوري ميں اتممت عليکم نعمتي کے يہہ معني لکھے هيں کہ الله صاحب نے يوں فرمايا هي کہ دين کے پورا کرنے سے ميں نے اپني نعمت تمپر پوري کردي ' کيونکہ دين کي نعمت سے بڑہ کر کوئي نعمت نهيں ' و في التفسير البيضاوي " و اتممت عليکم نعمتي بالهداية والتوفيق او بکمال الدين " يعني تفسير بيضاوي ميں اس آيت کے يہہ معني لکھے هيں کہ الله صاحب نے يوں فرمايا کہ هدايت اور توفيق دينے اور دين کے پورا کرنے سے ميں نے اپني نعمت تمپر پوري کردي ' اور جنپر الله صاحب نے اپني نعمت پوري کي هي وہ نبي اور ولي هيں ' کيونکہ سب تفسير والوں نے الحمد کي تفسير ميں انعمت عليهم کے يهي معني لکھے هيں ' کہ جنکو الله نے نعمت دي هي وہ نبي هيں اور صديق اور شهيد اور ولي ' اب اس سے معلوم هوا کہ شريعت محمديہ الله کي نعمت هي ' اور جو اسپر چلتا هي اُس کو يہہ نعمت حاصل هوتي هي ' اور جسکو يہہ نعمت حاصل هوتي هي وہ ولي هوتا هي يا صديق يا شهيد کچھہ پير و پيرزادہ هونے پر موقوف نهيں ' الله صاحب نے خود هي فرمايا هي " ان اولياؤه الا المتقون " يعني نهيں اوليا اُسکے مگر متقي لوگ ' ذالک فضل الله يؤتيه من يشاء " يعني يہہ الله کي رحمت هي جسکو چاهے دے ' شاہ ولي الله صاحب نے بهي قول جميل ميں لکھا هي ' کہ کوئي يوں نجانے کہ ان صوفيہ کے اشغال بغير خدا ملتا هي نهيں ' بلکہ صحابہ اور تابعين نے نمازيں پڑھکر الله کے دربار ميں عاجزي کرکر اور موت کو ياد رکھہ کر اور جن باتوں پر الله صاحب نے ثواب کا وعدہ کيا هي اور جنپر عذاب دينے کا اقرار کيا هي اُن کا دهيان رکھہ کر اور کلام الله پڑہ پڑہ کر اور اُس کے معنوں ميں غور کرکر اور جن حديثوں سے مسلمان کا دل نرم هوتا هي اُنکو سنکر يہہ مرتبے حاصل کيئے تهے ' اے مسلمانوں اب تم اپنے دل ميں سوچ لو کہ جو بات حضرت نے اپنے صحابہ کو بتائي اور جسکي بدولت صحابہ اس مرتبہ کو پهونچے اُسکو اختيار کرنا بهتر هي يا کسي نئي بات کو ' سچي بات سب کو کڑوي لگتي هي ' ان سچي سچي باتوں کو سنکر بعضے لوگ يوں کهينگے کہ لو صاحب يہہ تو پيروں سے پهرے هوئے هيں ' اور معتزليوں کيسي باتيں کرتے هيں ' اور اگلے پيروں پر طعنے مارتے هيں ' اور اُن کے وظيفوں کو برا جانتے هيں ' نعوذ بالله منہا يہہ همارا اعتقاد نهيں ' هم نہ کسي پر طعنہ مارتے هيں اور نہ کسي کے وظيفہ کو برا جانتے هيں ' مگر اتني بات بے شک کهتے هيں ' کہ کيسا هي بڑا پير هو اُس کي باتيں جو شريعت محمديہ علي صاحبها الصلوة والسلام کے موافق هيں اُنکو اپنے سر اور آنکهوں پر رکهتے هيں ' اور اُس شخص کو اپنا سرتاج سمجهتے هيں ' اور جو باتيں اُسکي شرع کے برخلاف هيں اُن باتوں کو جهنجهي

کوڑي کي برابر بهي نهيں جانتے ، کيونکه هم تو محمد رسول الله کے آگے کسيکا وجود هي نهيں جانتے ، پهر جو کوئي حضرت کي شريعت کے مخالف کهيگا يا کريگا هم تو اُسکو غلط هي سمجهينگے ، نه اُس کے پير هونے کا خيال کرينگے اور نه پير زاده ، اور نه اخوند هونے کا دهيان رکهينگے اور نه اخوند زاده ، الهي تو همکو اپنے حبيب کي سنت پر قايم رکهه اور اُنهيں کي سنت کا اتباع نصيب کر اور هماري زبان سے حق بات نکلوا اور ملامت کرنے والوں کي ملامت سے دهشت ندے ، آمين يا رب العالمين ، اب تمنے پير کے معني تو سمجهے اب مريد هونے کے معني سمجهو ، که اگر مريد هونے سے دنيا گهسيٹني هی ، اور خانقاه بناکر تندوت کرواني هی ، تو وه بات تو جدا هی ، اور اگر خدا کا ملنا چاهتے هو تو وه تو بغير سنت رسول الله کے ملتا هي نهيں ، پهر ديکهو که سنت رسول الله ميں مريد هونا پايا جاتا هی يا نهيں ، اگر پايا جاتا هو تو اُسي طرح مريد هو جسطرح حضرت مريد کرتے تهے ، کچهه زيادتي کدي اپني طرف سے مت کرو ، کيونکه جو باتيں سنت هيں ، وه جب هي تک سنت رهتي هيں که جس طرح حضرت نے کيا هی اُسيطرح جوں کا توں سنت سمجهه کر کرے ، اور اگر اُس سے ايک سومو بهي خلاف کيا تو وه حضرت کي سنت نرهي ، بلکه اپنے نفس کي سنت هوگئي ، اب سنو که مريد هونا بيعت کرنے کو کهتے هيں ، اور حضرت سے چهه طرح کي بيعت ثابت هی ، ايک بيعت الاسلام يعني مسلمان هوتے وقت بيعت کرني ،، عن عمرو ابن العاص قال اتيت النبي صلى الله عليه و سلم فقلت أبسط يمينک فلا بايعک فبسط يمينه فقبضت يدي فقال مالک يا عمرو قلت اردت ان اشترط قال تشترط ماذا قلت ان يغفرلي فقال اما علمت يا عمرو ان الاسلام يهدم ماكان قبله و ان الهجرة تهدم ماكان قبلها و ان الحج يهدم ماكان قبله ،، يعني مشکواة شريف کي کتاب الايمان ميں عمرو ابن العاص سے حديث نقل کي هی که اُنهوں نے يهه بات کهي که ميں رسول خدا صلى الله عليه و سلم کے پاس آيا اور مينے عرض کيا که اپنا داهنا هاتهه بڑهائيے تاکه مسلمان هونے کو آپ کا مريد هوں جب حضرت نے اپنا داهنا هاتهه بڑهايا تو مينے اپنا هاتهه کهينچ ليا حضرت نے فرمايا که اے عمر تجهکو کيا هوا مينے عرض کيا که ايک شرط کرني چاهتا هوں آپ نے فرمايا نه کيا شرط کرتا هی مينے عرض کيا که يهه بات چاهتا هوں که ميري اگلي باتيں بخشي جاويں آپ نے فرمايا که اے عمرو کيا تو نهيں جانتا که اسلام لانا بے شک پهلي باتوں کو مٹا ديتا هی اور هجرت اگلي باتوں کو دور کرديتي هی اور حج پهلي باتوں کو نيست کرديتا هی **ف** اس حديث سے معلوم هوا که حضرت کے وقت ميں مسلمان هوتے وقت بيعت هوئي هی — دوسري بيعت الخلافت ، يعني جسکو اپنا سردار بنايا اُسکے حکم بجالانے کے ليئے بيعت کرني ، چنانچه بخاري

شریف میں ایک حدیث موجود هی جسکا یهه ٹکڑا هی "فاما اجتمعوا تشهد عبدالرحمن ثم قال اما بعد یا علي اني قد نظرت في امرالناس فلم اوهم یعدلون بعثمان فلا تجعلن علی نفسک سبیلا فقال ابایعک علی سنة الله و رسوله والخلیفتین فبایعه عبدالرحمن وبایعه الناس والمهاجرون والانصار و امراء الاجناد والمسلمون " یعني پهر جب سب لوگ اکٹھے هوگئے تو عبدالرحمن نے خطبه پڑها اور پهر کها که اُسکے بعد یهه بات هی که اے علي مینے غور کي لوگوں کے حال میں پهر مینے عثمان کي برابر کسیکو نديکها پهر تم بهي انکار مت کرو پهر علي نے کها که بیعت کرتا هوں میں تجهه سے یعني عثمان سے الله اور الله کے رسول اور دونوں خلیفوں کي سنت پر پهر بیعت کي اُن سے یعني عثمان سے عبدالرحمن نے اور بیعت کي اُن سے اور لوگوں نے اور مهاجرین نے اور انصار نے اور لشکروں کے سرداروں نے اور مسلمانوں نے ف اس حدیث سے معلوم هوا که صحابه کے وقت میں بیعت خلافت کي هوتي تهي – تیسري بیعت الهجرة یعني هجرت پر بیعت کرني – چوتهي بیعت الجهاد یعني جهاد پر بیعت کرني " عن مجاشع قال اتیت النبي صلی الله علیه و سلم باخي بعد الفتح قال فقلت یا رسول الله جئتک باخي لتبایعه علی الهجرة قال ذهب اهل الهجرة بما فیها فقلت علی اي شيء تبایعه قال ابایعه علی الاسلام والایمان والجهاد فلقیت ابا معبد بعد وکان اکبر هما فسالته فقال صدق " یعني صحیح بخاري کے باب مقام النبي صلی الله علیه و سلم بمکة زمن الفتح میں مجاشع سے یهه حدیث نقل کي هی که اُنهوں نے یهه بات کهي که میں پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم پاس اپنے بهائي کو لایا مکه کي فتح کے بعد پهر مینے عرض کیا که یا رسول الله آپ کے پاس اپنے بهائي کو لایا هوں تاکه آپ اُس سے هجرة پر بیعت لیں آپ نے فرمایا که هجرت والے گئے اُس سمیت جو هجرت میں تهي پهر مینے عرض کیا که کس چیز پر اُس سے آپ بیعت لیوینگے آپ نے فرمایا که میں اُس سے بیعت لونگا اسلام پر اور ایمان پراور جهاد پر اور مجاشع سے جسنے یهه حدیث نقل کي هی اُسنے یهه بهي کها که پهر میں اُسکے بعد ابو معبد سے ملا اور وه اُن دونوں میں بڑا تها پهر مینے اُن سے پوچها اُنهوں نے کها که مجاشع نے سچ کها ف اس حدیث سے معلوم هوا که حضرت کے وقت میں هجرت اور جهاد کرنے پر بیعت هوتي تهي – پانچویں بیعة التوثق في الجهاد یعني جهاد میں مضبوط رهنے اور مرجانے پر بیعت کرني " عن یزید ابن عبید قال قلت لسلمة علی اي شيئ بایعهم النبي صلی الله علیه وسلم یوم الحدیبیة قال علی الموت " یعني صحیح بخاري میں یزید ابن عبیدالله سے حدیث نقل کي هی که اُنهوں نے یهه بات کهي که مینے سلمه سے پوچها که تمنے کس چیز پر پیغمبر خدا صلی الله علیه وسلم سے حدیبیه کے دن بیعت

کي تھي انہوں نے کہا کہ جھگڑنے پر قرینه اس حدیث سے معلوم هوا که حضرت کے وقت میں جہاد میں مضبوط رهنے اور مرنے پر بیعت هوتي تهي - چھٹي بیعت التمسک بحبل التقوی یعني پرهیزگاري کرنے اور شریعت پر چلنے کے لیئے بیعت کرتي " عن عبادة ابن صامت رضي الله عنه قال بایعنا رسول الله صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة والمنشط والمکرہ و ان لاتنازع الامر اهله و ان نقوم او نقول بالحق حیثما کنا لانخاف في الله لومة لائم " یعني صحیح بخاري میں عبادة ابن صامت رضي الله عنه سے یهه حدیث نقل کي هی که انہوں نے یهه بات کہي که همنے بیعت کي رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے اوپر کہا ماننے اور حکم بجالانے کے اوپر مرغوب و نا مرغوب پر اور اسپر که نه جهگڑینگے سردار سے اور یهه که جہاں کہیں هوں حق بات پر قایم رهینگے اور حق بات کہینگے نه ڈرینگے الله کي راہ میں ملامت کرنے والے کي ملامت سے " عن جریر ابن عبدالله رضي الله عنه قال بایعت النبي صلی الله علیه وسلم علی السمع والطاعة فلقنني فیما استطعت والنصح لکل مسلم " یعني صحیح بخاري میں جریر ابن عبدالله رضی الله عنه سے یهه حدیث نقل کي هی. که انہوں نے کہا که میںنے بیعت کي رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے اوپر کہا ماننے اور حکم بجالانے کے پهر سکهائي مجهکو وہ چیز جسکي مجهے طاقت تهي اور هر مسلمان کے لیئے خیر خواهي ف ان دونوں حدیثوں سے معلوم هوا که حضرت کے وقت میں گناهوں سے بچنے اور سنت پر چلنے اور احکام شرعي کے بجالانے پر بیعت هوتي تهي - یهه چهه طرح کي بیعتیں تو ثابت هوئیں اور ان سے سوا ساتویں طرح کي کوئي بیعت ثابت نہیں شاہ ولي الله صاحب نے بهي قول جمیل میں انہیں چهه بیعتوں کا ذکر لکها هی اور انہوں نے یهه بهي لکها هی که صحابه اور تابعین کے وقت میں بعضے سببوں سے ان میں سے بهي کوئي بیعت مروج نه تهي ایک مدت بعد صوفیه نے چهٹي قسم کي بیعت کو جاري کیا هی اب سمجهه لو که گناهوں سے بچنے اور سنت رسول الله پر چلنے اور اگلے گناهوں سے توبه اور استغفار کرنے کے لیئے اگر کوئي شخص صرف سنت رسول الله سمجهه کر کسي نیکبخت پرهیزگار لکهے پڑهے عالم آدمي سے بیعت کرے تو کچهه مضایقه نہیں بلکه سنت و مستحب هی مگر یهه بات که هم فلانے سلسله میں مرید هوئے اسکي کچهه اصل نہیں کیونکه یهه بیعت تو دراصل توبه هی پهر یهه کہنا که همنے فلانے خاندان میں توبه کي یا فلانے سلسله میں توبه کي اسکے کچهه معني نہیں همارے زمانه میں تو یهه حال هوگیا هی که مرید هوکر پیر کو اپنا حمایتي جانتے هیں اور شجرہ لیکر اسکو معافي کا پروانه سمجهتے هیں اور یوں جانتے هیں که همارے پیر همارے نزع کے وقت بهي کام آوینگے اور قبر میں بهي حمایت کو دوڑینگے اور اپنے کام نکالینگے

یہہ سمجھنا بالکل گمراھي ھی قبر میں اپنے اعمال کے سوا کچھہ کام نہیں آتا شجرہ لیجانے سے کیا فایدہ اپنا نامہ اعمال درست کرنا چاھیئے جو قبر میں بھي کام آوے اور قیامت میں بھي اور قیامت میں اللہ آپ انصاف کریگا پھر جبتک اللہ ھي فضل نکرے وھاں نہ پیر کی حمایت چلیگي نہ فقیر کي وہ ایسابرا وقت ھوگا کہ کوئي کسیکي سدہ نہ لیگا اپني نفسي نفسي میں گرفتار ھونگے نہ پیر کو مرید کي خبر رھیگي اور نہ مرید کو پیر کي وھاں یہہ نہیں پوچھا جانے گا کہ تو قادریہ خاندان میں مرید ھی یا نقشبندیہ میں یا چشتیہ خاندانکا مرید ھی یاسھر ورد کا وھاں صرف یہہ بات پوچھي جاویگي کہ کھو کیا لایا نیکي یا بھي متابعت رسول اللہ کي کي تھي یا نہیں پھر اللہ ھي کے فضل سے پیر کا بھي چھٹکارا ھی اور مرید کا بھي (بیت)

قدسي ندانم چون شود سوداے بازار جزا * او نقد آموزش بکف من جنس عصیاں در بغل

مطلب ساري تقریر کا یہہ کہ اگر تم مرید بھي ھو تو اُسیطرح ھو جس طرح رسول اللہ کی سنت میں ثابت ھوا ھی اور اگر ذکر اشغال بھي کرو تو اسیطرح کرو جسطرح کہ حضرت سے ثابت ھوا ھی کوئي بات اپني طرف سے مت بڑھاؤ کیونکہ دین کي بات میں زیادتي کمي کرني بدعت ھی اور جو بدعت ھی وہ گمراھي ھی خدا کے نام لینے میں بےشک برکت ھی مگر وہ برکت جب ھي تک ھی جبتک کہ اللہ کا نام اُسیطرح لیا جاوے جسطرح کہ خدا اور خدا کے رسول نے بتایا ھی " في التاتار خانیۃ والطوالع وقد صح انہ قیل لابن مسعود رضي اللہ عنہ ان قوماً اجتمعوا في مسجد یھللون و یصلون عن النبي صلی اللہ علیہ وسلم و یرفعون اصواتہم فذھب الیہم ابن مسعود رضی اللہ عنہ و قال ماعھدنا ھذا علی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ماارٰیکم الا مبتدعین فمازال یذکر ذالک حتی اخرجہم من المسجد ' و فی البحر الرایق لان ذکراللہ تعالی اذا قصد بہ التخصیص بوقت دون وقت او بشیئی دون شیئی لم یکن مشروعاً حیث لم یرد بہ لانہ خلاف المشروع " یعني تاتارخانیہ اور طوالع میں یہہ بات لکھي ھی کہ یہہ بات تحقیق ھی کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسینے کہا کہ کچھہ لوگ مسجد میں جمع ھیں اور لاالہ الا اللہ پڑہ رھے ھیں اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیج رھی ھیں اور پکار پکار کر پڑھتے ھیں پھر ابن مسعود اُن پاس گئے اور کہا کہ یہہ بات پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وقت میں نہ تھي اور میں تمکو نہیں جانتا مگر بدعتي اور یہي کہتے رھے یہاں تک کہ اُنکو مسجد میں سے نکلوا دیا اور بحرالرایق میں لکھا ھی کہ یہہ بات اس لیئے ھوئي کہ اگر اللہ کي یاد کرنیکو کوئي وقت یا کوئي چیز خاص کي جاوے جو شرع میں نہیں آئي تو وہ جایز نہیں کیونکہ خلاف

شرع هی اب خیال کرو کہ کلمہ پڑھنا اور درود پڑھنا کتنے بڑے ثواب کا کام هی مگر جبکہ وہ لوگ اس طرح نہیں پڑھتے تھے جس طرح کہ سنت رسول الله میں ثابت هوا هی تو حضرت ابن مسعود نے اُنکو بدعتی کہا اور مسجد سے نکالدیا پس اب جتنے ذکر اور اذکار شغل اشغال مشایخ کے هیں تین حال سے خالی نہیں یا یہہ کہ سنت رسول الله کے موافق هیں اُنکو تو سر اور آنکھوں پر رکھنا چاهیئے یا یہہ کہ شرع محمدیہ اور سنت مصطفویہ میں اسطرح پر ذکر اور شغل کرنا ناجایز نہیں بلکہ مباح هی تو اُن ذکروں کا بھی کچھہ مضایقہ نہیں مگر جو ذکر کہ سنت سے ثابت هوئے هیں اُن ذکروں کے سامنے ان ذکروں کی اتنی بھی حقیقت نہیں جیسے آفتاب کے آگے ذرہ بلکہ جس شخص کو الله تعالی نے نور ایمان کا اور محبت اپنے حبیب محمد رسول الله صلی الله علیہ و آلہ و سلم کی دی هی وہ اسبات کا مزا جانتا هوگا کہ بدعت کیسی هی هو حسنہ هو یا سئیہ اُس کا چھوڑنا اور اُس سے بیزاری کرنی اور محمد رسول الله صلی الله علیہ و سلم کی سنت پر قایم رهنا اور آپ هی کی سنت پر چلنا اور کیسی هی چھوٹی سنت هو اُس پر جان دینی دونو جہان کی نعمت سے اعلی اور اولی اور افضل هی کیونکہ سنت پر چلنے سے تو نور ایمانی زیادہ هوتا هی اور الله کے دربار میں رتبہ بڑہ جاتا هی اور بدعت کرنے سے ایک سنت اُٹھہ جاتی هی پھر فرض کرو کہ اگر بدعت کرنے میں گو وہ حسنہ هی کیوں نہو اگر همکو گٹھریاں کی گٹھریاں چھکڑے بھر بھر کو ثواب ملتا هو اور سنت پر چلنے سے ایک تل بھر تو همکو وہ تل بھر کافی هی اور وہ بہت سا ثواب درکار نہیں ' حالانکہ یہہ بات فرضی هی نہیں تو ظاهر هی کہ اگر تمام جہان کے چتن کیئے جاویں تو بھی ایک ادنی سنت کے ثواب برابر نہیں هوسکتا افسوس تم پروانہ سے بھی بدتر هوگئے دیکھو وہ شمع کا عاشق هی اور اُسکو آفتاب سے کچھہ غرض نہیں تم تو محمد رسول الله کی امت میں هو پھر تمکو بدعت حسنہ اور سئیہ سے کیا کام جو حضرت نے کہا اور کیا وهی کرو اور نئی بات سے کچھہ غرض نرکھو خواہ وہ حسنہ هو خواہ سئیہ کیا مسلمان هوکر تمہیں اچھا لگتا هی کہ رسول الله کی سنت تم میں سے اُٹھہ جاوے " عن غضیف بن الحارث الثمالی قال قال رسول الله صلی الله علیہ و سلم ما احدث قوم بدعة الا رفع مثلها من السنة فتمسک بسنة خیر من احداث بدعة یعنی مشکوة شریف کے باب الاعتصام بالسنة میں غضیف ابن حارث ثمالی سے حدیث نقل کی هی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہی کہ فرمایا پیغمبر خدا صلی الله علیہ و آلہ و سلم نے نہیں نکالی کسی قوم نے کوئی بدعت مگر اُٹھائی جاتی هی ویسی سنت پھر پکڑنا سنت کا بہتر هی نکالنی بدعت سے و عن حسان قال ما ابتدع قوم بدعة فی دینہم الا نزع الله من سنتہم مثلها ثم

لا یعیدها الیهم الی یوم القیامة ' یعني مشکوٰة شریف کے اسی باب میں حسان سے حدیث
نقل کي هی ' کہ أنھوں نے یہہ بات کہی ' کہ نہیں نکالتی کسی قوم بدعت اپنے دین میں
کوئي بدعت ' مگر کہ چھین لیتا هی الله أنسے ویسي هي سنت ' پھر نہیں پھیرتا أنکي طرف
وہ سنت قیامت تک ' ان دونوں حدیثوں سے معلوم هوا کہ جو چیزیں سنت هیں اگر
أنکو چھوڑ کر کوئي نئي بات نکالي جاوے اور فرض کرو کہ وہ بدعت حسنہ بلکہ احسن هي
هو مگر ایک سنت رسول الله کي اُس بدعت سے أٹھہ جاتي هی ' پھر هنکر تو یقین نہیں
آتا کہ مسلمان هوکر رسول الله کي سنت کے أٹھہ جانے پر راضي هو - اسیسي صورت یہہ هی
کہ اُس طرح پر ذکر کرنا شرع محمدیہ اور سنت مصطفویہ میں جائز نہیں بلکہ بدعت اور
ناجائز هی ' پھر اُس طرح پر ذکر کرنا هرگز نہیں چاهیئے ' خواہ اُسکے کرنے کو پیر کہے خواہ
پیرزادہ اور خواہ اُسکو کسي پیر نے کیا هو یا پیرزادہ نے ' هرگز اُسپر کان نہ دهرے اور شیطاني
وسوسہ جانے ' معلوم نہیں کہ لوگوں نے جناب پیغمبر خدا صلی الله علیه وآله وسلم میں کس
چیز کي کمي دیکھي هی کہ نئي بات نکالنے کے محتاج هوئے هیں ' سنت رسول الله تو وہ
چیز هی کہ اور اعمال سے قطع نظر ' اگر صرف ایک نماز هي پڑھیں وقت عالي لگاکر اور
دهیان جماکر اور یوں تصور کرکر کہ یہہ الله موجود هی جسکے سامنے میں نہایت ذلت سے
کھڑا هوں ' پڑھي جاوے تو ایسا رتبہ الله کے دربار میں حاصل هوتا هی کہ نہ کسي ذکر سے هو
نہ شغل سے ' اسیواسطے بزرگان متقدمین اهل سنت میں سے کہا هی کہ نماز معراج مومنین
کي هی (بیت)

دو یامداد گر آید کسی بخدمت شاہ * سیوم هر آئینہ پروے کند بلطف نگاہ

فکیف ربي وهو ارحم الراحمین ' یعني جب بڑا کے بادشاهوں کا یہہ حال هی کہ اگر دو دن
کوئي أنکو سلام کرے تو تیسرے دن أسپر مہرباني کرتے هیں ' پھر جب الله کے دربار میں دل
سے حاضري کیا کریگا تو میرا رب کیونکر مہرباني نکریگا وہ تو سب مہربانوں سے بڑا مہربان
هي ' نہ یہہ کہ نماز تو پڑھتے هیں مسجد میں اور دهیان هی صنمخانہ میں اور اسپر سنت
محمدیہ پر نام دهرتے هیں کہ برا هرج پڑ جانے سے تو ملانیکا ملنہ هي رہجاتا هی ' افسوس
اس مسلماني پر (بیت)

گر مسلماني همین است کہ حافظ دارد * وای گر از پس امروز بود فردائے

ان باتوں کو سنکر بعضے لوگ یوں کہنے لگتے هیں ' کہ اس حضوري هي کے حاصل کرنے کو
تو مرید هوتے هیں اور فقیروں پاس جاتے هیں اور وہ جو بتاتے هیں ذکر اشغال کرتے هیں '
حالانکہ یہہ سب سے بڑي نادانی هی کیونکہ یہہ بات بھي تو سنت رسول الله هي سے حاصل

هوتي هى ' کيونکه جب تم تهوان جماکر سنت طور پر نماز پڑهني شروع کروگے ' ايک دن نه جميگا دو دن نه جميگا تيسرے دن خود بخود جمنے لگيگا ' يهه تو کرتب کي بديا هى جو کريگا وه پاويگا ' ديکهو بهتيارة کا تنور ايسا گرم هوتا هى که أسکے سامنے تهيرا بهي نهين جاتا ' مگر جب أسکو عادت پڑ جاتي هى تو وه بے تکلف الٹ پلٹ ڈال ڈالکر روٹيان لگاتا هى ' جن فقيروں کے خيال مين تم پهنسے هو وه بهي تو کرتب هي کي بات هى ' کيونکه جسطرح وه شغل بتاتے هين اگر أس طرح پر لگرو تو بهي تو تمکو خاک نهين ملتا ' پهر تمکو کيا بلا هوگئي هى که سنت رسول الله کو تو چهوڑتے هو ' اور نئي بلا مين پهنستے هو ' حاصل يهه که سنت رسول الله کو مت چهوڑ پير بهي بنو تو سنت هي پر بنو اور مريد بهي بنو تو سنت هي پر بنو ' بزرگون کي خدمت مين حاضر هو اور جو مطيع سنت رسول الله هو أسکي صحبت اختيار کرو ' که تمکو بهي نيک صحبت کي برکت پهونچے اور تمکو بهي اتباع سنت نصيب هو ' کيونکه صحبت نيک مين بڑي تاثير هى " عن ابي موسى قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم مثل الجليس الصالح و السوء کحامل المسک ونافخ الکير فحامل المسک اما ان يحذيک و اما ان تبتاع منه و اما ان تجد منه ريحاً طيبة و نافخ الکير اما ان يحرق ثيابک و اما ان تجد منه ريحاً خبيثة " يعني بخاري شريف کے باب الحب في الله و من الله مين ابى موسى سے يهه حديث نقل کي هى که أنهون نے يهه بات کهي که فرمايا رسول خدا صلى الله عليه وسلم نے که اچهے اور برے آدمي کي صحبت کي مثال عطار کي سي اور بهٹي دهونکنے والے کي سي هى پهر عطار يا تو تجهے بهي أس خوشبوے مين سے ديگا يا تو أس مين سے خريديگا يا أسمين سے کچهه خوشبوے تجهکو پهونچ هي رهيگي اور بهٹي دهونکنے والا يا تو تيرے کپڑے جلاديگا اور يا تجهکو بدبو پهونچيگي ف اس حديث سے معلوم هوا که صحبت نيک عجب چيز هى آدمي کو صحبت نيک اختيار کرني چاهيئے اور اگر کوئي صحبت نيک نه ملے تو پهر حديث اور قرآن کي صحبت سے بهتر کوئي صحبت نهين آدمي دفرات حديث و قرآن پڑها کرے اور أس کے معنون پر غور کرے وه صفائي باطن اور تقرب الى الله حاصل هوتا هى که کسي چيز سے نهين هوتا ' الحمدلله که تمنے مريد هونے کے بهي معني جانے اب يهه بهي جان لو که مريد کسے کهتے هين ' عن سفيان ابن عبدالله الثقفي قال قلت يا رسول الله قل لي في الاسلام قولا لااسال عنه احداً بعدک و في رواية غيرک قال قل آمنت بالله ثم استقم ' يعني مشکوة شريف کي کتاب الايمان مين سفيان بن عبدالله الثقفي سے يهه حديث نقل کي هى که أنهون نے يهه بات کهي که مينے جناب پيغمبر خدا صلى الله عليه و سلم کي جناب مين عرض کيا که آپ مجهے ايسي بات اسلام کے مقدمه مين فرماوين

که آپ کے بعد اُس کے پوچھنے کي حاجت نرهے اور ایک روایت میں هی که اور کسي سے پوچھنا نهپڑے آپ نے فرمایا که یوں کهه که الله پر ایمان لایا میں اور پهر اسي پر قایم ره
ف اس حدیث سے معلوم هوا که پورا مرید وهي هی که جو الله کي راه پر قایم رهے اور باقي سب زٹل هی الحمدلله اولاً و آخراً والصلوة والسلام علی رسوله ظاهراً باطناً *

تمت تمام شد

راه سنت

در

رد بدعت

بسم الله الرحمن الرحیم

مولفه سنه ۱۲۹۷ هجري مطابق سنه ۱۸۵۰ ع

مناجات

الهي میں هوں بندہ بس گنهگار * که بهاگا در سے تیرے دن میں سو بار
الهي در بدر بهٹکا پهرا میں * نه آسودہ هوا هرگز ذرا میں
الهي نفس و شیطاں نے ستایا * نه جانا تها جهاں رسته بتایا
الهي هر طرف سے پهر پهرا کر * پڑا هوں تیرے دروازہ په آکر
الهي تو شهنشاہ جهاں هی * الهي دوسرا تجهسا کهاں هی
نهیں قادر الهي کوئي تجهسا * نهیں عاجز الهي کوئي مجهسا
الهي تو غني میں بے نوا هوں * الهي شاہ تو هي میں گدا هوں
الهي تو غفور اور میں گنهگار * الهي تو کریم اور میں گرفتار
الهي تو قوي اور ناتواں میں * خداوندا کهاں تو اور کهاں میں
کیا میںنے نه تها مجهکو سزاوار * تو اب وہ کر جو هی تجهکو سزاوار
الهي بخشدے اپنے کرم سے * چهڑادے دین اور دنیا کے غم سے
الهي آسرا رکهتا هوں تیرا * تو کردے خاتمه باخیر میرا
الهي هیں سبهي محتاج تیرے * الهي بخش دے ماباپ میرے
الهي ترک دنیا کا کروں میں * تیري هي یاد میں آخر مروں میں
نرکهوں کچهه غرض شاہ و گدا سے * جوکچهه چاهونسو چاهوں تجهه خدا سے
الهي سینهٔ بریاں عطا کر * الهي دیدهٔ گریاں عطا کر
الهي عشق میں احمد کے رکهه چور * هی بیمار محبت اُس کا مغفور
الهي درد عشق مصطفی دے * پهر اُس کے وصل کي مجهکو دوا دے
الهي مجهکو کر خاک مدینه * لگادے گهات سے میرا سفینه
الهي نجني من کل ضیق * بجاہ المصطفی مولی الجمیع
و هب لي في مدینته قراراً * بایمان و دفن بالبقیع

سنو بھائي مسلمانوں ہمارے زمانہ میں بدعت کا ایسا زور ہوا ھی کہ سنت کے نام سے لوگ بھاگتے ھیں اگر سنت کا نام لو تو وھابي اور معتزلي کہلاؤ اور اگر بدعت پر بدعت کرتے جاؤ تو الله کے ولي بن جاؤ اب تو یوں ٹھہرگیا ھی کہ جو سنت پر چلے وہ وہابي اور جو بدعت کرے وہ ولي ایک بزرگ کا قول ھی کہ اگلے زمانہ میں بعضے بزرگوں نے ایسا کیا ھی کہ جب بہت سے لوگ اُنکے معتقد ھوجاتے اور ھروقت اُنکے گرد رھتے اور اس سبب سے اُن کي اوقات میں خلل پڑتا تو اُنکا عقیدہ توڑنے اور اپنا پیچھا چھوڑانے کو ایک چھوٹي سي سنت کو چھوڑ دیتے تھے تاکہ لوگ بے اعتقاد ھو جاویں اور ملامت کریں کہ یہہ تو تارک سنت ھی اس کے پاس پھٹکنا نہیں چاھیئے اب یہہ زمانہ آگیا ھی کہ اگر کوئي یہہ چاھے کہ مجھے لوگ برا کہیں اور میرے پاس نہ پھٹکیں وہ پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم کي سنت کا اتباع کرے کہ اس زمانہ میں یہي بات اُس کے برا کہنے کو کافي ھی — مصرع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا — افسوس کیا زمانہ تھا کہ اگلے لوگ سنت رسول الله صلعم پر جان دیتے تھے اور اب جو سنت پر چلے اُس پر نام دھرا جاتا ھی کوئي نہیں پوچھتا کہ پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم کے وقت میں کیا ھوتا تھا اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کیا کرتے تھے ایا اُن کے ھاں بھي مرنا جینا شادي غمي ھوتي تھي وہ بھي خدا کے طالب تھے دنیا سے بھاگتے تھے اُنہوں نے کیا کیا وھي ھم بھي کریں کونسي چیز اُس زمانہ میں نہوتي تھي جو اب نئي ھوگئي کہ نئي بات کا نکالنا پڑا اور جن زمانوں کے اچھے ھونے کي حضرت صلعم نے خبر دي اُنکي پیروي چھوڑنے کي کیا ضرورت پیش آئي "عن عمران بن حصین قال قال رسول الله صلی الله علیه و سلم خیر اُمتي قرني ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم ثم اِن بعد هم قوماً یشهدون ولایستشهدون و یخونون ولا یؤتمنون و ینذرون ولا یفون و یظهر فیهم السمن" یعني مشکاۃ شریف کے باب مناقب الصحابہ میں عمران ابن حصین سے نقل کي ھی کہ اُنہوں نے یہہ بات کہي کہ رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے فرمایا کہ میري اُمت میں سب سے اچھے میرے اصحاب ھیں پھر میرے اصحاب کے ملنے والے پھر اُن ملنے والوں کے ملنے والے پھر اُن کے بعد لوگ ھونگے کہ گواھي دینگے اور کوئي اُن سے گواھي نہ لیگا اور خیانت کرینگے اور دیانت دار نہونگے اور وعدہ کرینگے اور پورا نکرینگے اور ھرطرح کا مال کھا کر موٹے ھوجاوینگے ف اس حدیث سے معلوم ھوا کہ ساري اُمت سے اچھے تو صحابہ تھے اور اُنکے بعد تابعین اور اُنکے بعد تبع تابعین باقي اُمت سے اچھے ھیں پھر جو خصلتیں اور عادتیں اور عبادتیں اُن لوگوں میں موجود تھیں وھي اچھي ھیں اور باقي سب ناکارہ پھر کیسا ھي بڑا عالم اور کتناھي بڑا فقیر اور کیسا ھي پیر اور کیسا ھي پیرزادہ ھو اگر اُسکي باتیں ایسي ھیں جیسي اُن لوگوں کي تھیں تو وہ تو سب کا سرتاج ھی اور نہیں تو کچھہ بھي نہیں لے بھائي مسلمانوں یقین جان لو کہ کبھي پیر یا فقیر کے نکالے ھوئے

طریقہ پر چلنے سے نستارا نہیں ہونے کا صرف رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت
اور آپ کے خاص لوگوں کی طریقت پر چلنے سے چھٹکارا ہی " عن عبداللہ ابن عمر و
قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم لیاتین علی امتي کما اتی علی بني اسرائیل حذو
النعل بالنعل حتی ان کان منہم من اتی امہ علانیۃ لکان في امتي من یصنع ذلک و ان
بني اسرائیل تفرقت علی ثنتین و سبعین ملۃ و تفرق امتي علی ثلث و سبعین ملۃ کلہم
فی النار الا ملۃ واحدۃ قالوا من ھي یا رسول اللہ قال ماانا علیہ و اصحابي " یعني مشکواۃ
شریف کے باب الاعتصام بالسنۃ میں عبداللہ ابن عمرو سے یہہ حدیث نقل کي ہی کہ اُنہوں نے
یہہ بات کہي کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میري امت پر بھي ایسا زمانہ
آویگا جیسا بني اسرائیل پر آیا تھا ہو ہو یہاں تک کہ اگر اُن میں سے کسي نے بےدھڑک
اپني ماں کے ساتھہ برا کام کیا تھا تو میري امت میں بھي ایسا ھي کرینگے اور بني اسرائیل
تو بہتر راہ پر ہوگئے تھے اور میري امت کے لوگ تہتر راہ ہونگے سارے کے سارے دوزخ میں
جاوینگے مگر ایک راہ والے دوزخ میں نہیں جانے کے لوگوں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ وہ
کون سي راہ ھی آپ نے فرمایا کہ جس راہ پر میں ہوں اور میرے اصحاب یعني اُس راہ
پر جو لوگ ہونگے دوزخ میں نہیں جانے کے ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس بات
میں نجات ھی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کي سنت اور صحابہ کي طریقت ھی
پھر اے بھائي مسلمانوں تم بھي رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کي سنت اور صحابہ کي
طریقت کو پکڑو اور بدعت کو چھوڑو اور اپنے باپ دادا کي رسمیں مٹنے کا دھیان مت
کرو اس لیئے کہ باپ دادا کي رسموں کے بدلے رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کي سنت
مہنگي نہیں ھی بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کي سنت تو وہ نعمت ھی کہ اگر
دونوں جہان کے بدلے ھاتھہ لگتي ہو تو بھي سستي ھی (بیت)

بوے کزاں عنبر لرزاں دھي * گر بدو عالم دھي ارزاں دھي

یہہ تو خیال میں نہیں آتا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ و سلم کا کلمہ پڑہ کر اور مسلمان
کہلاکر آدمي بدعت کو برا نجانے مگر حدیث میں جو بدعت کا لفظ آیا ھی شاید تمکو
اُس کے معني معلوم نہیں تو چلو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم ھي کي حدیث سے
اُس کے معني بھي پوچھہ لیں کیونکہ مثل مشہور ھی (مصرع)

تصنیف را مصنف نیکو کند بیاں

پہلي قسم کي بدعت کا بیان

عن عرباض بن ساریۃ قال صلي بنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم ذات یوم ثم اقبل
علینا بوجہہ فو عظنا موعظۃ بلیغۃ ذرفت منہا العیون و و جلت منہا القلوب فقال رجل یا

رسول الله كان هذه موعظة مودع فاوصينا فقال اوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة و ان كان عبدا حبشيا فانه من يعش منكم بعدي فسيرى اختلافا كثيرا فعليكم بسنتي و سنة خلفاء الراشدين المهديين تمسكوابها و عضوا عليها بالنواجذ واياكم و محدثات الامور فان كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة " يعني مشكواة شريف كے باب الاعتصام بالسنة بن عرباض ابن ساريہ سے يہہ حديث نقل كي هى كه انهوں نے يہہ بات كهي كه رسول خدا صلى الله عليه وسلم نے ايک دن همكو نماز پڑهوائي پهر همارى طرف مونهه كر كر متوجهه هوئے پهر همكو نصيحت كي بہت اچهي نصيحت كه اس نصيحت كے سبب آنكهوں سے آنسو بهه نكلے اور اس سے دل كانپ گئے پهر ايک شخص نے عرض كيا كه يا رسول الله يہه نصيحت تو رخصت كرنے والے كي سي هى پهر همكو كچهه وصيت بهي كرديجيئے پهر حضرت نے فرمايا كه ميں تمكو الله كے ساتهه پرهيزگاري كرنے كي وصيت كرتا هوں اور سردار كا كہا ماننے اور حكم بجالانے كي اگرچه حبشي غلام هي كيوں نهو يہه بات ٹهيک هى كه ميرے پيچهے جو كوئي تم ميں سے جيتا رهيگا وہ بہت سے اختلاف ديكهے گا پهر ميري سنت اور ميرے خلفاے راشدين كي سنت پر چلو كه ان كو هدايت هوگئي هي اسي پر بهروسا كرو اور اسي كو دانتوں سے مضبوط پكڑے رهو اور بچو تم نئي نئي چيزوں سے پهر اس ميں كچهه شک نهيں كه جو نئي چيز هى بدعت هى اور جو بدعت هي گمراهي هى " و عن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه و سلم اما بعد فان خير الحديث كتاب الله و خير الهدى هدى محمد و شر الامور محدثاتها و كل بدعة ضلالة " يعني اور مشكواة شريف كے اسي باب ميں جابر سے يہه حديث نقل كي هي كه انهوں نے يہه بات كهي كه رسول خدا صلى الله عليه و سلم نے فرمايا كه الله كي تعريف كے بعد يہه بات هى كه سب سے اچها كلام كلام الله هى اور سب سے اچهي راہ محمد كي هى اور بد ترين چيزوں كي نئي نكلي هوئي چيزيں هيں اور جو بدعت هى گمراهي هى ف ان حديثوں ميں دو لفظ آئے هيں ايک تو محدثات اور دوسرا امور جن كا ترجمه نئي چيزيں هى اور ان دونوں لفظوں كے معني معلوم هونے سے بدعت كے معني بهي معلوم هوجاتے هيں كيونكه رسول الله نے فرمايا هى كه جو نئي چيز هى بدعت هى تو جب نئي چيز كے معني معلوم هوجاوينگے تو بدعت كے معني بهي معلوم هوجاوينگے اب سنو كه نئي چيز اسے كہتے هيں كه نه تو وہ چيز اگلے زمانه ميں هو اور نه اس كي مانند اور كوئي چيز هو مثلا نئي توپي سيني يا تازي روتي پكانے يا نئي تلوار بنانے كو باوجوديكه يہه سب چيزيں نئي هوتي هيں مگر انكو كوئي شخص نئي چيز نهيں كهتا تو اس كا يهي سبب هى كه اگرچه يہه توپي جو اب سي گئي هى يا يہه روتي جو اب پكائي گئي هى يا يہه تلوار جو اب بنائي گئي هى اگلے زمانه ميں يہه تو نه تهي مگر اس طرح كي توپي اور اسطرح كي روتي اوراس طرح كي تلوار اگلے زمانه ميں بهي هوتي تهي اس واسطے ان چيزوں

کو یہہ تو کہینگے کہ یہہ نئي توپي اور یہہ تازي روتي اور یہہ نئي تلوار هی مگر یہہ کوئي نہیں کہنے کا کہ یہہ نئي چیز هی اِس سے معلوم هوا کہ نئي چیز وهي هی کہ جو اگلے زمانہ میں نہ وہ چیز تهي اور نہ اُس کي مانند اور کوئي چیز کیونکہ اگر وہ چیز خود اگلے زمانہ میں تهي تو اُس کے نئے نہونے میں تو کچھہ کلام هي نہیں اور جو چیز کہ اب هی اور ویسي هي ایک اور چیز اگلے زمانہ میں تهي تو گویا یہہ حال کي چیز بهي اگلے هي زمانہ کي هوئي اور اس واسطے اللہ صاحب نے فرمایا هی فاعتبروا یا اُلي الابصار یعني اے سمجھہ والو ایک چیز کا حال دیکھہ کر اُسي طرح کي دوسري چیز کا بهي ویساهي حال سمجھہ لو اور شرع میں اسي بات کا نام قیاس هی پهر ایک چیز کا دوسري چیز پر قیاس کرنا نئي بات نہوئي کیونکہ قیاس کرنیکا تو اللہ نے حکم دیا هی اور نئي چیز کو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے برا بتا دیا هی کہ شرالامور محدثاتہا یعني بدترین چیزوں کي نئي نکلي هوئي چیزیں هیں پهر اللہ تعالی بُري بات کا کیوں حکم دیتا اس سے معلوم هوا کہ اگر پہلي چیزوں کي مانند اب کوئي چیز هو تو وہ نئي چیز نہیں هی اور یہہ بهي جان لینا چاهیئے کہ اگلے زمانہ سے وهي زمانہ مراد هی جسکے اچھے هونے کي رسول مقبول صلی اللہ علیہ و سلم نے خبر دي هی اور وہ زمانہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم کا هی اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین رضي اللہ عنهم کا خیر اُمتي قرني ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم یعني رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے فرمایا کہ میري اُمت میں سب سے اچھے میرے اصحاب هیں پهر میرے اصحاب کے ملنے والے پهر اُن ملنے والوں کے ملنے والے بس اب نئي چیز وهي هوگي کہ اُن زمانوں میں نہ وہ چیز هو اور نہ اُس کي مانند دوسري چیز کیونکہ جو چیز کہ حضرت کے وقت میں تهي وہ تو ٹهیٹ سنت هی اور جو چیز کہ اِن تینوں زمانوں میں تهي وہ بهي سنت هي هی کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے اِن زمانوں کے اچھے هونے کي خبر کردي اور صحابہ کے طریقہ پر چلنے کا حکم دے دیا " علیکم بسنتي و سنۃ خلفاء الراشدین المهدیین " یعني میري سنت اور خلفاے راشدین کي سنت پر چلو کہ اُنکو هدایت هوگئي هی اور یہہ بهي جانلو کہ همنے جو یہہ بات کہي هی کہ جو چیز کہ حضرت کے زمانہ میں یا اِن تینوں زمانوں میں تهي وہ سنت هی اِس کے یہہ معني هیں کہ یا تو اُس چیز کو حضرت نے آپ کیا اور یا اُس کے کرنے کا حکم دیا هو یا اور کسي نے کیا هو اور آپ نے خبر پاکر منع نکیا هو یہہ تو اُس چیز کا حضرت کے وقت میں هونا هی اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں اُس چیز کے هونے کے یہہ معني هیں کہ اُن زمانوں میں سے کسي زمانہ میں بے کهٹکے اُس کا رواج هوگیا هو اور کسیقدر اُسکو برا نجانا هو نہ یہہ کہ کسي اکا دکا نے اُسے کیا هو یا اُس کے کرنے والوں کو لوگوں نے براجانا هو کیونکہ اسطرح کي بات معتبر نہیں هوتي اور اُس کا هونا نہونے هي کے برابر هوتا هی اور اُس کا سبب یہہ هی کہ حدیث میں جو یہہ

لفظ آیا هی که "ما انا علیه و اصحابي" اِس لفظ سے صحابه کي عادت مراد هی کیونکه ابن مسعود رضي الله عنه نے صحابه کي راہ پر چلنے کے یهه معني بتائے هیں" عن ابن مسعود رضی الله عنه قال من کان مستناً فلیستن بمن قدمات فان الحي لاتومن علیه الفتنة اولئک اصحاب محمد صلی الله علیه و سلم کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوباً و اعمقها علماً و اقلها تکلفاً اختارهم الله لصحبته نبیه ولقامة دینه فاعترفوا لهم فضلهم و اتبعواهم علی اثرهم وتمسکوا بما استعطتم من اخلاقهم و سیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم رواه رزین" یعني مشکواة شریف کے باب الاعتصام بالسنة میں لکها هی که رزین نے ابن مسعود رضي الله عنه سے یهه بات نقل کي که اُنهوں نے کہا که اگر کوئي شخص کسي کي راہ پر چلنا چاهے تو اُن لوگوں کي راہ پر چلے جو مرگئے هیں کیونکه جیتوں پر فتنه میں نه پڑنے کا بهروسه نهیں هوتا هی اور وہ لوگ محمد رسول الله صلی الله علیه و سلم کے اصحاب تهے اِس ساري امت کے لوگوں سے بهتر بهت صاف دل اور بڑے عالم اور بهت بے تکلف اُنکو الله نے اپنے نبي کي صحبت اور اُس کا دین مستحکم کرنے کے لیئے پسند کیا تها پهر تم اُنکي بزرگي پر خیال کرو اور اُنکے قدم بقدم چلو اور جتنا هوسکے اُنکے اخلاق اور اُنکي عادتوں کو پکڑو اس میں کچهه شک نهیں که وہ سیدهي راہ پر تهے ف اِس حدیث سے معلوم هوا که ما انا علیه و اصحابي سے یهه هي مراد هی که صحابه کے اخلاق اور اُنکي عادتوں کو پکڑنا چاهیئے اور یهه قاعده هی که جب اسطرح پر بات کهي جاتي هی که فلانے لوگوں کي یهه عادت هی تو اُس سے وهي بات مراد هوتي هی جسکا اُن لوگوں میں رواج هو نه وہ بات که اتفاقاً کسي اکا دکا آدمي نے اُس کو کرلیا هو یا اُس کے کرنے والوں کو لوگ برا جانتے هوں کیونکه ایسي بات کو عادت نهیں کهتے اِس کي ایسي مثال هی که جیسے حبشیوں میں کچا گوشت کهانے کا رواج هی که اکثر حبشي کچا گوشت کهاتے هیں اور کوئي حبشي اُسکو برا نهیں جانتا گو کسي ایک آده حبشي نے نه بهي کهایا هو مگر یهه کهه سکتے هیں که کچا گوشت کهانا حبشیوں کي عادت هی اور اگر اتفاق سے کوئي هندوستاني بهي کچا گوشت کهالے یا هندوستاني لوگ کچا گوشت کهانے والوں پر نام دهریں تو یهه کوئي نهیں کهنے کا که کچا گوشت کهانا هندوستانیوں کي بهي عادت هی غرض که عادت اُسي کو کهتے هیں که جسکا بے کهٹکے رواج هوگیا هو اور اُس کے سوا ایک اور بات هی که رسول خدا نے فرمایا هی ما انا علیه و اصحابي یعني جس طریقه پر میں هوں اور میرے اصحاب اور یهه قاعده هی که اگر بهت سي چیزوں کو اپني طرف نسبت کرکر بیان کیا جاوے تو اُس سے وہ سب چیزیں مراد هوتي هیں یهه نهیں هوتا که کچهه تو اُن میں سے مراد هوں اور کچهه نه هوں مثلاً کسي شخص کے بهت سے بهائي هوں اور وہ یهه کهے که اِس حویلي میں میرے بهائیوں کي شرکت هی تو اِس سے یهي سمجها جائیگا که اُس کے جتنے بهائي هیں سب کے سب شریک هیں اسیطرح رسول خدا صلی الله

علیه و سلم نے فرمایا هی میرے اصحاب که اِس لفظ سے یہي سمجھا جاتا هی که سارے اصحاب
مراد هیں اور سارے صحابیوں کا کسي بات پر متفق هو جانا دو هي طرح پر هوسکتا هی یا یہه که
سب صحابي اُس بات کو کریں یا اکثر کریں اور باقي برا نه جانیں اور اِسي بات کا نام رواج
هی اور اِسي طرح رسول مقبول نے فرمایا هی خیر امتي قرني یعني میري امت میں سب
سے اچھے میرے زمانه کے لوگ هیں تو اِس سے یہي بات سمجھي جاتي هی که اُن لوگوں
میں جو یہه چیزوں کا رواج هی وہ اچھي هیں نه یہه که اگر کوئي شخص اتفاقاً بشریت
سے کوئي کام کر بیٹھے وہ بھي اچھا هوجاویگا اِس کي ایسي مثال هی که جیسے کوئي یوں
کہے که اِس زمانه کے لوگ بڑے فضول خرچ هیں تو اِس سے یہي سمجھا جاویگا که اِس
زمانه کے لوگوں میں شادي اور غمي اور مرنے جینے اور پہننے اوڑھنے اور کھانے اور پینے میں
بہت سے روپیه خرچ کرنے کا رواج هی اگرچه کوئي ایک آده آدمي فضول خرچ نه بھي هو
غرض که جس چیز کي عادت پڑگئي هو اور جسکا رواج هوگیا هو وهي چیز هونے میں
داخل هی نهیں تو اُس کا هونا اور نه هونا برابر هی بس اب نئي چیز کے معني یہه
ٹھہرے که نه وہ چیز اور نه اُس کي مانند دوسري چیز رسول خدا صلی الله علیه و سلم کے
زمانه میں هو اور نه اُس چیز کا اور نه اُس کي مانند دوسري چیز کا اُن تینوں وقتوں میں
بے کھٹکے رواج هوگیا هو اب جہاں کہیں نئي چیز کا ذکر آوے یہي معني سمجھنا مگر اتني
بات اَور سمجھه لیني چاهیئے که نئي چیز تو هر طرح کي بات کو کہتے هیں خواه دین کي بات
هو خواه دنیا کي مگر اِس جگهه صرف دین کي بات مراد هی " عن رافع ابن خدیج قال قدم
نبي الله صلی الله علیه و سلم المدینة و هم یابرون النخل فقال ما تصنعون قالوا کنا نصنعه قال لعلکم
لولم تفعلوا کان خیراً فترکوه فنقصت قال فذکروا ذلک له فقال انما انا بشر اذا امرتکم بشیء من امر
دینکم فخذوبه واذا امرتکم بشيء من رای فانما انا بشر " یعني مشکواة شریف کے باب الاعتصام
بالسنة میں رافع ابن خدیج سے یہه حدیث نقل کي هی که اُنھوں نے یہه بات کہي که رسول
خدا صلی الله علیه و سلم مدینه میں تشریف لائے اور مدینه والے کھجوري میں کھجورے کا مادا
دیتے تھے پھر حضرت نے پوچھا که یہه کیا کرتے هو اُنھوں نے کہا که هم تو یونهیں کیا کرتے
هیں آپ نے فرمایا که اگر نکرو تو شاید اچھا هو پھر لوگوں نے ملوا دینا چھوڑ دیا مگر اُس
برس کھجوریں کم پھلیں لوگوں نے حضرت کے سامنے اِس کا ذکر کیا آپنے فرمایا که بات یوں
هی که میں بھي آدمي هوں جب تمہارے دین کي کوئي بات بتاؤں اُس کو تو بجالاؤ
اور دنیا کي جتني باتیں کو اپني عقل سے کہوں تو پھر میں بھي آدمي هي هوں ف اِس
حدیث سے معلوم هوا که رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے جو نئي چیزوں کو برا بتایا هی
اُن نئي چیزوں سے دین هي کي بات مراد هی دنیا کے کاموں سے کچھه غرض تهیں اور دین
کي بات اُسے کہتے هیں جس سے شرع کے حکم علاقه رکھتے هوں اور شرع کے حکم پانچ چیزوں

سے متعلق ھیں ایک تو عقاید ہے کہ آدمي اپنا عقیدہ کیسا رکھے جیسے کہ اللہ کو ایک جاننا اور شرک نکرنا کیونکہ اللہ کو ایک سمجھنا مسلمان ھونے کي بنیاد ھی اور شرک کرنا مسلماني کو ڈھانا ھی دوسرے اخلاق ہے کہ آدمي اپنے میں کس طرح کا خلق پیدا کرے جیسے رحم دل ھونا اور سخت دل نہونا کیونکہ رحم دل پر اللہ رحمت کرتا ھی اور سخت دل اللہ کي رحمت سے دور ھوتا ھی یا توکل کرنا اور حریص نہونا کیونکہ توکل کرنے سے اللہ صاحب کے دربار میں رتبہ بڑھتا ھی اور حرص کرنے سے قدر گھٹتي ھی تیسرے اُن باتوں سے جو آدمي کے دلپر ایک کیفیت اچھي یا بري چھا جاتي ھی جیسے اللہ کي محبت دل پر چھاني اور سب کي محبت دل سے نکلني اللہ کي رضامندي کا سبب ھی اور اللہ کے دشمنوں کي محبت جمني اللہ کي خفگي کا باعث ھی چوتھے اُن باتوں سے جو آدمي اپني زبان سے کہتا ھی جیسے گناھوں سے توبہ کرنے میں اللہ مہربان ھوتا ھی اور دین کے کاموں میں رویت کرنے سے جسکا نام صلح کُل رکھا ھی اللہ کي مہرباني جاتي رھتي ھی پانچویں اُن باتوں سے جو آدمي اپنے ھاتھہ پاؤں آنکھہ ناک سے کرتا ھی جیسے جہاد کرنے سے جنت میں درجہ بڑھتا ھی اور مسلمان کے مارنے سے دوزخ میں پڑتا ھی غرض کہ شرع میں انھیں پانچ چیزوں سے بحث ھی کہ انھي پانچوں چیزوں میں سے کسي کے کرنے کا حکم ھوتا ھی اور کسي کے نکرنے کا حکم ھوتا ھی اور اِن پانچوں چیزوں کو اگر عبادت کے طور پر کریگا تو اور اگر عادت کے طور پر کریگا تو اور اگر دنیا کے معاملہ کے طور پر کریگا تو انھي سے شرع کے حکم متعلق ھیں کیونکہ جسطرح شرع کے حکم عبادت سے متعلق ھیں اُسي طرح عادت اور دنیا کے معاملہ سے بھي متعلق ھیں جیسے کہ حدیث شریف میں آیا ھی کہ تین دفعہ کرکر خوشبوے لگاني اور تین سلائي سرمہ دینا اللہ کے نزدیک اچھا ھی اور بائیں ھاتھہ سے کھانا کھانا برا حالانکہ یہہ تو ایک عادت کي بات ھی یا یہہ کہ حدیث شریف میں آیا ھی کہ ایمان داري سے سوداگري کرني قیامت میں نفع دیگي اور کلام اللہ میں آیا ھی کہ سود کھانا قیامت میں نقصان دیگا حالانکہ یہہ تو دنیا کے معاملات کي بات ھی غرض کہ شرع کے احکام جس طرح عبادت سے متعلق ھیں اسي طرح عادت سے اور دنیا کے معاملات سے بھي متعلق ھیں اور سبب اس کا یہہ ھی کہ شرع کے احکام آدمي کا ظاھر اور باطن دونوں درست ھونے کو اُترے ھیں پھر ظاھر کي درستي جب ھي ھوتي ھی جب آدمي اپني عبادت اور عادت اور معاملہ کو درست کرے اور باطن کي درستي جب ھوتي ھی جب آدمي اپنا عقیدہ اور دل کے حالات خدا اور خدا کے رسول کے حکم بموجب درست کرے

اندرون را زجہل خالي دار * تا درو نور معرفت بیني

اور یہہ بھي سمجھنے کي بات ھی کہ جسطرح شرع میں اِن پانچوں چیزوں میں سے کسي کے کرنے اور کسي کے نکرنے کا حکم ھی اِسیطرح بعضے حکموں میں ایک قید لگادي جاتي

هی اور اُس کي حد معین کردي جاتي هی اور اُس کي ایک شرط تهیرادي جاتي هی جیسے وضو بغیر نماز کا نهونا یا مقدور بغیر حج کا فرض نهونا تو اِسطرح کي باتیں بهي دین هي کي باتوں میں داخل هیں اور ان میں بهي نئي بات نکالني دین هي کي بات میں نئي بات نکالني هی کیونکه ان باتوں سے بهي شرع کے حکم متعلق هیں اِن حدیثوں سے بدعت کے یهه معني معلوم هوئے که جو عقیدہ اور بات چیت اور دل پر کے حالات اور عبادت اور عادت اور معامله که نیا هو یعني نه وہ اور نه اُس کے مانند دوسري چیز رسول الله صلی الله علیه و سلم کے زمانه میں هو اور نه اُس کا اور نه اُس کے مانند دوسري چیز کا صحابه اور تابعین اور تبع تابعین کے وقتوں میں بے کهٹکے رواج هوگیا هو اور کوئي شخص اُس کو قیامت میں فائدہ مند سمجهه کر کرے یا مضر جانکر چهوڑ دے یا کسي عبادت یا معامله کے رکن یا شرط یا لوازم سے جان کر کرے یا اُس کے برخلاف سمجهه کر چهوڑ دے اُس کو تهیت بدعت کهتے هیں جسکے حق میں رسول مقبول صادق مصدوق نے فرمایا که شرالامور محدثاتها یعني بدترین چیزوں کي نئي چیزیں هیں اب دیکهه لو که جو اسطرح کي نئي باتیں هیں وہ تهیت بدعت هیں *

دوسري قسم کي بدعت کا بیان

اس کے سوا همارے زمانه میں ایک اَور طرح کي بدعت کا زور هی که جس میں اکثر خواص لوگ بهي مبتلا هیں مثلا ایک بات تو شرع میں هی مگر اُس میں ایک اَور ایسي بات بڑها گهٹا دیتے هیں که وہ سنت سے بدعت هوجاتي هی چنانچه اب هم اِس بدعت کا بیان کرتے هیں " عن عایشة قالت قال رسول الله صلی الله علیه و سلم من احدث في امرنا هذا مالیس منه فهو رد " یعني مشکواۃ شریف کے باب الاعتصام بالسنة میں حضرت عایشه رضي الله عنها سے یهه حدیث نقل کي هی که اُنهوں نے یهه بات کهي که رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے فرمایا که جس نے همارے اِس شریعت میں نئي چیز نکالي که جو اُس میں سے نهیں هی تو وہ چیز مردود هی " و عن انس قال جاء ثلثه رهط الی ازواج النبي صلی الله علیه و سلم یسئلون عن عبادة النبي صلی الله علیه و سلم فلما اخبروا بها کانهم تقالوها فقالوا این نحن من النبي صلی الله علیه و سلم و قد غفرالله له ماتقدم من ذنبه و ما تاخر فقال احد هم اما انا فاصلي اللیل ابدا و قال الاخر انا اصوم النهار ابدا ولا افطر و قال الاخر انا اعتزل النساء فلا اتزوج ابداً فجاء النبي صلی الله علیه و سلم الیهم فقال انتم الذین قلتم کذا و کذا اما و الله اني لاخشیکم لله و اتقیکم له لکني اصوم و افطر و اصلي و ارقد و اتزوج النساء فمن رغب عن سنتي فلیس مني " یعني مشکواۃ شریف کے باب الاعتصام بالسنة میں انس رضی الله عنه سے یهه حدیث نقل کي هی که اُنهوں نے یهه بات کهي که تین شخص پیغمبر خدا صلی الله علیه

سلم کي بيبيوں پاس آئے پوچھتے ہوئے نبي صلی‌الله عليه و سلم کي عبادت کا حال پھر جب اُنکو وہ بتائے گئے تو گويا اُنھوں نے اُسکو کم جانا پھر آپس ميں کھنے لگے که کھاں هم اور کھاں نبي صلی‌الله عليه و سلم که بيشک الله نے اُنکي پھلي پچھلي باتيں سب بخش دي هيں پھر اُن ميں سے ايک نے کھا که ميں تو ساري رات نماز هي پڑھا کرونگا دوسرے نے کھا که ميں هميشه روزے هي رکھا کرونگا اور نه چھوڑونگا تيسرے نے کھا که ميں عورتوں کے پاس نهيں جانے کا اور کبھي نکاح نهيں کرنے کا اتنے ميں نبي صلی‌الله عليه و سلم اُن کے پاس تشريف لے آئے اور فرمايا که تم هي ايسي ايسي باتيں کرتے هو خبردار هو خدا کي قسم بيشک ميں بهت ڈرتا هوں تمھاري بەنسبت الله سےاور تمھاري بەنسبت بهت پرهيزگاري کرتا هوں الله کي ليکن ميں روزے بھي رکھتا هوں اور نهيں بھي رکھتا اور نماز بھي پڑھتا هوں اور رات کو سوتا بھي هوں اور عورتوں سے نکاح بھي کرتا هوں پھر جو شخص ميري سنت سے پھرا وہ مجھه سے نهيں
ف پھلي حديث ميں تين لفظ آئے هيں که جنکے جاننے سے اس طرح کي بدعت کے معني بھي معلوم هوجاتے هيں ايک تو لفظ احدث اور دوسرا امرنا اور تيسرا لفظ ما جن ميں سے پھلے دونو لفظوں کا ترجمه يهه هي که نئي چيز نکالي هماري شريعت ميں ان دونو لفظوں کے معني تو پھلے معلوم هوچکے هيں که نئي چيز کيا هوتي هی اور دين کي بات کن کن چيزوں کو کھتے هيں البته تيسرے لفظ يعني ما کے لفظ کے معني معلوم کرنے چاهيئيں اب جان‌لو که ما کے لفظ کا ترجمه اُردو ميں جو هي اور اِس لفظ کے ايسے مُبهم معني هوتے هيں که هر بات پر ٹھيک آجاتے هيں ليکن جس مقدمه ميں بات چيت هو اُس کے قرينه سے اُسي مقدمه کے متعلق مراد هوتي هی مثلاً اگر کوئي يوں کھے که جاهلوں کو نهيں چاهيئے که جو عالموں کي باتيں هيں اُن ميں دخل دے تو اب جو کا لفظ ايسا هي که هربات پر ٹھيک آسکتا هي مگر اِس جگهه بات چيت کے قرينه سے يهه هي بات سمجھي جاتي هی که جو کے لفظ سے علم کي باتيں مراد هيں که جاهل عالموں کے علم کي باتوں ميں دخل نه دے يعني کوئي کتاب نه بنائے کوئي تقرير نه گڑھے کوئي مسئله نه نکالے نه يهه که کپڑا بنانے اور کھانا کھانے ميں بھي کچھه دخل ندے اگرچه کپڑا پھنا اور کھانا کھانا عالموں ميں بھي هوتا هی اسيطرح پھلي حديث ميں جو ما کالفظ هی اُس سے بھي اسيطرح کے معني مراد هيں که جو کوئي نبيوں کے کام ميں جو نئي بات نکالے وہ بات مردود هی-تو اب يهه بات ديکھني چاهيئے که انبيا کس کام پر الله کي طرف سے آئے هيں اب سمجھه لو که جس طرح انبيا عليهم‌الصلواة والسلام عقايد اور اخلاق اور دل کے حالات اور زبان کي بات چيت اور هاتهه پاؤں کے کام کاج جنسے ظاهر اور باطن کي آراستگي هوتي هی درست کرنے کو آئے هيں اسيطرح سب باتوں کي حديں مقرر کرنے اور هرکام کرنے کا ڈهب بنانے اور هرايک چيز کي صورت ٹھهراديئے کو بھي آئے هيں کيونکه پھلے کي پانچوں باتوں کو تو جن سے ظاهر اور باطن درست هوتا هی دين کھتے هيں

اور دین ہرایک نبي کے ساتھہ تھا اور ہر نبي کو انہي پانچ باتوں کي درستي کے لیئے نبوت ہوئي تھي " قال اللہ تعالی شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحاً والذي اوحینا الیک وما وصینا بہ ابراھیم و موسیٰ و عیسیٰ " یعني اللہ صاحب نے سورۃ الشوری میں فرمایا راہ ڈالدي تمکو دین میں وھي جو کہدیا تھا نوح کو اور جو حکم بھیجا ھمنے تیري طرف اور وہ جو کہدیا ھمنے ابراھیم کو اور موسیٰ کو اور عیسیٰ کو اِس آیت سے معلوم ہوا کہ دین تو ہرنبي کا ایکسا تھا مگر دوسري بات میں جس سے حدیں مقرر ھوجاویں اور ہر کام کا ڈھب ٹھہر جاوے اور ہرایک بات کي ایک صورت بنجاوے جدا جدا تھي اور اسي دوسري بات کو شریعت کہتے ہیں " قال اللہ تعالی لکل جعلنا منکم شرعۃ و منھا جا " یعني اللہ صاحب نے سورۃ المائدہ میں فرمایا ہرایک کو تم میں دي ھمنے ایک شریعت اور راہ بس اب سمجھہ لو کہ ہرایک چیز کي ایک حد مقرر کرنے اور ہر کام کا ڈھب بتانے اور ہرایک بات کي ایک صورت بنادینے کا نام شریعت ہی مثلاً نماز پڑھني اور شرک نکرنا اور زنا سے بچنا یہہ تو اصل دین ہی کہ ہر نبیوں کے وقت میں تھا اور نماز کي بھي حد مقرر کردیني اور وقت ٹھہرا دینے اور رکعتیں گن دیني اور شرطیں لگادیني اور نکاح میں گواھوں کا ھونا اور مہر کا بندھنا اور بد شگوني ماننے سے ایک طرح کا شرک ھوجانا اور اللہ کے سوا دوسرے کي قسم کھانے میں بھي ایک طرح کا شرک ھوجانا اور زنا اسي کو کہنا جہاں زنا نھونے کا شبھہ نہ ھو اور پھر زناکي بھي حد معین کا مقرر ھونا اور اِسیطرح کي اور بہت سي باتیں جو شریعت میں مقرر ھیں اسکا نام شریعت ہی جو بخوبي شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں پوري ھوچکیں جس میں اب گھٹانے بڑھانے کي حاجت نرھي اور جن باتوں کي حدیں اور جن چیزوں کي صورتیں شارع نے مقرر کردي ھیں وہ دو طرح پر ھیں ایک تو یہہ کہ اگر فلانا کام اُس طرح پر نکیا جاویگا تو شرع میں وہ نھونے کي برابر ھي دوسرے یہہ کہ اگر فلانا کام اس صورت پر ھوگا تو شرع میں بہت اچھا اور اللہ کے نزدیک بہت بہتر ھی جیسے نماز میں کھڑا ھونا اور کچھہ کلام اللہ پڑھنا اور رکوع اور سجدہ کرنا یا نکاح میں ایجاب و قبول ھونا کہ یہہ سب باتیں ضرور ھیں اور اُن کے بغیر وہ کام نھونے ھي کي برابر ہی یا مثلاً نماز میں مقرر کردینا کہ اتني دیر تک کھڑا رھنا اور اتني دیر تک بیٹھنا اور اتني دفعہ تسبیحات پڑھني بہتر ھیں اور اللہ کے نزدیک اچھي یا مثلاً پانچوں نمازوں کے وقت مقرر کردینے اور رمضان کا مہینہ روزوں کے لیئے ٹھہرادینا اور عید کے مہینہ کي پہلي تاریخ اور بقرعید کي دسویں تاریخ عید کے لیئے مقرر کردیني ایسي باتیں ھیں کہ اگر اپنے وقتوں میں نکیا جاوے تو ھونا نھونے کي برابر ھی یا مثلاً رمضان کي راتوں اور شبرات کي رات میں عبادت کرني اور آفتاب نکلنے کے بعد اشراق کي نماز پڑھني اور آدھي رات کے بعد تہجد کي نماز ادا کرني اور ایام بیض اور شش عید اور عرفہ اور عاشورہ اور شبرات کے روزے رکھنے اور ساتویں دن عقیقہ کرنا اور جمعرات کے دن

سفرکو جانا ایسي چیزیں هیں که اگر اپنے دلوں میں یهه کام کیئے جاویں تو الله کے نزدیک بهت بهتر هی یا مثلا پاک جگهه کا نماز کے لیئے مقرر کرنا اور شهروں هي میں جمعه کي اور عید کي نمازوں کا هونا اور اعتکاف کے لیئے مسجدوں هي کا ٹهرانا اور حج کے لیئے کعبةالله هي جانا ایسي چیزیں هیں که اگر اسي طرح نهوں تو اُنکا هونا نهونا برابر هی یا مثلا فرضوں کے لیئے اور نکاح باندهنے کو مسجدوں کا معین هونا اور نفل اور کلام الله پڑهنے کو گهروں کا ٹهرانا اور جامع مسجد جمعه کي نماز کو اور جنگل عید کي نماز کو معین کرنا ایسي باتیں هیں که اگر اسیطرح پر هوں تو الله کے نزدیک بهت بهتر هی یا مثلا نماز میں رکعتوں کي گنتي ٹهیرادیني روزوں کا شمار بتادینا کفارہ میں محتاج کهلانے کي گنتي مقرر کردیني یا خرید فروخت کے معامله میں تین دن تک کا اختیار دینا ایسي باتیں هیں که اگر اسطرح نهوں تو انکا هونا نهونے هي کي برابر هی یا مثلا نفلوں میں رکعتوں کي گنتي مقرر کردیني اور جیسے صلواةالتسبیح میں تسبیحات کا شمار بتادینا یا هر بات میں طاق کا اچها هونا ایسي باتیں هیں که اگر اسیطرح پر هوں تو الله کے نزدیک بهتر هی غرض که جتني باتهں دنیا میں هیں کیا شادي کي اور کیا غمي کي اور کیا عبادت کي اور کیا عادت کي اور کیا معامله کي سب کے لیئے الله صاحب نے ایک حد مقرر کردي هی اور وہ حد دو طرح پر هی یا یهه که اگر اِس حد کو توڑا جاویگا تو الله کے نزدیک اُس کام کا هونا نهونے کے برابر هوگا یا یهه که هو تو جاویگا مگر جس طرح که حد کے نه توڑنے میں الله کے نزدیک ثواب اور درجه تها اُتنا ثواب اور درجه نهیں هوگا " کما قال الله تعالی و تلک حدودالله و من یتعد حدودالله فقد ظلم نفسه " یعني الله صاحب نے سورہ طلاق میں فرمایا اور یهه حدیں هیں الله کي باندهي اور جو کوئي بڑهے الله کي حدوں سے تو اُس نے بُرا کیا اپنا اِس آیت سے معلوم هوا که هر کام کي جو الله صاحب نے حدیں مقرر کردین هیں اُن کو نه توڑنا یعني اُن میں کمي بیشي نکرني شریعت پر چلنا هی بلکه جن لوگوں کو الله تعالی نے نور معرفت کا دیا هی اور اتباع اپنے حبیب کا نصیب کیا هی اُن کو تو اِن باتوں کا یهاں تک خیال رهتا هی که جتنے احکام شرع کے هیں اُن میں بهي غور کرتے هیں که جن چیزوں کے بجالانے کا تاکیدي حکم هی اُنکے بجالانے میں اُن حکموں کے بجالانے سے جنمیں اتني تاکید نهیں هی زیادہ سعي اور کوشش کرتے هیں مثلاً نماز میں سب چیزوں کے ادا کرنے کا حکم هی مگر جتني تاکید که اُس کے ارکان درست کرنے پر هی اُتني اور چیز پر نهیں یا جتني تاکید وضو کر کر نماز پڑهنے پر هی اُتني سیدها قبله کي طرف کهڑا رهنے پر نهیں کیونکه اگر تهوڑا سا قبله سے کج هو تو بهي نماز هوجاتي هی یا مثلا جیسے الحمد پڑهنے پر تاکید هی ایسي اور سورت کے پڑهنے پر نهیں کیونکه اخیر رکعتوں میں پڑهي نهیں جاتي اور اسي طرح جیسي تاکید پهلي دو رکعتوں کے ادا کر نے میں هی ویسي اخیر کي دو رکعتوں میں نهیں کیونکه سفر میں نهیں

پڑھي جاتيں غرض کہ ہر ایک کام کرنےکي ایک حد شرع میں مقرر کردي ہی اُس حد کو توڑنا نہیں چاھیئے اور اسي واسطے رسول مقبول نے فرمایا ہی کہ " ان الله حد حدوداً فلا تضیعوھا " یعنی الله صاحب نے ہر کام کي حدیں مقرر کردي ہیں اُن کو نہ کھوؤ غرض کہ جس چیز کا نام شریعت محمدیہ ہی اُس کے احکام دوھي طرح پر ہیں یا تو اُن سے ہر چیز کي حدیں ٹھہرائي گئي ہیں اور یا ہر حکم کے درجہ مقرر کیئے گئے ہیں پس اُس پہلي حدیث میں جو ما کا لفظ آیا ہی اُس سے یہي باتیں مراد ہیں یعني جو کوئي دین کي باتوں میں کوئي چیز خواہ وہ کسي چیز کي حد مقرر کردیني ہو یا ایک جگہہ کي چیز دوسري جگہہ ٹھہرا دیني ہو یا ایک کا مرتبہ بڑھا دینا اور دوسرے کا گھٹا دینا ہو نکالے تو وہ بات مردود ہی اب تمکو جب اِس ما کے لفظ کے معني معلوم ہوگئے تو اب اِس قسم کي بدعت کے یہہ معني ٹھہرے کہ دین کي باتوں میں جو نئي نئي حدیں مقرر کرني یا نئي طرح کا ڈھنگ اور موقع دین میں ٹھہرا دینا کہ نہ وہ رسول الله کے وقت میں تھا اور نہ اُس کي مانند اور نہ اُسکا رواج صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں تھا اور نہ اُس کي مانند کا اور کوئي شخص اُس بات کو یوں جان کر کرے کہ فلاني دین کي بات کے ہونے کا اِسي پر مدار ہی یا اِس بات کا ہونا الله کے نزدیک اچھا اور بہتر ہی یا کسي دین کي چیز کو اس طرح پر سمجھہ کر چھوڑدے کہ اِس کے ہونے سے دین کي فلاني بات ہونے ہي کے برابر ہی یا اس کے ہونے سے اُس کا ثواب گھٹ جاتا ہی تو یہہ ہي بدعت ہی مگر اتنا فرق ہی کہ پہلي تو نہیت بدعت تھي کہ اُس کي اصل ہي شرع میں نہ تھي اور یہہ بدعت اُس سے اُتر کر ہی کہ شرع میں جو بات تھي اُس پر ایسي چیزیں اَوْر لگادي ہیں کہ جو شرع میں نہ تھیں اور اسي سبب یہہ بدعت ہوگئي جس کے حق میں رسول مقبول نے فرمایا " من احدث في امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد " یعني جس شخص نے کہ نئي بات نکالي ہماري اِس شریعت میں جو اُس میں سے نہیں ہی تو وہ نئي بات مردود ہی اِس سارے بیان سے معلوم ہوا کہ بدعت کا مدار عقیدہ پر ہیٓ یعني جو چیز کہ الله کے نزدیک فایدہ‌مند نہیں ہی اُس کو فایدہ‌مند جاننا اور جو چیز کہ الله کے نزدیک مضر نہیں ہی اُس کو مضر سمجھنا بدعت ہی لیکن اِس کے سوا ایک اَوْر قسم کي بھي بدعت ہی کہ جو بغیر اعتقاد کے بھي بدعت ہي ہوجاتي ہی اور اِس قسم کي بدعت میں ہزاروں زن و مرد گرفتار ہیں *

تیسري قسم کي بدعت کا بیان

اور وہ یہہ ہی کہ دین کي باتوں میں جو نئي بات نکلي ہو اُس کے کرنے میں بھلائي اور نہ‌کرنے میں بُرائي کا تو اعتقاد نرکھتا ہو لیکن اُس کو اس طرح پر کرتا ہو یا اُس کے نکرنے میں ایسا اہتمام بجا لاتا ہو کہ جیسا اُس چیز کي بھلائي یا برائي پر اعتقاد رکھنے

والی بجالاتے ہیں " عن ابن عمر قال قال رسول‌الله صلی‌الله علیه وسلم من تشبّہ بقوم فهو منهم " یعني مشکواۃ شریف کے باب‌اللباس میں ابن عمر سے یہہ حدیث نقل کي هی که اُنہوں نے یہہ بات کہي که رسول‌خدا صلی‌الله علیه وسلم نے فرمایا که جو شخص کسي قوم کي مشابہت کرے وہ اُنھي میں سے هی ف اس حدیث میں تشبیهه کا لفظ آیا هی جس کے معني مشابہت کرنے کے هیں اور دو چیزوں میں پوري مشابہت جب هوتي هی جب دیکھنے والا اُن دونوں کو دیکھه کر پہچان نه سکے که یہه چیز کونسي هی اور وہ چیز کونسي اور اِس حدیث میں نري مشابہت کا لفظ آیا هی تو اِس سے معلوم هوتا هی که کسي بات میں مشابہت کرے خواہ کھانے میں خواہ پہننے میں خواہ بولنے میں خواہ عادت میں خواہ عبادت میں خواہ معامله میں وہ اُن هي لوگوں میں سے هوگا جنکے ساتھه مشابہت کي هی اب غور کرو که جس شخص نے دین میں نئي بات نکلي هوئي کو اختیار کیا هی اور گو وہ شخص اُس نئي بات کے کرنے میں بھلائي اور نه کرنے میں برائي کا اعتقاد نرکھتا هو لیکن جب وہ شخص اُس نئي بات کو اسي طرح بجا لاتا هی جس طرح که اُس چیز کي بھلائي یا برائي پر اعتقاد رکھنے والے بجالاتے تھے تو اس شخص نے بھي اُنھي لوگوں کي مشابہت کي اس سبب سے اُنھي لوگوں میں گنا گیا اب خیال کرو که وحدت وجود کا مسئله جو اِس زمانه کے پیروں اور پیر زادوں میں پھیل رہا هی اور مولوي بھي اُس کو سن کر گردن نیچي ڈالتے هیں اور کہتے هیں که بابا فقیروں کي باتوں میں دم نهیں مارا جاتا اور اِس مسئله کو غایت عرفان اور موجب نہایت قربت الی الله کا سمجھه رکھا هی تو یہه اعتقاد تہمت بدعت هی کیونکه یہه باتیں نه رسول خدا صلی‌الله علیه وسلم کے وقت میں تھیں نه صحابه اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں اور اسي طرح الله تعالی کي ذات پاک میں گفتگو کرني که کیسا هی اور کہاں هی اور کیونکر هی یا جبر و اختیار کے مسئله میں اُلجھنا یا دیدار الهي کے معني بتانے که اِس طرح پر هوگا یا کلام الله کي متشابه آیتوں اور متشابه حدیثوں میں بحث کرني اور خواہ نخواہ اُس میں معني پہنانے یا حکیموں اور فلسفیوں کے مذهب کي کتابیں پڑھني اور همیشه اُسي میں اوقات ضایع کرني اور اُس سے ثواب ملنے کي توقع رکھني تہمت بدعت هی اور یوں هي بطور رسم کے لوگوں کي ریساریس پڑھنا اور اُس پر ایسا اهتمام کرنا جیسا کلام الله اور حدیث اور فقه کے پڑھنے پر چاهیئے تھا جس طرح که همارے زمانه کے لوگ کرتے هیں اور چار کتابیں منطق کي پڑھکر مولوي بن بیٹھتے هیں اور جس نے اِن کتابوں کو نه پڑھا هو اور گو حدیث و فقه خوب جانتا هو اُس کو جاهل اور دلوں سے گرا هوا سمجھتے هیں تو اس طرح کا بھي پڑھنا بدعت هی گو اُس میں ثواب ملنے کا اعتقاد نرکھتا هو کیونکه اس نے بھي ان کتابوں کے پڑھنے پر ایساهي اهتمام کیا هی جیسا که ثواب ملنے کا اعتقاد رکھنے والے کرتے هیں البته بقدر ضرورت

کے پڑھ لینا اور سب کو مقصود بالذات نہ سمجھنا اور اُسی میں غلطاں پیچاں نرھنا دوسری بات ھی اور اسی طرح اکثر فقیروں نے جو طریقے زھد و ریاضت اور مراقبہ اور ذکر اور شغل کے خلاف سنت نکالے ھیں اور اُن سے کشف و کرامات حاصل کرتے ھیں اُن کا بھی یہی حال ھی کیونکہ رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم نے جو رستے صفائی باطن اور تقرب الی‌الله کے بتادیئے ھیں اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے برتاؤ میں رھے ھیں۔ اُس کے سوا دوسری بات نکالنی جسکا ٹھکانا نہ جناب پیغمبر صلی‌الله علیه و سلم کے وقت میں تھا اور نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں تو وہ بات ٹھیٹ بدعت ھی اور اسی طرح تعویذ طومار گنڈے پلیتے کرنے اور کسی گنڈے کے سبب انڈا مرغی کا کھلانا اور کسی پلیتے کے باعث ھرن کا گوشت کھلانا چڑھانا یہہ بھی بدعت ھی کیونکہ اس طرح کی باتیں نہ رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم کے وقت میں تھیں نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں البتہ جن جن دعاؤں کا پڑھنا یا دم کرنا جس طرح پر کہ حدیثوں میں آیا ھی اُنھیں کو اُسی طرح پر کرنے میں کسی کو کلام نہیں کلام تو اُس میں ھی کہ جو اِس زمانہ کے پیرزادوں اور مولوی زادوں نے حدیث کی دعاؤں کو چھوڑ کر اپنے باپ دادا کے عمل اعمال نکالے ھیں اور اسی طرح بعضے مشایخوں نے جو نئی نئی طرح کے ذکر نکالے ھیں اور اُنکی ضربیں مقرر کی ھیں اور اُس کی گنتی ٹھرائی ھی اور پیر کا تصور کر کر مراقبہ کرنا نکالا ھی اور اِسی طرح بہت سی باتیں شریعت حقہ مصطفویہ علی صاحبہاالصلواۃ و السلام میں بڑھا دی ھیں جنکا ٹھکانا نہ حضرت پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم کے وقت میں لگتا ھی اور نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں اور پھر اِن سب باتوں کو دینداری سمجھکر اور ثواب ملنے کا اور الله صاحب کے دربار میں مرتبہ بڑھنے کا اعتقاد رکھہ کر کرتے ھیں یہہ سب باتیں بھی ٹھیٹ بدعت ھیں اور جو لوگ اِن باتوں کو صرف وسیلہ جان کر اسی طرح پر سعی کرتے ھیں جس طرح پر کہ ثواب ملنے اور الله کے دربار میں مرتبہ بڑھنے کے اعتقاد رکھنے والے کرتے ھیں تو اُن کی نسبت بھی مشابہت کے سبب بدعت ھی میں داخل ھی البتہ جن لوگوں نے کہ نہ اِن باتوں کو مقصود اصلی سمجھا اور نہ اس طرح پر اوڑھنا بچھونا بنایا اور نہ شریعت کے مسئلوں کی مقابل طریقت کے مسئلہ ٹھرائے بلکہ بعضی دفع کسی مصلحت سے کسی کی نسبت کوئی بات بنا دی اور یہہ سبز باغ دکھا کر شرع محمدیہ علی صاحبہاالصلوۃ و السلام پر قایم کردیا اور پورا پورا سنی مسلمان بنادیا تو وہ دوسری بات ھی اور اِسی طرح بزرگوں کے نام پر ختموں کا کرنا اور یہہ بات ٹھرانی کہ فلانے ختم میں اتنے آدمی ھوں اور فلانا ختم فلانے وقت ھو اور فلانے توشہ میں یہی چیز ھو اور فلانے کونڈے میں فلانی چیز دھری جاوے اور بیوی کی صحنک اس طرح پر نکالی جاوے اور اُس کو ایک خصمیوں کے سوا کوئی نہ کھاوے اور بیوی کی پڑیا اِس طرح لال ناڑے سے باندھی جاوے

اور اسي طرح كي اۋر هزاروں باتيں جو اِس زمانه ميں مروج هيں اور اُنكے كرنے ميں بهلائي اور نكرنے ميں بهائي كا اعتقاد ركهتے هيں يهه سب باتيں ٹهيٹ بدعت هيں اور اسي طرح راگ كي محفل كرني اور قوالوں سے خالي معرفت كي غزليں گواني يا ڈهولكي سا رنگي تال تنبورہ بهي بجوانا اور حال قال كي مجلس نام ركهنا اور مرثيه خواني اور كتاب خواني كرني ماتم كرنا تعزيے بنانے شدے نكالنے لوگوں كو جمع كركر قبروں پر جانا اور اُنپر بيٹهه بيٹهه كر مراقبه كرنا اور اِس بات كو الله كي رضامندي كا باعث سمجهنا قبروں پر جاكر مُردوں سے مدد مانگني قبروں كو چومنا آستانوں كا بوسه لينا گال رگڑنے قبروں پر پهولوں كي چادر ڈالني غلاف چڑهانے قبروں كو غسل دينا اور اُس كا پاني آب زمزم كي طرح بانٹنا اور لحد بنانے كو ثواب سمجهنا قبروں پر روشني كرني اور ميله جمع كرنا اور عرس نام ركهنا ناچ كرنا اور بسنت كا بهانه لينا اگر كوئي مسلمان منع كرے تو حضرت امير خسرو سے منكر جاننا اور ترت وهابي كهدينا مُردے كے ليئے نماز هول كا پڑهنا دفنانے كے بعد اذان كا دينا اور اِسي طرح كي هزاروں باتيں جو خلاف سنت رايج هوگئي هيں اور اُن كو ثواب سمجهه كر كيا جاتا هى يهه سب كي سب باتيں ٹهيٹ بدعت هيں اسي طرح حضرت امام حسين كي فاتحه كو محرم هي كا مهينه مقرر كرنا اور مولود شريف پڑهنے كو بارہ وفات هي كا مهينه ٹهيرانا اور مُردوں كي فاتحه كو تيجے اور دسويں اور بيسويں اور چاليسويں اور تماهي اور چهه ماهي اور برسي كا مقرر كرنا بزرگوں اور پرانے مُردوں كي فاتحه كو اُنكے مرنے هي كے دن باندہ لينا يهه سب باتيں بهي بدعت هيں اِس كي ايسي مثال هى كه جيسي قرباني كرني تين دن تک درست هى مگر عين بقر عيد كا دن ايسا هى كه اگر اُسي دن قرباني كيجاوے تو زيادہ ثواب هى اسواسطے جن لوگوں كو الله نے توفيق دي هى وہ پهلے سے بكرے بهي خريدتے هيں اور باوجوديكه اُن دنوں ميں بكرے مهينگے بهي هاتهه لگتے هيں مگر گراني قيمت پر كچهه خيال نهيں كرتے اور باوجوديكه اُس دن نماز كو عيد گاہ ميں بهي جانا هوتا هى اور فرصت بهي كم هوتي هى اور اُس دن گوشت بهي بهت سا هوتا هى كه گوشت كهاتے كهاتے جي بهي بهر جاتا هى مگر اِن باتوں ميں كسي كا بهي خيال نهيں كرتے اور سو طرح كے هرج كركر اُسي دن قرباني كرتے هيں مگر اُس دن كو ناغه نهيں هونے ديتے پس اس طرح كے مقرر كرنے كا نام تو شريعت هى كه اُس سے هركام كا وقت اور هر بات كي ايک حد مقرر هوگئي هى اب اس طرح اۋر كسي چيز كو اپنے آپ مقرر كرلينا بدعت هوجاتا هى اب ديكهو كه حضرت امام حسين كے ليئے كهانا پكانا اور بهوكوں كو كهلانا اور اُس كا ثواب حضرت امام حسين كو دينا ثواب كي بات هى مگر خاص محرم كا مهينه مقرر كرلينا بدعت هى اس واسطے كه كسي كام كے ليئے كوئي دن يا مهينه يا وقت مقرر كرنا تو شرع كا كام تها تو پهر جس شخص نے كه حضرت امام حسين كي فاتحه كو محرم

کا مہینہ اپنی طرف سے مقرر کرلیا اُس نے شریعت میں ایک نئی بات نکالی اور شریعت میں نئی بات کا نکالنا بدعت ہی پھر جو شخص محرم ہي میں حضرت امام حسین کي فاتحہ دینا زیادہ ثواب سمجھتا ہی تو اُس کے حق میں تو دوسري قسم کي بدعت ہی اور جو شخص کہ زیادہ ثواب ملنے کا تو اعتقاد نہیں کرتا ہمیشہ محرم ہي میں کیا کرتا ہی جس طرح کہ زیادہ ثواب ملنے کا اعتقاد رکھنے والے کیا کرتے ہیں تو اُس کے حق میں تیسري قسم کي بدعت ہی اسي طرح جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم کا ذکر کرنا اور اُن کے حالات اور سوانح عمري کا بیان کرنا اور اُن کي عادتوں اور عبادتوں اور خصلتوں کا یاد کرنا دونوں جہان کي سعادت ہی مگر اب مولود شریف کي مجلس میں جو اپني طرف سے یہہ بات تھیرا لي ہی کہ بارہ وفات ہي کا مہینہ ہو اور خواہ اَوْر حالات حضرت کے بیان کیئے جاویں یا نجاویں مگر حضرت کے پیدا ہونے کا ضرور حال بیان کیا جاوے تو یہہ باتیں مقرر کرني شرع میں نہیں آئیں اس سبب سے اِن کا اپني طرف سے مقرر کرلینا بدعت ہی اسي طرح مُردوں کے ثواب کے لیئے کھانا بانٹنا اور للہ دینا بھوکوں کو کھلانا ثواب ہی لیکن اِس کام کے لیئے اپني طرف سے تیجے اور دسویں اور بیسویں اور چالیسویں اور تماهي اور چھہ ماهي اور برسي کا دن مقرر کرنا بدعت ہي اسي طرح کسي مُردہ کي فاتحہ کو عین اُس کے مرنے کا روز مقرر کرلینا کہ آندي جاے یا مینہہ جاے سو طرح کے هرج کرکر اُسي دن فاتحہ دلائے یہاں تک کہ اگر اُس دن کچھہ پاس نہو تو بنئے هي کے هاں سے گرہ گھي آٹا قرض لے لے اور حلوا مانڈہ پکا لے اور اگر کہیں سفر کو جانا ہو تو کہے کہ کل دادا جي کي فاتحہ کا دن ہی کیوں‌کر چلا جاؤں فاتحہ دیکر پرسوں جاؤنگا ایک دن اَوْر تھرجاؤں غرضکہ هزار کام هرج کرے یہانتک کہ حدیث کا پڑھنا پڑھانا چھوڑے جماعت کےجاتے رھنے کا خیال نکرے مگر اُس دن فاتحہ دلاني نچھوڑے تو یہہ بات بھي بدعت ہی پھر اگر وہ شخص یوں عقیدہ رکھتا ہی کہ اِن دنوں میں زیادہ ثواب ملتا ہی تو اُس کےحق میں تو دوسري قسم کي بدعت ہی اگر وہ شخص اُس دن فاتحہ دینے سے ثواب زیادہ ملنے کا اور اَوْر دن میں کم ملنے کا یا اِس بات کا کہ یہہ دن اَوْر دنوں سے اچھا ہی یا اَوْر دن بُرے ہیں اعتقاد تو نہیں رکھتا مگر یہہ شخص اس بات کو اس طرح پر کرتا ہی اور اِس ڈھنگ سے برتتا ہی جس طرح کہ اِن باتوں کے بھلے بُرے ہونے کا اعتقاد رکھنے والے برتتے ہیں تو اُس کے حق میں تیسري قسم کي بدعت ہی اور اسي طرح کلام الله پڑہ کر مُردوں کو بخشنا اکثر عالموں کے نزدیک ثواب کي بات ہی کھانا پکا کر اور اُس پر هاتھہ اُٹھاکر فاتحہ دیني اور الحمد قل‌هوالله پڑھني اور اگلے پچھلوں کا نام لینا جیسا کہ اِس زمانہ کے لوگ کرتے ہیں یہہ بھي بدعت ہی پھر اگر یہہ شخص یوں سمجھتا ہی کہ بغیر فاتحہ دینے کے کھانے کا ثواب مُردے کو پہونچتا هي نہیں جیسے کہ اِکثر عوام یوں هي

جانتے هیں تو اُس کے حق میں دوسري قسم کي بدعت هی اور اگر وہ شخص یوں تو
نهیں جانتا مگر اُس کو اسي طرح کرتا هی جس طرح که اُس بات کا اعتقاد رکھنے والے
کرتے هیں تو اُس کے حق میں تیسري قسم کي بدعت هی اور اِسي طرح جو عورت که رانڈ
هوگئي اور باوجودیکه اپنے خصم کے مرجانے سے جو اُس کي روٹي کپڑہ کي خبر لیتا تها نهایت
مفلس هوگئي هی اور در بدر بهیک مانگتي پهرتي هی اور خصم کرنے کو جي چاهتا هی
اور سب طرح کي باتیں جي میں آتي هیں اور وہ عورت اِن سب باتوں پر صبر کرتي هی
مگر دوسرے خصم کرنے کا نام نهیں لیتي که همجولیوں میں بڑي نیک بخت بهوي کا دانه
کهانے والي کهلاؤں پهر گو وہ عورت اِن باتوں کو اچها نه کهتي هو اور دوسرا نکاح کرنے کو
بُرا بهي نه جانتي هو مگر اُس نے اِس بات کو اس طرح پر برتا هی جس طرح که اِن باتوں
کے بُرے هونے کا اعتقاد رکهنے والے برتتے هیں اِس واسطے اُس عورت کا اِن باتوں پر صبر کرنا
بهي بدعت هی اِس کے سوا ایک اَوْر بات بهي هی که الله صاحب کي طرف سے اسلام کي
نشانیوں پر سعي اور کوشش کرنے کا حکم هی پهر اسلام کي نشانیوں کے سوا اَوْر کسي بات پر
اِس طرح سے سعي کرني جس طرح که اسلام کي نشانیوں پر سعي اور کوشش کرني چاهیئے
تهي تو یهه کام خلاف حکم الله صاحب کے کرنا هی جیسے که شاہ ولي الله صاحب نے
حجةالله البالغه میں لکها هی که دور دور سے قبروں کي زیارت کو آنا نهیں چاهیئے تاکه جو
چیزیں که اسلام کي نشانیوں میں سے نهیں هیں اسلام کي نشانیوں میں مل نه جاویں یعني دور
دور سے آنے کا حکم شرع میں کعبةالله اور مدینه رسول الله صلی‌الله علیه و سلم اور بیت المقدس
هي کے لیئے هی پهر اگر کوئي شخص کسي بزرگ کي قبر یا لحد یا چله گاہ کي زیارت کو
دور دور سے قصد کرکر آوے تو اُسکا اس طرح پر سفر کرنا اسلام کي نشانیوں یعني کعبةالله
اور مدینه رسول الله صلی‌الله علیه و سلم اور بیت المقدس کے سفر سے مشابهه هوجاتا هی اور
یهه بات شرع کے برخلاف هی تو اِس سے معلوم هوا که جو بات اسلام کي نشانیوں میں سے
نهیں هی اُس پر اِسي طرح سعي کرتے هیں جس طرح که اسلام کي نشانیوں پر سعي کرنے کا
حکم هی بدعت هي هوجاتي هی خواہ اُس کے اچهے بُرے هونے کا اعتقاد هو یا نهو *

تیسري قسم کي بدعت کا ضمیمه

مثلاً نکاح کے وقت گواهوں کا هونا اور ولي کي اجازت دینا شرعاً ضرور هی یهاں تک که اگر
گواہ نهوں یا ولي اجازت ندے تو نکاح کو موقوف رکهتے هیں اور جو نقصان هو اُس کو گوارا
کرتے هیں اِسي طرح اگر کوئي شخص بسبب مفلسي کے اور جهیز نهونے یا ولیمه کا کهانا
میسر نهونے کے یا کسي بوائي بند عزیز اقربا کے سوگي هونے کے نکاح کو بڑها دے تو یهه بهي
بدعت هی پهر اگر اِس کے اچها هونے کا اعتقاد رکهتا هی تو اُس کے حق میں تو دوسري

قسم کي بدعت هی اور اگر اُس کے اچھا ہونے کا اعتقاد نہیں رکھتا مگر اِس بات کو اِس طرح پر کرتا هی اور اِس ڈھنگ سے برتتا هی کہ گویا اِن باتوں کے بھلے بُرے ہونے کا اعتقاد هي هی اِس سبب سے یہہ بھي بدعت هي هی کیونکہ اشخص نے اِس رسم کے ساتھہ ایسا معاملہ کیا جیسا کہ اُن چیزوں کے ساتھہ کرنا چاھیئے تھا جنکے کرنے سے شرعاً بھلائي اور نکرنے سے شرعاً بُرائي حاصل ہوتي هی اِسي طرح جن لوگوں نے اپني رفتار گفتار نشست برخاست کا ایک ڈھکوسلہ بنا رکھا هی اور اُسي کے پیچھے رپ ہو رهے ہیں اور کچھہ هي ہو جاوے جو وقت کہ حضرت کے باهر تشریف لانے کا هی اُس کے سوا اَوْر وقت تشریف لانے هي کے نہیں اور جو وقت آپکي بات کرنے کا هی اُس کے سوا بات کرنے هي کے نہیں اور جیسي توپي چار ترکي دادا جان پہنتے آئے ہیں اُس کے سوا اَوْر طرح کي توپي پہننے هي کے نہیں اور جو چیز کہ باوا جان هاتھہ میں رکھتے تھے اُس کو یہہ بھي هاتھہ سے چھوڑ نے هي کے نہیں اور جس مسجد میں کہ اُن کے پیر نے نماز پڑھي تھي اُس کے سوا اَوْر کسي مسجد میں نماز پڑھنے کے نہیں کوئي مرتا مر کیوں نجاوے آپ عیادت کو تشریف لانے هي کے نہیں جو دن کہ اپنے مُریدوں اور معتقدوں کے جمع کرنے کا هی اُس دن کو فاغہ کرنے هي کے نہیں پیر نے اگر کسي سبب سے نکاح نہیں کیا تو اب یہہ بھي باوجود خواهش اور مقدور ہونے کے درویشي کو بٹہ نہ لگنے کے لیئے کرنے هي کے نہیں مفلسي کا حال تو یہہ پہونچا هی کہ فاقہ پر فاقہ ہوتا هی اگر بڑي وضع داري کي تو سوال نکیا مگر رواں رواں پڑا سوال کرتا هی لیکن یہہ صاحب اپنے پیر کا نام روشن رهنے اور اپنے خاندان کے نام نہ ڈبونے کو محنت مزدوري پیشہ کرنے هي کے نہیں جب تک کہ جھک کر تسلیمات نکي جاوے اور قدم آنکھوں سے نہ لگائے جاویں حضرت کا مزاج خوش ہونے هي کا نہیں سلام و علیک کا جواب زبان سے نکلنے هي کا نہیں قدم چومتے وقت سر پر هاتھہ پھیرنے کے سوا مصافحہ کو کبھي هاتھہ اُٹھنے هي کا نہیں جب تک کہ حضرت صاحب اور شاہ صاحب اور میاں صاحب اور مولوي صاحب کہکر بات نکي جاوے تیوري کا بل اُتر نے هي کا نہیں جیسے کہ همارے زمانہ کے مولویوں اور فقیروں اور سجادہ نشینوں اور خانقاهیوں اور قلندریوں اور مداریوں اور جلالیوں اور رسول شاهیوں اور اسي قسم کے لوگوں میں رواج پا رہا هی پھر گو اُن کو اُس کي عبادت ہونے کا عقیدہ نہو بلکہ صرف اپنے باپ دادا کي رسم جانتے ہوں اِس پر بھي یہہ سب باتیں بدعت هي میں داخل ہیں کیونکہ یہہ لوگ اِن باتوں پر ایسي کوشش کرتے ہیں جیسي اسلام کي نشانیوں پر کوشش کرني چاهیئے بلکہ جو لوگ اِس کو بڑي خوبي اور نہایت دین داري جانتے ہیں اُن کے حق میں خاصي بدعت هی کیونکہ یہہ طریقہ نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم کا تھا اور نہ حضرت کے صحابہ کا اور نہ تابعین کا اور نہ تبع تابعین کا بلکہ صحابہ کا تو یہہ حال تھا کہ سب آپس میں یاروں کے یار تھے پھر اُنھوں نے جو ایک شاخسانہ لگایا اور سب

بھائي مسلمانوں سے اپنے تئیں عمدہ ٹھیرایا اور کسي نے پیر زادہ پن اور کسي نے مولوي زادہ پن لگایا یہہ بات کہاں سے ھی دونوں عالم کے سرتاج رسول مقبول کا تو یہہ حال تھا کہ اگر آپ کے یاروں میں سے کوئي شخص پکارتا تو آپ فرماتے لبیک یعني حاضر ھوں اِن لوگوں کو کیا ھوا ھی جو اپنے تئیں آسمان پر چڑھاتے ھیں تاریخ طبري میں لکھا ھی کہ ایک دفعہ جناب پیغمبر خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم سفر میں تشریف رکھتے تھے آپ نے اپنے یاروں سے فرمایا کہ آج تو بکرے کے کباب بنانے چاھیئیں سب نے عرض کیا کہ بہت بہتر پھر اُن میں سے ایک صحابي نے کہا کہ بکرے تو میں ذبح کرتا ھوں دوسرے نے کہا کہ صاف میں کردیتا ھوں تیسرے نے کہا کہ گوشت میں بنادیتا ھوں چوتھے نے کہا کہ پکا میں دیتا ھوں غرضکہ ھر ایک صحابي نے ایک ایک کام اپنے ذمہ لے لیا کہ جلدي سے کباب تیار ھوجاویں اصحاب تو اِن کاموں میں لگے اور رسول خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم چپکے اوتھہ کر جنگل میں چلے گئے اور لکڑیاں لے آئے صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ نے کیوں تکلیف کي یہہ بھي ھم کرلیتے رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تعالی اس بات کو بُرا جانتا ھی کہ کوئي شخص اپنے یاروں میں اپنے تئیں ممتاز بناوے اور یاروں میں شریک نہو رسول خدا کا جو دونوں عالم کے سرتاج تھے تو یہہ حال ھو اُن لوگوں کو کیا مشیخت لگي ھی جو بھائي مسلمانوں کو حقیر اور ناچیز سمجھتے ھیں اب انصاف سے غور کرکے دیکھو کہ یہہ باتیں اگر بدعت نہیں ھیں تو کیا ھیں خلق محمدي پیدا کرنا سنت ھی یا نخوت فرعوني *

تیسري قسم کي بدعت کا ضمیمہ

اسي طرح ھمارے زمانہ میں بعضي مباح چیزوں کا کہ جنکے کرنے میں کچھہ مضایقہ نہیں ایسي بُري طرح سے رواج ھوا ھی کہ باوجودیکہ وہ لوگ اُن باتوں کو اپنے باپ دادا کي رسم سمجھہ کر کرتے ھیں مگر وہ بھي بدعت ھي میں داخل ھوگئي ھیں بلکہ بعضوں کي نسبت تہنیت بدعت اور شرک تک نوبت پہونچ گئي ھی اسکا بیان یوں ھی کہ اگرچہ بعضے احکام شرع کے اللہ صاحب نے بعضي مصلحتوں کے واسطے مقرر کیئے ھیں جیسے کہ اللہ تعالی کي یاد کرنے کو نماز کا پڑھنا اور سفر کي ماندگي کے سبب چار رکعتوں کي جگہہ دو رکعتوں کا پڑھنا یا بیہت نہونے کے شبہہ رفع کرنے کو عدت تک دوسرا نکاح نکرنا لیکن بندوں کو چاھیئے کہ اس بات سے قطع نظر کریں کہ رب‌العالمین نے کس مصلحت سے یہہ حکم دیا ھی بلکہ اُسي طرح جیوں کا تیوں اُس حکم کے بجالانے پر سعي کریں خواہ وہ مصلحت اُس وقت بھي ھو یا نہو نہ یہہ کہ یوں کہیں کہ نماز تو اللہ کي یاد کرنے کو بني ھی اور نماز میں تو ھم سے حضور قلب نہیں ھوسکتا مگر مراقبہ میں بڑا دل لگتا ھی آؤ نماز کے بدلے بھي مراقبہ کرلیا کریں اسمیں بھي تو اللہ ھي کي یاد ھی اور گو سفر کیسے ھي آرام کا ھو

مگر اُسمیں اس خیال سے کہ ہمکو ماندگي تو ہوئي ھي نہیں چلو پوري چار رکعتیں پڑہ لیں یا یہہ کہ لرھاري اور بیلداري میں تو سفر سے بھي زیادہ محنت ہوتي ھی لاؤ چار کي جگہہ دو ھي رکعتیں پڑہ لیں یا یہہ کہ اگر یقین ہو جاوے کہ عورت پیٹ سے نہیں ھی تو عدت کي راہ ندیکھیں اور دوسرا خصم کرلیں کیونکہ اس طرح کي باتیں کرني بالکل خلاف شرع ھیں اور بھید اسمیں یہہ ھی کہ شرع کے احکام اُن کے فائدوں سے قطع نظر کرکر خود وہ حکم ھي بالذات مقصود ہوگئے ھیں پھر اُن حکموں کو اُسي طرح جوں کا تیوں اُن کے فائدوں سے قطع نظر کرکر بجالانا چاھیئے جس طرح کہ اللہ تعالی نے حکم کردیا ھی خواہ اُسوقت بھي وہ فائدہ ہو خواہ نہو اب سنو کہ اگلے زمانہ میں بعضے عقلمندوں نے یہہ خیال کیا کہ اللہ تعالی کا حکم ھی کہ جو چیز للہ دي جاوے پہلے اپنے عزیز اقربا محتاجوں کو دي جاوے اور پھر غیروں کو اسواسطے جب اُنھوں نے کسي مُردہ کو ثواب پھونچانے کے لیئے کھانا بانٹنا چاھا تو پہلے اپنے عزیز اقربا کو دیا پھر ہوتے ہوتے اسبات کا یہاں تک رواج ہوا کہ لوگوں نے اُس مصلحت کو جسکے لیئے یہہ بات مقرر ہوئي تھي دل سے بُھلا دیا اور مُردہ کي بھاجي ھي بانٹنے کو مقصود بالذات ٹھیرادیا اور محتاج عزیز اقربا کے بدلے بڑے بڑے آدمیوں کے حصے بخرے مقرر ہوگئے اور ادلا بدلي ٹھہر گئي اب یہہ حال ھی کہ اگر ہزار طرح سے کھانا للہ دیا جاوے اور برادري میں بھاجي نہ بٹے تو اُس شخص پر ہزاروں طرح کي لعنت ملامت ہوتي ھی اور اگر برادري میں بھاجي بانٹي اور للہ ایک چانول کا دانہ اور سوکھي روٹي کا ٹکرہ بھي ندیا تو اُس پر کچھہ بدي نہیں کھنے کے اور اگر کوئي کھدے کہ میاں مُردہ کي طرف سے یہہ صدقہ کا کھانا ھی تو ساري برادري لٹھہ لے لے کے دوڑے اور گالي سے بدتر جانے اور اُس کھانے کو ھاتھہ تک نہ لگائے جیسے کہ ہمارے زمانہ میں تیجے اور دسویں اور بیسویں اور چالیسویں اور برسي کے کھانا بانٹنے اور بزرگوں کے عرس میں کھانا تقسیم کرنے کا دستور ھی بس تو اس طرح پر بھاجي بانٹني ایک رسم پڑگئي ھی جیسے گدھے کھایا کھیت جسکا پاپ نہ پن *

پھر اگر کوئي شخص اُسکو رسم ھي جانکر بھاجي بانٹے تو اُسکي نسبت بھي بدعت ھي میں داخل ھی کیونکہ جسطرح شرع کے احکام کو اُنکے فائدوں اور مصلحتوں سے قطع نظر کرکر بجالایا جاتا تہا اور اس بات کا خیال نہ رھتا تہا کہ اب بہي اُس میں وہ مصلحت اور فائدہ ھی یا نہیں اسي طرح اس شخص نے بھي اس رسم کے بجالانے میں اُس فائدہ سے جو اُس میں تہا قطع نظر کرکر سعي اور کوشش کي اور اگر کوئي شخص اسبات کو ثواب ملنے کا اعتقاد کرکر کرے تو اُس کي نسبت تہمت بدعت ھی کیونکہ جو چیز کہ اللہ کے نزدیک کچھہ فائدہ مند نہ تہي اُس شخص نے اُسکو فائدہ مند سمجھہ کر بجالایا اور یہي تہمت بدعت ھی اور اگر کوئي شخص اس بھاجي کو یا بزرگوں کے عرس کے کھانے کو

اس طرح پر سمجھہ کر کرے کہ اُن مُردوں کي ارواح میري طرف متوجهہ هوتي هی اور وہ مُردے منجهہ سے خوش هوتے هیں اور اُنکي توجهہ اور خوشي سے میرے لڑے کام نکلتے هیں اور میري سر سبزي هوتي هی اور منجهپر سے بلا ٹل جاتي هی جیسے اکثر لوگ بلکہ سب کے سب حضرت غوث الاعظم کي گیارهویں اور سترهویں وغیرہ اسي نیت سے کیا کرتے هیں یا بڑے بڑیروں کي نیاز مانتے هیں اور اُس کے نکرنے کو اپنے وبال کا سبب جانتے هیں تو اس طرح پر سمجهہ کر کرنا شرک هی نعوذبالله منها غرضکہ جو مباح امر یعني ایسي بات کہ جسکے کرنے سے شرع میں کچهہ مضایقہ نہیں اس طرح سے لوگوں میں رواج پا جاوے کہ اگر کوئي اُسکو نکرے تو اُس پر طعنے تشنے هونے لگیں اور دُرکار پهٹکار پڑنے لگے اور اُسکا رواج ثواب ملنے یا عذاب سے بچنے کو نہو بلکہ اپنے باپ دادا کي رسم ٹهہر گئي هو اور ایک دوسرے کي ریس پر کرتا هو اُسکو رسم کہتے هیں پس جتني رسمیں شادي غمي مرنے جینے میں مروج هو رهي هیں سب کي سب بدعت هي میں داخل هیں کیونکہ اُن رسموں کے بجالانے پر وہ لوگ اسي طرح پر سعي کرتے هیں جیسے اسلام کي نشانیوں پر سعي کرني چاهیئے تهي مثلاً اشرافوں میں یہہ بلا پڑي هی کہ دولہ کو تو تکہ کا بهي مقدور نہیں مگر مہر لاکهوں اور هزاروں هي کا باندهتے هیں یہاں تک کہ اس پر قصہ هوتا هی اور براتیں اُٹهہ جاتیں هیں اور شادیاں موقوف هوجاتي هیں اگرچہ مہر کا زیادہ باندهنا شرعاً ممنوع نہیں مگر جب اسپر اتنا اهتمام هوتا هی جیسے کہ ضروریات دین پر چاهیئے تها تو یہہ بهي گویا بدعت هي میں داخل هی یا یہہ کہ مثلاً بڑے خانداني اشراف تو هیں مگر اُس اشرافت میں یہہ خاک ڈالتے هیں کہ باوجود فاقہ پر فاقہ هونے اور نیت ڈاواں ڈول هونے کي محنت مزدوري پیشہ حرفہ نہیں کرتے اور پهر اُسکو بڑي خوبي اور نہایت وضع داري سمجهتے هیں یا ضرورت تو درپیش هی اور سودا لانے کي حاجت مگر مشیخت کے مارے اور نواب زادہ پن نہ جاتے رهنے کے واسطے یا مولوي زادہ پن اور پهر زادہ پن میں بٹا نہ لگنے کے لیئے سودا خریدنے نہیں جاتے اور اگر جبراً قہراً گئے بهي تو سودے والے کي دوکان پر سودا لیئے بیٹهے هیں کہ کوئي همارے دادا جان کي رعیت هي میں سے آجاوے یا طالب علم همارا شاگرد هي مل جاوے یا کوئي مُرید نظر پڑ جاوے تو اُس سے اُٹهوا کر لیجاویں اس قسم کي سب باتیں بدعت هي میں داخل هیں کیونکہ شریعت محمدیہ میں ایسي باتوں کے پیچهے پڑنا اور اُن کا اهتمام کرنا مقصود نہیں هی اسي طرح بعضي رسمیں شگون اور بدشگوني کي کفار مشرکین میں جاري هیں کہ وہ لوگ اُنکے هونے کو شگون اور نہونے کو بد شگوني سمجهتے هیں جیسے بعضے هندوؤں میں بیاہ کے وقت مسي لگاني اور جمیع اقوام هندوں میں نتهہ پہننیں اور چوڑیاں هاتهوں میں پہننیں بلکہ بعضے وقتوں میں خاص هري هي چوڑیاں پہننیں مروج هیں اور وہ لوگ اِن رسموں کے هونے کو شگون اور نہونے کو بد شگوني سمجهتے هیں

ان رسموں کو مسلمانوں نے بھي اپنے ہاں اسي طرح ہو بہو رواج دیا ہی اور اسي طرح اسکے بجالانے پر اہتمام کیا جاتا ہی جس طرح کہ ہندوؤں میں ہوتا ہی مثلاً کواري بیٹي کو کبھي مسي نہیں لگوانے کے بغیر نتھہ کے کبھي بیاہ نہیں کرنے کے یہاں تک کہ اگر میسر نہوگي تو مانگ کر لوینگے کواري بیٹي چُني ڈال کر کبھي دو موتیوں کي نتھہ نہیں پہنیگي اور رانڈ عورت کبھي نتھہ ناک میں نہیں ڈالنے کي چوڑیوں کا جوڑہ سہاگن ہي پہنیگي رانڈ نہیں پہننے کي اور اگر کسي کمبختي ماري رانڈ عورت نے چوڑیاں پہن بھي لیں تو کب پہنیں جب اُسکو ہمجولیوں نے کہا کہ اے بوا تو چوڑیاں کیوں نہیں پہلنتي تیرے بھائي کو خدا جیتا رکھے تیرا بیٹا بیسا سو برس کا ہو نا بہن بد شکوني ذکر جب اُس کمبختي ماري کي شامت آئي اور اُس نے چوڑیاں پہنیں پھر گو مسلمانوں کو اُنکے شگن اور بد شگن ہونے کا اعتقاد نہو لیکن جب اُسکے ساتھہ وہ معاملہ کیا جاتا ہی جیسا مشرکین کرتے ہیں اور اُسکے بجالانے پر وہ اہتمام ہوتا ہی جیسا ضروریات دین پر چاہیئے تہا جنکے کرنے سے شرعاً بھلائي اور نکرنے سے شرعاً برائي حاصل ہوتي ہی تو یہہ ساري باتیں بدعت ہي ہیں اور اگر ان باتوں کے شگن اور بد شگن ہونے کا اعتقاد رکھے جیسے کفار مشرکین رکھتے ہیں تو پھر خاصا شرک ہوجاتا ہی نعوذباللہ منہا غرضکہ اس طرح ہزاروں بلائیں اشرافوں اور بھلے مانسوں اور کمینوں اور مولویوں اور مولوي زادوں اور پیروں اور پیر زادوں اور ملا سیانوں میں مروج ہیں کہ جنکا کچھہ حد و حساب نہیں اور اُن باتوں کے پورا کرنے اور بجالانے پر اتنا اہتمام ہوتا ہی کہ جماعت سے نماز پڑھنے کا بھي اتنا خیال نہیں اور جب آدمي انصاف کرکر اور اپنے باپ دادا اُستاد پیر کي رسموں کي محبت دل سے نکال کر اور سنت رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم کي محبت دلمیں جماکر دیکھیگا تو خود انصاف کرلیگا کہ یہہ طریقہ ہرگز رسول مقبول اور صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کا نہ تہا پھر یہہ باتیں اگر بدعت نہیں ہیں تو کیا ہیں اے بھائي مسلمانوں سنت رسول اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم کي محبت دلمیں جماؤ اور بدعت کو چھوڑو ——

بیت

ہرچہ نہ از قراں طرازي بر فشاں زاں آستیں * ہرچہ نہ از ایمان بساطي درنورد آں داستاں

اس بیان سے بدعت کے معني جسمیں یہہ تینوں طرح کي بدعتیں آجاویں یہہ معلوم ہوئي کہ جو نئي چیز کہ نہ اُسکو اور نہ اُسکي مانند دوسري چیز کو رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم نے کیا اور نہ اُسکے کرنے کو فرمایا اور نہ حضرت کے وقت میں اُسکو کسي نے اس طرح پر کیا کہ حضرت کو خبر ہوئي ہوئي مگر حضرت نے منع نکیا اور نہ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں بغیر بُرا جاننے کے اُسکا رواج ہوا پھر خواہ اُس چیز کا سرے سے وجود ہي نہوا ہو یا اُسکا وجود تو ہو مگر اس طرح پر اور اس صورت پر اور اس ڈھنگ پر جس طرح

کہ اب نکلی ھی نہوا ھو اور کوئی شخص اُسکو دین کی بات اعتقاد کرکر برتے اور اُس کے کرنے اور نکرنے میں فائدہ اور نقصان دینی سمجھے یا یوں تو نجانے مگر اُس کو اسی طرح پر برتاؤ میں لاوے جس طرح کہ فائدہ اور نقصان کا اعتقاد رکھنے والے بجالاتے ھیں یا جسطرح کہ دین کی باتوں کو برتاؤ میں لاتے ھیں تو وہ چیز بدعت ھے۔ جس کے حق میں رسول مقبول صادق مصدوق نے فرمایا " ایاکم و محدثات الامور فان کل محدث بدعة و کل بدعة ضلالة " یعنی بچو تم نئی باتوں سے کیونکہ جو نئی بات ھی بدعت ھی اور جو بدعت ھی گمراھی ھی اور جس کے حق میں فرمایا " شرالامور محدثاتھا " یعنی بدترین چیزوں کی نئی چیزیں ھیں اب معلوم ھوگیا کہ بدعت کبھی اچھی ھوتی ھي نہیں جو بدعت ھی وہ گمراھی ھی اور بدعت کو حسنہ کہنا بالکل غلطی ھی اسواسطے اب ھم بدعت حسنہ اور سیئۂ کی بھی تفصیل بتا دیتے ھیں *

بدعت حسنہ اور سیئۂ کا بیان

جانا چاھیئے کہ بعضے عالموں نے بدعت کے یہہ معنی لکھے ھیں " البدعة ما أحدث علی خلاف الحق المتلقي عن رسول الله صلی الله علیه وسلم من علم أو عمل أو حال بنوع شبهة و استحسان وجعل دیناً قویماً وصراطاً مستقیماً کذا في البحر " یعنی کتاب بحرالرائق میں لکھا ھی کہ بدعت اُس نئی بات کو کہتے ھیں جو برخلاف ھو اُن سچی باتوں کے جو رسول خدا صلی الله علیه وسلم سے سیکھی ھیں پھر وہ نئی بات خواہ علم کی ھو خواہ عمل کی خواہ حال کی اور وہ بات کسی شبہہ سے نکلی ھو یا اچھا سمجھہ کر نکلی ھو اور اُسکو ایک دین اور سیدھا رستہ ٹھیرالیا ھو پھر جو بدعت کہ ایسی ھوگی وہ ھمیشہ سیئۂ ھي ھوگی اور ایسی بدعت کبھی حسنہ نہیں ھوسکتی اور بعضے عالموں نے بدعت کے یہہ معنی بیان کیئے ھیں " احداث مالم یکن في عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم " یعنی بدعت نئی بات نکالنی ھی جو رسول خدا صلی الله علیه و سلم کے وقت میں نہ تھی اور پھر اُن لوگوں نے بدعت کے یہہ معنی ٹھرا کر اُسکی دو قسمیں حسنہ اور سیئۂ نکللی ھیں " کما قال الجزري في النهاية البدعة بدعتان بدعة هدی و بدعة ضلالة فماکان في خلاف ما امر الله به و رسوله فهو في حیز الذم والانکار وما کان واقعاً تحت عموم ما ندب الله و حض علیه رسوله فهو في حیز المدح " یعنی نہایہ جزری میں لکھا ھی کہ بدعت دو طرح کی ھی ایک تو بدعت حسنہ ھی اور ایک بدعت سیئۂ پھر جو بدعت کہ الله اور الله کے رسول کے حکم کے برخلاف ھی وہ تو بدعت سیئۂ ھی اور جو بدعت اُس میں داخل ھی جسکے کرنے کو الله اور الله کے رسول نے کہا یا رغبت دلائی تو وہ بدعت حسنہ ھی اب غور کرو کہ ان دونوں معنوں میں کچھہ فرق نہیں پہلی روایت کا بھی یہی حاصل

ھی کہ جو بات خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے برخلاف ھی وہ بُري ھی اور دوسري روایت کا
بھي یہي مطلب ھی کہ جو نئي بات خدا اور خدا کے رسول کے حکم کے برخلاف ھی وہ بُري یعني
بدعت سیۂ ھی اور جو برخلاف نہیں وہ بدعت حسنہ ھی پس اِن دونوں معنوں میں کچھہ
فرق نہیں جو باتیں بُري ھیں وہ سب لوگوں کے نزدیک بُري ھیں صرف فرق اتنا ھی کہ بعضي
اچھي باتوں کو وہ لوگ سنت میں گنتے ھیں اور یہہ لوگ بدعت حسنہ اُسکا نام رکھتے ھیں
لیکن اگر انصاف سے دیکھو کہ جن لوگوں نے بدعت کي دو قسمیں نکالیں ھیں ایک حسنہ
اور ایک سیۂ اُن لوگوں سے اِن حدیثوں کے معني سمجھنے میں چوک ھوگئي کیونکہ
اُن حدیثوں میں جو لفظ آئے ھیں اُن پر اُن لوگوں نے غور نہیں کي کہ نئي چیز کس کو کہتے
ھیں اور اس سبب سے نئي چیز کے یہہ معني سمجھہ گئے کہ جو حضرت کے وقت میں
نہو حالانکہ نئي چیز کے یہہ معني ھیں کہ نہ وہ چیز ھو اور نہ اُس کي مانند دوسري چیز
چنانچہ ھم اس مطلب کو طرح طرح سے مثالیں دیکر اوپر سمجھا چکے ھیں پس جب
اُن لوگوں کو نئي چیز کے معني سمجھنے میں غلطي پڑي تو لاچار اُنھوں نے بدعت کي
دو قسمیں ٹھہرائیں ایک حسنہ اور ایک سیۂ اور یہہ جو صاف صاف رسول مقبول صلی اللہ
علیہ و سلم کا قول تھا کہ جو بدعت ھی گمراھي ھی اور بدترین چیزوں کي نئي چیزیں
ھیں اُسکي تاویل کرني پڑي اور اُس کے معني گھڑھنے پڑے اگر وہ لوگ نئي چیز کے معني
بخوبي سمجھہ لیتے تو نہ بدعت حسنہ نکالني پڑتي اور نہ حدیث کے سیدھے سیدھے معنوں کو
بدلنا پڑتا مگر الحمدللہ کہ یہاں تک تو مطلب ایک ھی صرف نام کا فرق ھی کہ وہ لوگ
جسکو بدعت حسنہ کہتے ھیں ھم اُس کو سنت حکمیہ سمجھتے ھیں مگر ھمارے زمانہ
میں لوگوں نے بدعت حسنہ کے اَوْر ھي معني نکالے ھیں کہ جو آج تک کسي نے نہیں کہے
یعني وہ یہہ بات کہتے ھیں کہ اگرچہ کوئي بات حضرت کے وقت میں یا صحابہ اور تابعین
اور تبع تابعین کے وقت میں نہوئي ھو اور وہ نئي نکلي ھوئي ھو مگر اُس میں اچھي اچھي
باتیں اور ثواب کے کام ھوتے ھوں تو وہ بدعت حسنہ ھی حالانکہ یہہ نہیں جانتے کہ تمکو
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر بتائے کہاں سے معلوم ھوا کہ اس بات میں ثواب ھی اور
اسي بدعت کے مقابلہ میں ھم کہا کرتے ھیں کہ بدعت کیسي ھي ھو حسنہ یا سیۂ اُس کا
چھوڑنا اور اُس سے بیزاري کرني اور متابعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کي سنت پر چلنا
اور کیسي ھي چھوٹي سنت ھو اُس پر جان دیني دونوں جہان کي نعمت سے اعلی اور اولی اور
افضل ھی کیونکہ سنت پر چلنے سے نور ایمان زیادہ ھوتا ھی اور اللہ کے دربار میں رتبہ
بڑہ جاتا ھی اور بدعت کرنے سے ایک سنت اُٹھہ جاتي ھی پھر فرض کرو کہ اگر بدعت
کرنے میں گو وہ تمھارے نزدیک حسنہ ھي کیوں نہو اگر ھمکو گٹھریاں کي گٹھریاں چھکڑے

بھر بھر کر ثواب ملتا ہو اور سنت پر چلنے سے ایک تل بھر تو ہمکو وہ تل بھر کافی ہی اور وہ بہت سا ثواب درکار نہیں — بیت

مردماں گویند احمد خیمہ درگلزار زن * من گلے را دوست میدارم کہ در گلزار نیست

اور † اُن لوگوں نے جو بدعت حسنہ کے یہہ غلط معني سمجھے تو اُس کا سبب یہہ ہی کہ اِن لوگوں کي نگاہ سے وہ حدیثیں گذري ہیں جنکے معني غلط سمجھہ گئے اور بدعت حسنہ کے نئے معني بنائے اسواسطے ہمکو ضرور پڑا کہ اُن حدیثوں کو بیان کرکر اُن کے معني بھي بیان کردیں " عن جریر قال کنا في صدرالنهار عند رسول‌الله صلی‌الله علیه و سلم فجاءه قوم عراة مجتابي‌النمار اوالعباء متقلدي‌السيوف عامتهم من مضر بل کلهم من مضر فتمعر وجه رسول‌الله صلی‌الله علیه و سلم لمارای بهم من الفاقة فدخل ثم خرج فامر بلالاً فاذن و اقام فصلی ثم خطب فقال یاایهاالناس اتقوا ربکم‌الذي خلقکم من نفس واحدة الی آخرالایة ان‌الله کان علیکم رقیباً و آیةالتي في‌الحشر اتقوا الله والتنظر نفس ما قدمت لغد تصدق رجل من دیناره من درهمه من ثوبه من صاع بُرّه من صاع تمره حتی قال ولو بشق تمرة قال فجاء رجل من الانصار بصرة کادت کفه تعجز عنها بل قد عجزت ثم تتابع‌الناس حتی رایت کومین من طعام و ثیاب حتی رایت وجه رسول الله صلی‌الله علیه و سلم یتهلل کانه مذهبة فقال رسول‌الله صلی الله علیه وسلم من سن في‌الاسلام سنته حسنة فله اجرها و اجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شی و من سن في‌الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها و وزر من عمل بها من‌بعده من غیر ان‌ینقص من اوزارهم شی " یعني مشکواة شریف کي کتاب‌العلم میں جریر سے یہہ حدیث نقل کي ہی کہ اُنھوں نے یہہ بات کہي کہ دو پہر سے پہلے رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم کے پاس ہم لوگ تھے کہ کچھہ لوگ آپ پاس آئے ننگے بدن کنبل لپیٹے ہوئے یا پہنے ہوئے اور گلے میں تلواریں ڈالے ہوئے کہ بہت سے اُن میں کے مضر کے تھے بلکہ سبکے سب مضر کے تھے پس رسول خدا صلی‌الله علیه و سلم کے منہہ کا رنگ اُنکے فاقہ کا حال دیکھہ کر متغیر ہوگیا پھر آپ اُن کے لیئے کچھہ لانے کو گھر میں تشریف لے گئے مگر گھر میں کچھہ نہ پایا تو پھر باہر تشریف لائے اور بلال کو حکم دیا کہ اُنھوں نے اذان کہي اور تکبیر کہکر نماز پڑھي پھر حضرت نے خطبہ پڑھا اور اُس میں یہہ آیت پڑھي اے لوگو ڈرو اپنے پروردگار سے جس نے پیدا کیا تمکو ایک جان سے اور اِس آیت کو اخیر تک پڑھا کہ الله ہي تمپر

---

† بدانکہ ہر عبادت موافق سنت است آں عبادت مفید تر است براے ازالہ نفس و تصفیہ عناصر و حصول قرب الٰہي لہذا از بدعت حسنہ مثل بدعت قبیحہ اجتناب می‌کنند کہ رسول‌الله صلی‌الله علیه و سلم فرمود کل محدثة بدعة و کل بدعة ضلالة پس نتیجہ ایں حدیث آنست کہ کل محدثة ضلالة و بدیہي است کہ لاشی من‌الضلالة بہدایة و فلا شی من‌المحدثة بہدایة و نیز در حدیث آمدہ ان‌القول لایقبل مالم یعمل بہ و کلاہما لایقبلان بدون‌النیة والقول والعمل والنیة لایقبل مالم یوافق السنة و چوں اعمال غیر مطابق سنت مقبول نباشد ثواب براں متوتب نشود (ترجمہ ارشاد الطالبین قاضي شیخ ثناءالله پاني پتي) —

نگہبان ہی اور پھر سورہ حشر کي آیت پڑھي کہ ڈرو اللہ سے اور آدمي کو چاھیئے اُس چیز پر نظر کرے جو پہلے کرچکا ھی قیامت کے لیئے پھر فرمایا حضرت نے کہ للہ دے کوئي شخص اپنے پاس سے روپیہ ھي یا اشرفي ھي یا کپڑا ھي یا ایک پیمانہ گیہوں ھي یا ایک پیمانہ کھجور ھي یہاں تک فرمایا کہ للہ دے اگرچہ ٹکڑا کھجور ھي کا ھو اور جنھوں نے یہہ حدیث نقل کي ھی اُنھوں نے کہا کہ پھر ایک شخص انصار میں سے ایک بھري ھوئي اشرفیوں کي یا روپیوں کي تھیلي لایا کہ قریب تھا کہ اُس کا ھاتھہ تھک جاوے بلکہ تھک ھي گیا پھر پے درپے لوگوں نے لانا شروع کیا یہاں تک کہ میںنے دو ڈھیر اناج اور کپڑے کے دیکھے یہاں تک کہ رسول خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم کا چہرہ خوشي سے چمکنے لگا کہ گویا سونا پھرا ھوا ھی پھر رسول خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے رواج دیا اسلام میں نیک طریقہ کو تو اُس کے لیئے اُس کا ثواب ھی اور اُس شخص کو جو اُس کے بعد اُس کو کریگا اور اُس کرنے والے کا بھي ثواب کچھہ نہیں گھٹنے کا اور جس نے نکالا اسلام میں بُرے طریقہ کو تو اُس پر اُس کا عذاب ھی اور اُس شخص کا جو اُس کے بعد اُس کو کرے اور اُس کرنے والے کا بھي عذاب کچھہ نہیں گھٹنے کا ف اس حدیث سے ھمارے زمانہ کے لوگوں نے یہہ سند پکڑي ھی کہ جو شخص اچھي بات دین میں نکالے وہ بدعت حسنہ ھی اور جو بُري نکالے وہ بدعت سیئہ ھی اور یہہ سمجھہ اُن کي بالکل غلط ھی دو وجہہ سے ایک تو یہہ کہ وہ لوگ "من سن سنة حسنة" کے یہہ معني سمجھے ھیں کہ جو شخص اچھي بات نکالے حالانکہ اُس کے یہہ معني نہیں بلکہ اِس کے معني یہہ ھیں کہ جو شخص اچھي بات کا رواج دے یعني وہ بات پہلے سے تو نکلي ھوئي ھو اور رسول خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم نے اُس کي خوبي بتا دي ھو اور اُس نکلي ھوئي بات کو جو شخص رواج دے اُس کے واسطے یہہ ثواب ھی نہ یہہ کہ اپني طرف سے کوئي بات نکال کر اور اُس کو اچھا سمجھہ کر رواج دے اور ھمنے جو اس حدیث کے یہہ معني بیان کیئے اِس کي دو دلیلیں ھیں ایک تو یہہ کہ اسي حدیث سے ظاھر ھی کہ رسول خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم نے للہ دینے کا تو حکم دیدیا تھا مگر اس کا رواج باقي تھا پھر جس شخص نے کہ پہلے لاکر دیا اُس نے رسول خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم کے حکم کو رواج دیا کہ اُس کي دیکھا دیکھي اَور لوگ بھي لائے اِسیواسطے رسول خدا صلی‌اللہ علیہ و سلم نے اُس پہلے شخص کي بڑائي اور اُس کو زیادہ ثواب ملنے کي بشارت دي اب معلوم ھوگیا کہ اس حدیث سے کوئي نئي بات نکالني مراد نہیں بلکہ جو بات کہ حضرت کے اصحاب اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں نکل چکي ھی اُس کا رواج دینا مراد ھي دوسرے یہہ کہ یہہ قاعدہ ھی کہ ایک حدیث دوسري حدیث کي تفسیر پڑ جاتي ھی اب دیکھو کہ رسول خدا صلی‌اللہ علیہ وسلم نے ایک اَور حدیث میں یہي بات فرمائي ھی " و عن بلال بن الحارث المزني قال قال رسول‌اللہ صلی‌اللہ علیہ و سلم

من احيي سنة من سنتي قد اميتت بعدي فان له من الاجر مثل أجور من عمل بها من غيران ينقص من اجور هم شيئاً و من ابتدع بدعة ضلالة لا يرضها الله و رسوله كان عليه من الاثم مثل اثام من عمل بها لا ينقص ذلک من اوزارهم شيئاً" يعني مشكواة شريف کے باب الاعتصام بالسنة ميں بلال ابن حارث مزني سے يہه حديث نقل کي هی کہ اُنہوں نے يہه بات کہي کہ رسول خدا صلی الله عليه وسلم نے فرمايا کہ جس نے زندہ کيا يعني رواج ديا ميري ايسي سنت کو کہ مرگئي تهي يعني چهوت گئي تهي ميرے بعد تو اُس کے ليئے اُن لوگوں کي مانند ثواب هی جو اُس سنت پر عمل کرينگے بغير اِس کے کہ اُن لوگوں کے ثواب ميں سے کچهہ گهٹے اور جس شخص نے نکالا گمراهي ميں سے بدعت کو نہيں راضي هوتا اُس سے الله اور رسول اُس کا هوگا اُس پر اُس کا گناہ مانند گناہ اُن لوگوں کے جو اُس پر عمل کرينگے بغير اِس کے کہ اُن لوگوں کے گناهوں ميں سے کچهہ گهٹے اب غور کرو کہ ان دونوں حديثوں کا ايک مطلب هی پہلي حديث ميں فرمايا من سن سنة حسنة اور دوسري حديث ميں فرمايا من احيي سنة من سنتي اس سے معلوم هوا کہ من سن کے اور من احيي کے ايک معني هيں اور من احيي کے معني تو رواج دينے اور جاري کرنے کے هيں تو من سن کے بهي يهي معني هوئے اس حديث سے صاف معلوم هوگيا کہ جو لوگ من سن کے معني نئي بات نکالنے کے سمجهتے هيں اُنکي سمجهہ بالکل غلط هی مگر ان معنوں ميں بعضے لوگوں کو ايک شبهہ پڑيگا کہ اگر پہلي جگهہ من سن فی الاسلام سنة حسنة کے معني رواج دينے اور جاري کرنے کے تهہرے تو دوسري جگهہ من سن فی الاسلام سنة سيئة ميں سن کے معني رواج دينے اور جاري کرنے کے کيونکر هوسکتے هيں کيونکہ اگر يہاں بهي سن کے يهي معني تهہريں تو اسکے يہه معني هونگے کہ دين ميں جو بُرا طريقہ نکلا هوا هی اگر اُس کو کوئي رواج دے يا جاري کرے تو اُس پر يہه عذاب هی حالانکہ دين ميں جتنے طريقے هيں وہ سب اچهے هيں دين ميں کوئي بُرا طريقہ نہيں پهر اُس کے کيا معني کہ دين ميں جو بُرا طريقہ نکلا هوا هی اُس کو رواج دے يا جاري کرے ليکن يہه شبهہ اُن لوگوں کي ناداني هی اسواسطے کہ خود رسول خدا صلی الله عليه و سلم نے بتا ديا هی کہ دوسري جگهہ سن کے معني رواج دينے کے نہيں هيں بلکہ يہاں سن کے معني نئي بات نکالنے هي کے هيں اس واسطے اُس دوسري حديث ميں خود رسول خدا صلی الله عليه و سلم نے پہلے من سن کے مقابل ميں تو من احيي فرمايا اور دوسرے من سن کے مقابل من ابتدع فرمايا تو اس سے معلوم هوا کہ پہلے من سن کے معني وہ هيں جو من احيي کے هيں اور دوسرے من سن کے معني وہ هيں جو من ابتدع کے هيں اور احيي کے معني تو رواج دينے

اور جاري کرنے کے هيں اور ابتدع کے معني نئي بات نکالنے کے تو پہلے من سن کے معني
بھي جاري کرنے اور رواج دينے کے هوئے اور دوسرے من سن کے معني نئي بات نکالنے کے
اب خيال کرو که اس حديث سے بھي يهي مطلب ثابت هوا که جو بات حضرت کے وقت
ميں هوچکي هی اُس کا رواج دينا اور جاري کرنا اچھا هی اور نئي بات کا نکالنا بُرا اسپر
بعضے نادان اس شبهه ميں پڑتے هيں که پهلي حديث ميں بھي دوسري جگهه رسول خدا
صلی الله عليه و سلم نے و ابتدع کا هي لفظ کيوں نه فرما ديا جسميں کچهه شبهه نرهتا اور
يهه بات اُنکي کمال ناداني کي هی کيونکه يهه تو بڑي فصاحت کي بات هی که ايک
لفظ دو جگهه آوے اور ايک جگهه اُس کے اَوْر معني هوں اور دوسري جگهه اور ديکھو الله
صاحب نے بھي سورة البقر ميں اسيطرح فرمايا وکذلک جعلنا کم امة وسطاً لتکونوا شهداء
علی الناس ويکون الرسول عليکم شهيدا يعني اور اسيطرح همنے کيا تمکو اُمت چننده تاکه
تم سب آدميوں پر گواه هو اور رسول تمپر گواه هو اس آيت ميں پهلے علی کے تو يهه معني
هيں که اگلي اُمتيں جو بُرا کام کرتي هيں تو اُنکي بُرائي پر تم گواه هو که تمهاري گواهي
سے انکا نقصان هوگا جيسے کہا کرتے هيں که فلانے چور پر گواه گذرگئے يعني اُس کي چوري
ثابت کرنے کو اور اُسکو سزا دلوانے کو چور پر گواه گذرگئے تو اس سے پهلے علی کے معني نقصان
پونهچانے کے هوئے اور دوسري جگهه جو علی آيا هی ويکون الرسول عليکم شهيدا يعني تمهاري بھلائي
کے لئے رسول تمهارا گواه هی جسکي گواهي سے تمکو فائده هوگا تو اس دوسرے علی کے معني
فائده پهونچا نے کے هوئے اور يهه بڑي فصاحت بلاغت کي بات هوئي که ايک لفظ دو جگهه آيا
پهلي جگهه اُس کے اَوْر معني تھے اور دوسري جگهه اور معني اسيطرح رسول خدا صلی الله عليه
وسلم نے سن کا لفظ دو جگهه فرمايا که پهلي جگهه اُس کے معني رواج دينے کے تھے اور دوسري
جگهه نئي بات نکالنے کے اور اُس کي سند پر دوسري حديث بيان هوچکي مگر بعضے آدمي
دوسري حديث ميں ايک شبهه نکالتے هيں که جب رسول خدا صلی الله عليه و سلم نے دوسري
حديث ميں فرمايا که من ابتدع بدعة ضلالة يعني جس شخص نے نکالي نئي بات گمراهي
کي تو اس سے معلوم هوا که نئي بات دو طرح کي هوتي هی ايک نئي بات تو گمراهي کي
دوسري نئي بات بھلائي کي تو جو نئي بات گمراهي کي هی وه بدعت سيئه هی اور جو
نئي بات بھلائي کي هی وه بدعت حسنه هی مگر يهه سمجهه اُنکي بالکل غلط هی کيونکه جب
پهلي حديثوں سے يهه بات معلوم هوگئي که جو نئي بات هی وه گمراهي هی تو اب اس
جگهه بھي اس طرح سے معني بيان کرنے چاهيئيں که پهلي حديثوں کي مخالفت نهو
اسواسطے بعضے عالموں نے دونوں جگهه زبر پڑھے هيں يعني بدعة ضلالة جسکے معني يهه هوتے

هیں که بدعت جو گمراهي هی اور جن عالموں نے ضلالة کا زیر پڑھا هی تو زیر پڑھنے میں بھي کچھه خرابي نهیں هوتي کیونکه زیر پڑھنے میں بھي اُس کے معني یهه هونگے که گمراهي میں سے بدعت کو یعني گمراهي کي تو بهت چیزیں هیں اُن میں سے ایک بدعت بھي گمراهي هی تو زیر پڑھنے میں بھي وهي مطلب نکلا جو اور حدیثوں سے نکلا تھا *

دوسري وجهه یهه هی که اس حدیث میں جو حسنه اور سیئه کا لفظ هی اس کے یهه معني سمجھه لیئے هیں که جو همارے نزدیک اچھي ثواب کي بات هی وہ بدعت حسنه اور جو همارے نزدیک بُري بات هی وہ بدعت سیئه هی مثلا یهه تو جانتے هو که مُصافحه کرنا اور کلام الله پڑھنا اور آذان دینی اچھي بات هی اب تم یوں سمجھتے هو که اگر عصر کے بعد بھي مُصافحه کرنا ٹھیرالیا یا قبروں کے گرد بھي حلقه باندہ کر کلام الله پڑھا یا مُردہ دفن کرنے کے بعد بھي آذان دے دي تو اس میں کچھه قباحت نهیں بلکه ثواب کي بات معلوم هوتي هی اسواسطے تمنے اُس کو بدعت حسنه ٹھرادیا هی اور یهه سمجھه بالکل غلط هی کیونکه کسي دین کے کام کي بھلائي بُرائي جب تک که شرع سے ثابت نهو جاوے معلوم نهیں هوتي پھر تمنے جو اپني عقل سے عصر کے بعد کے مُصافحه کے التزام کو بھي اور قبروں کے گرد حلقه باندہ کر کلام الله پڑھنے کو یا مُردہ دفن کرنے کے بعد آذان دینے کو یا اسي طرح کي اَوْر بهت سي باتوں کو جو اچھا ٹھرا رکھا هی یهه غلطي هی کیونکه جب تک که شرع سے نه ثابت هوجاوے کسي دین کي چیز کي بھلائي بُرائي معلوم هي نهیں هوتي " قال صاحب المجالس وقد تقرر فی الاصول ان حسن الافعال و قبحها عند اهل الحق انما یعرفان بالشرع لا بالعقل فکل فعل امربه فی الشرع فهو حسن و کل فعل نهي عنه فی الشرع فهو قبیح " یعني صاحب مجالس الابرار نے لکھا هی که اصول میں یهه بات ٹھرچکي هی که بھلائي اور بُرائي کاموں کي حق والوں کے نزدیک شرع هي سے معلوم هوتي هی عقل سے نهیں معلوم هوتي پھر جس کام کا که شرع میں حکم هوچکا هی وہ اچھا هی اور جس کام سے شرع میں منع هوچکا هی وہ بُرا هی " و قال الامام الغزالي في کتاب الاربعین في اصول الدین ایاک ان یتصرف بعقلک و نقول کل ماکان خیراً او نافعاً فهو افضل و کل ماکان اکثر کان انفع فان عقالک لایهتدی الی اسرار الامور الالهیة و انما یتعقلها قوة النبي صلی الله علیه و سلم فعلیک بالاتباع فان خواص الامور لاتدرک بالقیاس او ماتری کیف ندیت الی الصواة و نهیت عنها في جمع النهار وامرت بترکها بعد الصبح والعصر و عندالطلوع والغروب والزوال " یعني امام غزالي صاحب نے کتاب اربعین في اصول الدین میں لکھا هی که بچ تو اپني عقل پر کام کرنے سے اور اس بات کے کهنے سے که جو اچھي اور فائده کي بات هی وہ بهتر هی اور جو بهت هی وہ فائده مند بهت هی کیونکه تیري سمجھه الله صاحب کے بھیدوں تک کهاں پهونچتي هی اُن کو

و نبی صلی اللہ علیہ و سلم ھي سمجھتے ھیں پس تجھکو تو تابعداري ھي لازم ھی کیونکہ اِن باتوں کي خاصیتیں عقل سے نہیں سمجھي جاتیں تو نہیں دیکھتا کہ نمازوں کے وقت تو آذان دیجاتي ھی اور پھر دن بھر آذان دینے کا حکم نہیں بلکہ پو پھٹنے اور عصر کي نماز ھوچکنے کے بعد نفل پڑھنے کا اور سورج نکلتے اور ڈوبتے وقت اور ٹھیک دو پھر کو نماز پڑھنے تک کا حکم نہیں حالانکہ آذان دیني اور نماز پڑھني تو ثواب کا کام تھا پھر اگر اپني سمجھہ کو دخل ھوتا تو ھر وقت نماز پڑھنے میں ثواب ھوتا حالانکہ ان وقتوں میں نماز پڑھني منع ھی اس سے معلوم ھوا کہ اپني سمجھہ میں سمجھہ لینا کہ فلاني بات اچھي ھی کسي کام کي نہیں اچھي بات وھي ھوتي ھی جسکو رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم اچھا بتادیں " و قال في الاحیاء کما ان العقول تقصر عن ادراک منافع الادویة مع ان التجربة سبیل الیها کذلک تقصرعن ادراک ما ینفع في الاخرة مع ان التجربة غیر متطرق الیها و انما یکون ذلک لورجع الینا بعض الاموات و اخبرونا عن الاعمال المقربة الی اللہ تعالی والمبعدة عنه و ذلک محالا مطمع فیه " یعني اور انھي امام صاحب نے احیاء العلوم میں لکھا ھی کہ جس طرح عقل دواؤں کے فائدے دریافت کرنے میں عاجز ھی باوجودیکہ اُنکا فائدہ دریافت کرنے کو تجربہ کي راہ ھی اسي طرح جو باتیں قیامت میں فائدہ مند ھیں اُنکے معلوم کرنے میں بھي عقل عاجز ھی اور اُس کے ساتھہ یہہ ھی کہ اسکے دریافت کرنے کو تجربہ کي بھي راہ نہیں اور تجربہ تو جب ھوتا جب مُردے اُٹھہ آتے اور ھمکوکہہ جاتے کہ فلاني باتیں تو ثواب کي ھیں اور فلاني باتیں عذاب کي اور مُردے اُٹھہ آنے کي تو توقع ھي نہیں اب اس سے معلوم ھوا کہ جس چیز کو تمنے اپنے نزدیک اچھا سمجھا ھی اُسکا اچھا سمجھنا ٹھیک نہیں ھی بلکہ اچھا ھونا اور بُرا ھونا اُسي چیز پر بولا جاویگا جو شرع سے ثابت ھوا ھو اب سمجھہ لو کہ ان حدیثوں میں جو حسنہ اور سیئہ کے لفظ آئے ھیں اُنسے وھي مُراد ھی کہ جسکا اچھا ھونا اور بُرا ھونا شرع میں آچکا ھو پھر جن چیزوں کي بھلائي شرع میں آچکي ھی اُس کے رواج دینے میں ثواب ھی اور جن چیزوں کي برائي شرع میں آچکي ھی اُنکے رواج دینے میں عذاب ھی پس اب اگر دونوں جگہہ سن کے معني رواج دینے ھي کے ھوں تو بھي وھي ایک مطلب ھی اس حدیث سے بھي کسیطرح بدعت حسنہ کے اِن معنوں پر جو تم سمجھتے ھو استدلال نہیں ھوسکتا اور دوسري حدیث جس سے ان لوگوں نے بدعت حسنہ کے یہہ معني کھڑلیئے ھیں وہ یہہ حدیث ھی " ان اللہ تعالی نظر في قلوب العباد فاختار محمداً صلی اللہ علیہ و سلم فبعثه برسالته ثم نظر في قلوب العباد فاختار له اصحاباً فجعلهم انصار دینه و وزراء نبیه فمارآه المسلمون حسناً فهو عنداللہ حسن و ماراٰہ المسلمون قبیحاً فهو عنداللہ قبیح " یعني اللہ صاحب نے اپنے بندوں کے دلوں پر دیکھا پھر مُحمد صلی اللہ علیہ و سلم کو چنا پھر اُنکو اپنا رسول کر بھیجا پھر اپنے

بندوں کے دلوں میں نظر کي اور اُنکے لیئے اصحابؔ چُنے اور اُنکو اپنے دین کا مددگار اور اپنے نبي کا وزیر ٹھہرایا پھر جسکو مسلمان اچھا جانیں وہ الله کے نزدیک اچھي هی اور جس چیز کو بُرا جانیں وہ الله کے نزدیک بُري هی اس حدیث سے اس زمانہ کے لوگوں نے یہہ سمجھا هی کہ اگرچہ کسي چیز کي اصل پہلے زمانوں میں نہ پائي جاتي هو مگر جس چیز کو دس مسلمانوں نے اچھا سمجھا وہ بدعت حسنہ هی اور جس چیز کو بُرا سمجھا وہ بدعت سیئہ هی اور یہہ سمجھہ اُن کي بالکل غلط هی کیونکہ اس حدیث میں جو مسلمانوں کا لفظ آیا هی اگر اس سے یہہ مراد هی کہ کوئي مسلمان هو جس چیز کو اچھا جانے وہ اچھي هی تو یہہ معني صریح غلط هیں کیونکہ خود رسول الله صلی‌الله‌علیہ و سلم نے فرمایا هی "ستفترق أمتي علی ثلث و سبعون ملة کلهم في النار الا واحدة" یعني قریب هی کہ میري اُمت میں تہتر فرقے هوجاوینگے اور سب کے سب دوزخ میں جاوینگے مگر ایک فرقہ اور جتني اُمت حضرت کي هی اُن کے مسلمان هونے میں تو کچھہ شبہہ هي نہیں کیونکہ اگر وہ مسلمان نہوں تو اُمت میں کاهیکو رهیں اور هرایک فرقہ نے اپنے مذهب کو اچھا جان کر اختیار کیا هی تو اب چاهیئے کہ کوئي فرقہ دوزخ میں نہ جاے حالانکہ رسول مقبول نے تو خبر کردي هی کہ بہتر فرقے دوزخ میں جاوینگے اس سے معلوم هوا کہ یہاں هرایک مسلمان کے اچھے جاننے سے تو مراد نہیں هی بس تو اب مسلمانوں کے لفظ سے یا تو وہ مسلمان مراد هیں کہ جن کا ذکر اوپر آچکا هی یعني رسول خدا صلی‌الله علیہ و سلم کے اصحاب یا وہ مسلمان مراد هیں کہ جو شرع کے احکام کو بخوبي جانتے هیں اور وہ ایمہ مجتہدین هیں اور یا وہ مسلمان مراد هیں کہ جن کے اچھے هونے کي رسول مقبول نے خبر دے دي هی کہ وہ صحابہ هیں اور تابعین اور تبع تابعین پھر جو چیز کہ ان تینوں زمانوں میں مروج هوگئي هی نہ اُس کے سنت هونے میں کسیکو کلام هی اور جس کو علماء مجتہدین نے کلام‌الله اور حدیث رسول الله اور اثار صحابہ پر غور کر کر اپنے اجتہاد سے نکالا هی نہ اُس کے سنت هونے میں کسیکو کلام هی غرضکہ اس حدیث سے بھي یهي بات نکلتي هی کہ جو بات اُن‌تینوں وقتوں میں نکل چکي تھي‌اور یاجسکو ایمہ مجتہدین نے قیاس کر کر نکالا هی وہ باتیں اچھي هیں اور تمھاري نکالي هوئي باتیں مردود هیں اب غور کرو کہ جن لوگوں نے بدعت حسنہ کے یہہ معني نکالے تھے کہ اگرچہ کسي بات کي اصل حضرت کے وقت میں یا صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین کے وقت میں نہ پائي جاوے مگر چار مسلمانوں کي سمجھہ کے موافق اُسمیں اچھي اچھي باتیں اور ثواب کے کام هوتے هوں وہ بدعت حسنہ هی یہہ معني بالکل غلط هوگئے غورکرنے کي بات هی کہ حدیث شریف میں آیا هی " لاتجتمع أمتي علی الضلالة " یعني میري اُمت گمراهي پر اکھٹي نہیں هوتي اور اسي سبب سے اجماع اُمت کا دلیل شرعي هوگیا هی اُس پر بھي اصول کي کتابوں میں یہہ شرط لگادي هی کہ سند اور دلیل اُس

اجماع کي يهي کتاب الله اور سنت رسول الله سے چاهيئے تمنے جو دين کي هر بات ميں گهٹانا اور بڑهانا شروع کيا اور کہنے لگے کہ "ماراہ المسلمون حسنا فهو عندالله حسن" يهه کب ٹهيک هوسکتا هی اے بهائي مسلمانوں يهه سب نفس کي شامت هی ان باتوں کو چهوڑو اور خالص ستهرے سني مسلمان هوکر اپنے تئيں مُردے کي مانند درياے شريعت محمديه علی صاحبها الصلواۃ والسلام ميں ڈالدو اور جسطرف اُسکي موجيں ليجاويں بخوشي چلے جاؤ اپنے هاتهه پانوں مت هلاؤ مبادا کہ لهر پر سے چوک جاؤ اور بهنور ميں جاپڑو کہ پهر ڈوب نے کے سوا کچهه چاره هي نهيں *

اجماع اُمت کا بيان

ف جاننا چاهيئے کہ سب عالموں کے نزديک اجماع اُمت محمدی علی صاحبها الصلواۃ والسلام کا اُس چيز کے اچها هونے کي دليل هی مگر لوگ اجماع ميں جسکا ذکر شرع ميں هی اور رواج ميں فرق نهيں جانتے حالانکه يهه بڑي غلطي هی کيونکه اجماع اَور چيز هی اور رواج اَور چيز تفصيل اُسکي يوں هی کہ بعضے وقت کوئي نئي بات خواه ظاهر کي هو خواه باطن کي کسي سبب سے هوتي شروع هوتي هی اور اُنکے بعد جو اَور لوگ هوتے هيں وه بهي اُسکو کرتے جاتے هيں يهاں تک کہ اُسپر ايک مدت گذرجاتي هی اور پهر وه بات هرايک شخص کيا بڑے اور کيا چهوٹے کے هاں ايسي طرح مقرر هوجاتي هی کہ اگر کوئي اُسکو چهوڑے تو اُسکو برا بهلا کهتے هيں اور جب اُسکي اصل ڈهونڈني جاتي هی کہ يهه بات کهانسے نکلي تو شرع ميں اُسکا ٹهکانا نهيں لگتا تو اسطرح ايک چيز پهيل جانے کو رواج کهتے هيں اس بات کي شرع ميں کچهه حقيقت نهيں اور اسکو اجماع اُمت سمجهنا گمراهي هی اور بعضے وقت ايسا هوتا هی کہ نئي بات پيش آتي هی اور اُس زمانه کے علماء مجتهدين اُسکي تلاش کے درپے هوتے هيں اور کلام الله اور حديث رسول الله اور آثار صحابه پر غور کرکر اُس بات کا ايک حکم نکالتے هيں اور جب وه حکم نکل آتا هی تو هر شخص جان ليتا هی کہ اس دليل شرعي سے يهه حکم نکالا اور اُسي پر عمل درآمد رکهتے هيں اسطرح سے حکم نکلنے کو اجماع کهتے هيں جب يهه بات سمجهه لي تو اب جاننا چاهيئے کہ اُن تينوں زمانوں کے بعد صرف کسي چيز کے مروج هوجانے سے وه چيز بدعت سے نهيں نکل جاتي برخلاف اجماع کے کہ جس مسئله پر اجماع اُمت هوجاوے وه مسئله سنت ميں داخل هوجاتا هی اور اسکا سبب يهه هی کہ کلام الله سے يهي بات نکلتي هی کہ جس بات کو مسلمان دين کا حکم سمجهه کر بجالاويں وهي ٹهيک هی "کما قال الله تعالی و من يشاقق الرسول من بعد ما تبين له الهدی و يتبع غير سبيل المؤمنين نوله ما تولی و نصله جهنم و ساءت مصيرا" يعني الله صاحب نے سورة النساء ميں فرمايا اور جو کوئي مخالفت کرے رسول سے جب

کہہ چکی اُسپر راہ کي بات اور الگ چلے مسلمانوں کي راہ سے حوالہ کریں ہم اُسکو وہي راہ جو اُسنے پکڑي اور ڈالیں اُسکو دوزخ میں اور بہت بري جگہہ پہونچا پس اس آیت میں اللہ صاحب نے فرمایا کہ مسلمانوں کي راہ تو اس سے یہي بات سمجھہ میں آتي هی کہ جس راہ کو مسلمانوں نے اپنے اسلام کے سبب اختیار کیا هو جیسے بولتے هیں کہ بادشاہ کا حکم یا قاضي کا حکم تو اس سے یہي مراد هوتي هی کہ بادشاہ نے اپني بادشاهت کے سبب اور قاضي نے اپني قضاوت کے سبب جو حکم دیا هو وہ حکم بادشاہ کا اور قاضي کا کہلائیگا یا جیسے یوں بولتے هیں کہ یہہ تو سپاهیوں کي راہ هی یا یہہ مشایخوں کا طریقہ هی تو اس سے یہي بات سمجھہ میں آتي هی کہ جس راہ کو سپاهیوں نے اپني سپہگري کے سبب اور جس طریقہ کو مشایخوں نے اپنے مشایخ پنے کے سبب اختیار کیا هو غرضکہ اس آیت میں مسلمانوں کي راہ سے وهي راہ مراد هی جو مسلمانوں نے اپنے اسلام کے سبب اختیار کي هو نہ بطور رسم و عادت کے چنانچہ حدیث " ماراٰہ المسلمون حسناً فہو عنداللہ حسن " میں بھي یہي معني مراد هیں کہ جس چیز کو مسلمانوں نے اپنے اسلام کے سبب اچھا جانا هو وہ اللہ کے نزدیک بھي اچھي هی کیونکہ اس حدیث میں اچھا جاننا فرمایا یہہ نہیں فرمایا کہ جسکا رواج مسلمانوں میں هوگیا هو وہ اچھي هی حاصل یہہ کہ جتنے مسئلے اجماعي هیں وہ تو سنت میں داخل هیں اور جتني باتیں کہ بطور رواج کے جاري هو رهي هیں وہ سب بدعت هیں پھر اجماع میں اور رواج میں خوب فرق رکھنا چاهیئے *

احتجاج بلا دلیل کا بیان

ف بعضے لوگ اس شبہہ میں پڑتے هیں کہ جو چیز حضرت کے وقت میں نہیں هوئي اور نہ اُن تینوں وقتوں میں اُسکا رواج هوا اگر اُسکا کرنا نادرست هو تو اُسکے یہہ معني هوئے کہ ایک چیز کا نہونا اُسکي ناجوازي کي دلیل هوئي حالانکہ اصول کا مسئلہ هی کہ احتجاج بلادلیل درست نہیں یعني کسي چیز کے نہونےپر دلیل پکڑني درست نہیں هی مگر یہہ شبہہ اُنکا بیجا هی کیونکہ اصول کي ساري کتابوں میں کسي چیز کے نہونے پر دلیل پکڑنے کو دو طرح پر لکھا هی ایک یہہ کہ مثلاً ایک بات هو اور اُسکا هونا کئي دلیلوں سے هوسکتا هو تو ایک دلیل کے نہونے سے اُسکے نہونے پر دلیل نہیں پکڑي جاسکتي مثلاً آدمي کے مرجانے کي بہت سي صورتیں هیں کہ آدمي بیماري سے بھي مرتا هی زهر کھاکر بھي مرتا هی چھت پر سے گر کر بھي مرتا هی پھر اگر کوئي یوں کہے کہ فلاں شخص نہیں مرا کیونکہ چھت پر سے نہیں گرا تو چھت پر سے نگرنے کي دلیل سے اُسکے نہ مرنے کا حکم دینا درست نہیں کیونکہ هوسکتا هی کہ وہ شخص بیمار هوکر مرگیا هو یا زهر کھاکر مرگیا هو لیکن اگر کوئي بات ایسي هو کہ اُسکے لیئے ایک دلیل کے سوا دوسري دلیل هی نہو تو اُسوقت دلیل

کے نہونے پر دلیل پکڑنی البتہ درست ہوگی مثلاً خون کے بدلے پھانسی اُسی کو دیجاتی ہی جو خون کرتا ہی پھر اب اگر کوئی یہہ بات کہے کہ فلانے شخص کو خون کے بدلے پھانسی نہیں ملنے کی کیونکہ اُسنے خون نہیں کیا تو اب پھانسی نہ ملنے کو خون کے نکرنے پر دلیل پکڑنی درست ہوگی کیونکہ پھانسی ملنے کی دلیل تو صرف خون کرنا تھا جب وہ دلیل جاتی رہی تو پھانسی ملنی بھی جاتی رہی غرضکہ اگر کوئی ایسی چیز ہو کہ اُس کے ہونے پر ایک دلیل کے سوا دوسری دلیل ہی نہو تو اُس دلیل کے نہونے پر اُس چیز کے نہونے کے لیئے دلیل پکڑنی اصول کے قاعدوں کے موافق درست ہی اب غور کرو کہ شرع کے جتنے احکام ہیں اُن کے ہونے پر ایک دلیل کے سوا دوسری دلیل نہیں اور وہ دلیل کیا ہی حکم شرع کا یہاں تک کہ مباح چیزیں جنکے کرنے نکرنے کا بندوں کو اختیار دیا گیا ہی اس میں بھی شرع ہی کا حکم ہی " کمافی المسلم الاباحۃ حکم شرعی لانہ خطاب الشرع تخیراً " یعنی مسلم میں یہہ بات لکھی ہی کہ کسی چیز کا مباح ہونا بھی شرع ہی کا حکم ہی کیونکہ اُس کام کے کرنے نکرنے پر شرع کی طرف سے اجازت ہی تو اب جہاں شرع کا حکم پایا جاویگا اُس کا کرنا درست ہوگا اور جہاں شرع کا حکم نہ پایا جاویگا اُس کا کرنا درست نہوگا تو اب کہہ سکتے ہیں کہ فلانی بات کرنی درست نہیں کیونکہ شرع میں نہیں آئی تو اب شرع میں نہ آنے کو دلیل پکڑنا درست ہوگا اور یہی سبب ہی کہ تمام فقہہ کی کتابوں میں کسی چیز کے شرع میں نہ آنے کو اُس کی ناجوازی کی دلیل پکڑتی ہی " قال صاحب الھدایۃ و ان صلی الولی لم یجز لاحد ان یصلی بعدہ لان الفرض یتادی بالولی والتنفل بہا غیر مشروع " یعنی ہدایہ میں ہی کہ اگر جنازہ کی نماز ولی پڑہ چکا ہو تو اُس کے بعد کوئی نماز نہ پڑہے کیونکہ فرض تو پہلے ادا ہو چکا اور جنازہ کی نفل پڑھنی شرع میں نہیں آئی " وقال صاحب الھدیۃ یکرہ ان یتنفل بعد الفجر اکثر من رکعتی الفجر لانہ صلی اللہ علیہ و سلم لم یزد علیہا " یعنی ہدایہ میں لکھا ہی کہ صبح صادق نکلنے کے بعد فجر کی سنتوں کے سوا اور نفل پڑھنے درست نہیں کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و سلم نے اس سے زیادہ نہیں کیا اسیطرح تمام فقہہ کی کتابیں بھری پڑی ہیں کہ اگر اُن کو چُنا جاوے تو ایک، کتاب بن جاوے *

عدم نقل کا بیان

ف بعضے لوگ اس شبہہ میں پڑتے ہیں کہ جو چیز حدیث میں نہیں آئی تو اُس سے یہہ کیونکر معلوم ہوا کہ حضرت نے وہ کیا ہی نہیں کیونکہ ہوسکتا ہی کہ حضرت نے کیا ہو مگر اُسکا ذکر کسی حدیث میں نہ آیا ہو تو یہہ اُن کا کہنا ٹھیک نہیں ہی کیونکہ جتنی باتیں ہیں اُن کا نہونا تو ثابت ہی اس سبب سے کہ سب چیز کی اصل میں عدم ہی تو جب تک کہ اُس کا ہونا نہ ثابت ہوجاوے تو اوس کی اصل جو کہ ثابت ہوچکی ہی نہیں فوت ہوسکتی

" کماقال القاري في شرحه قال وعدم وروده لايدل على عدم وقوعه قلنا هذا امر مردود لان الاصل عدم وقوعه حتی یوجد دلیل وروده " یعني ملاعلی قاري نے مشکواۃ شریف کي شرح میں الاعمال بالنیات کي حدیث کے نیچے لکھاھی کہ یہہ جو کہتے ھیں -کہ حدیث میں نہ آنا اُس بات کے نہونے پر دلالت نہیں کرتا تو ھم کہتے ھیں کہ یہہ بات مردود ھی کیونکہ ھر چیز کي اصل میں تو نہونا ھی جب تک کہ اُس کے ھونے کي دلیل نپائي جاوے " وقال بعض الافاضل الاصل في الحوادث العدم حتی یوجد علتها " یعني بعضے بڑے عالموں نے لکھا ھی کہ جتنی چیزیں ھونے والی ھیں اُن کي اصل میں نہونا ھی جب تک کہ اُن کے ھونے کي دلیل نہ پائي جاوے اب بخوبي چھن گیا کہ جن باتوں کا ذکر حدیثوں میں نہیں آیا اُن کا ایسا ھي حکم ھی کہ گویا حقیقت میں وہ باتیں ھوئي ھي نہیں *

جو بات نہیں ھوئي اُسکے نکرنے میں سنت کا بیان

ف ایک اور بات جان لیني چاھیئے کہ جو بات حضرت کے وقت یا اُن تینوں وقتوں میں ھوئي ھی جسطرح اُن کا کرنا سنت ھی اُسیطرح جو باتیں نہیں ھوئیں اُن کا نکرنا یعني اُنکو چھوڑنا بھي سنت ھی " کما قال صاحب المجالس قالواکما ان فعل مافعله رسول الله صلی الله علیه و سلم کان سنة کذلک ترک ماترکه رسول الله صلی الله علیه و سلم مع الوجود المقتضي و عدم المانع منه کان سنة ایضاً " یعني صاحب مجالس نے لکھا ھی کہ عالموں نے یہہ بات کہي ھی کہ جس طرح اُس کام کا کرنا جسکو رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے کیا سنت ھی اُسیطرح اُس کام کا چھوڑنا جس کو رسول خدا صلی الله علیه و سلم نے نہیں کیا باوجود ھونے حاجت اور نہونے مانع کے سنت ھی " ثم قال فانه علیه السلام لما امر بالاذان في الجمعة دون العیدین کان ترک الاذان فیها سنة " پھر اس کے آگے لکھا ھی کہ جب پیغمبر خدا صلی الله علیه و سلم نے جمعہ میں اذان دینے کا حکم دیا اور عیدوں میں نہیں دیا تو اب عیدوں میں اذان کا ندینا ھي سنت ھی " و قال القاري والشیخ في شرح المشکواۃ والمتابعة کمایکون في الفعل یکون في الترک ایضاً " یعني ملا علي قاري اور شیخ عبدالحق نے مشکواۃ کي شرح میں لکھا ھی کہ جسطرح تابعداري کام کے کرنے میں ھی اُسیطرح نکرنے میں بھي ھی تو اب اسي سے معلوم ھوا کہ جو بات حضرت کے وقت میں یا اُن تینوں وقتوں میں نہیں ھوئي اُسکا چھوڑنا بھي سنت ھی *

خصوصیات کا بیان

ف یہہ بھي جان لینا چاھیئے کہ جیسے حضرت کي اطاعت نکرني اور آپ کي سنت پر نہ چلنا بدعت ھی اسیطرح جو باتیں کہ خصوصیات حضرت سے ھیں یا اتفاق سے ھوگئي ھیں یا اسي طرح کي اور بہت سي باتیں جو خاص بعضے لوگوں ھي سے متعلق ھیں اُن پر

چلنا بھي بدعت هي جيسے سو رهنے سے حضرت کا وضو نجانا یا چار نکاح سے سوا حضرت کي ذات پاک کو درست هونا یا اتفاق سے مُشرکین کي بھي بخشش کي دعا مانگنا یا منافق کے جنازہ کي نماز کا پڑہ لینا یا حضرت کي ازواج مطہرات کو دوسرے نکاح کا امتناع هونا یا زکواۃ یا عهد کے گیهوں یا الله کي ماني هوئي نذر یا کفارہ کے صدقہ کا بني هاشم اور سادات پر حرام هونا یا بعضے صحابه اور اهل بیت کے قطعي بهشتي هونے کا حکم کردینا یهه ایسي باتیں هیں که اِن پر چلنا بدعت اور گناہ هي کیونکه یهه باتیں خصوصیات سے هیں یا اتفاق سے بمقتضاے بشریت هوگئي هیں اسي طرح بعضي باتیں اگرچه صحابه یا تابعین یا تبع تابعین کے وقت میں هوئیں مگر اهل حق نے اُسکو برا جانا اور اُسکا بھي رواج نهیں هوا اور پھر اُسکے بعد کوئي دلیل کلام‌الله اور سنت رسول الله یا قیاس مجتهدین یا اجماع اُمت سے اُسپر نهیں ملي تو اُسکا کرنا بھي بدعت هي سنت نهیں جیسیکه بزرگوں کے مزاروں سے مدد چاهني باوجودیکه حضرت عمر کے وقت میں ایک گنوار نے جناب پیغمبر خدا صلی‌الله علیه و سلم کے مزار مبارک سے مینهه برسنے کے لیئے دعا مانگي لیکن جب اُسکا رواج نهوا تو سنت نه ٹهیرا بلکه بدعت هي رها اور اسیواسطے مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب نے اولیاء الله کي قبروں سے مدد چاهنے کو گو وہ لوگ حقیقت میں اُنکو واسطه هي کرتے هوں اور اپني مراد الله هي سے مانگتے هوں بدعت فرمایا اور بدعت هونے کا فتویٰ دیا اور اسیطرح حضرت عایشه سے عورتوں کا قبروں پر جانا اور حضرت ابن عباس سے وضو کے وقت پانؤں پر صرف مسح کرلینا یا عبدالله ابن جعفر سے عود کا بجانا یا سعید ابن‌المسیب سے بغیر صحبت کے صرف نکاح سے حلاله کا حلال هونا یا معاویة ابن ابي سفیان سے تخت سلطنت پر بیٹھنا اور اسیطرح کي بہت سي باتیں جنکا اُنهي وقتوں میں هونا آیا هی مگر اس سبب سے که اُنکا رواج نهیں هوا اور اهل حق نے برا جانا بدعت کي بدعت هي رهیں پھر ان باتوں پر چلنا اور رواج نهونے کا خیال نکرنا عین گمراهي اور اپنے نفس کے موافق باتیں ڈهونڈہ لاني هیں نعوذبالله منها *

اُن باتوں کا بیان جو بدعت نهیں هیں

ف بعضي باتیں ایسي هیں که ظاهر میں تو معلوم هوتا هی که وہ بدعت هونگي مگر درحقیقت وہ باتیں بدعت نهیں هیں بلکه سنت هیں مثلاً قرآن کا جمع کرنا اور سورتوں کو آگے پیچھے لگانا اور رمضان میں اکهٹے هوکر تراویح پڑهني اور جمعه کو پهلي اذان دیني اور کلام‌الله میں زیر زبر دینے اور حدیثوں اور کلام‌الله کي آیتوں سے کفار مشرکین اور بدعتیان مضلین کو رد کرنا اور حدیث فقه کي کتابیں بناني اور صرف نحو کے قاعدے بقدر ضرورت بنانے اور حدیث کے راویوں کا حال تحقیق کرنا اور کلام‌الله اور سنت رسول‌الله میں سے

مسئلوں کا نکالنا یہہ سب باتیں سنت ہیں کیونکہ یہہ سب باتیں اُن تین زمانوں میں
جنکے اچھے ہونے کي رسول مقبول نے خبر کردي ہی بے کھٹکے مروج تھیں اور کوئي ان
باتوں کو برا نہ جانتا تھا بلکہ باعث بزرگي اور سبب بڑائي کا جانتے تھے مگر اِتني بات
بیشک ہی کہ ہرایک چیز کي ایک حد اللہ تعالی نے باندہ دي ہی اور ہرایک چیز کا
مرتبہ بنایا ہی کسیکا بڑا اور کسیکا چھوٹا پھر جو کوئي اُس حد سے بڑہ جاویگا اور اُس
مرتبہ کا خیال نرکھیگا البتہ بدعت میں پڑجاویگا یا مثلاً ائمہ مجتہدین کے مسئلہ نکالے ہوئے
کہ فلاني بات واجب ہی یا مندوب یا مباح ہی یا مکروہ یا حرام یا فلاني چیز فلاني چیز کي
رکن ہی اور فلاني شرط یا اسطرح پر کہ فلانا کام کرنے سے اُس کام میں پورا ثواب ہوتا ہی یا
فلاني بات کرنے سے فلاني بات لازم آجاتي یا فلاني بات کرنے کا یہہ پھل ہی یا فلاني بات
فلاني بات کے بر خلاف ہی یا فلاني بات فلاني بات کے بدلے مقرر ہوئي ہی پھر خواہ وہ بات
عقاید کي ہو یا دلکے حالات کي یا ہاتھہ پانوں کے کام کاج کي یا عبادت یا عادت یا معاملات
کي وہ سب کي سب سنت ہیں کیونکہ ان سب کي اصل شرع میں موجود ہی اور
فقہاے مجتہدین اور ائمہ متقدمین شکر اللہ سعیہم نے کتاب اللہ اور سنت رسول‌اللہ ہي سے
یہہ احکام نکالے ہیں پھر یہہ نئي چیزیں بھي نہیں ہیں جو بدعت ہوں *

تقلید کا بیان

اور اسیطرح ائمہ اربع مجتہدین کي تقلید کرني بھي سنت ہی بدعت نہیں کیونکہ ان چاروں
مذہبوں میں جو اختلاف ہیں وہ اختلاف یا تو صحابہ کے اختلاف ہیں یا ائمہ مجتہدین کے
قیاس کے اور اُس میں سے ہر ایک کي تابعداري سنت ہی نہ بدعت البتہ بعضے جاہل جو یوں
جانتے ہیں کہ ہمکو کلام‌اللہ اور سنت رسول‌اللہ صلعم سے کیا کام ہی ہمکو تو اپنے امام کے قول
کي تابعداري چاہیئے یا بعضے یوں کہتے ہیں کہ اگر فرض کرو کہ ایک قول امام کا صریح
مخالف کتاب‌اللہ اور سنت رسول‌اللہ کے کسي فتوی کي کتاب میں نکل آوے تو ہم نہ کتاب
اللہ مانینگے اور نہ سنت رسول کو ہم تو اُسي روایت کو مانینگے یا یہہ کہ اکثر عوام بلکہ
خواص بھي بعضے بزرگوں کي نسبت جنکو اللہ تعالی نے اپنے دریاے رحمت سے سیراب کردیا
تھا اور اُنکو اسبات کا ملکہ عنایت کیا تھا کہ روایات اور اختلافات مختلفہ کي دلایل پر غور
کرکر اور کتاب‌اللہ اور سنت رسول‌اللہ پر خیال کرکر ایک بات کو ترجیح دے سکتے تھے بلکہ
ہزاروں مسئلوں کا استدلال کلام‌اللہ اور سنت رسول‌اللہ سے نکال سکتے تھے اور اُنھوں نے کسي
مسئلہ میں تاج‌الائمہ امام‌الامۃ امام ابوحنیفہ کوفي کي تقلید چھوڑدي اور امام شافعي کي
تقلید اختیار کرلي یا اور کسي امام کے ائمہ مجتہدین میں سے کسي مسئلہ خاص میں
پیرو ہوگئے تو اب اُن پر رافضیوں کي طرح تبرّا کرنے لگے اور گمراہ اور مردود بتانے لگے اور کافر

اور مرتد کا فتوی دینے لگے اور جس طرح ہم لوگ حقارت اور نفرت سے اهل بدع و اهوا کا نام لیتے هیں اُسي طرح اُن بزرگوں کا بهي لامذهباً اور بدمذهباً اور گمراہ کوکے نام لینے لگے یا یهہ کہ جن لوگوں نے ائمہ مجتهدین کي تقلید کو ایک جزو ایمان کا سمجهہ رکها هی کہ جب تک لااله الاالله کے ساتهہ محمد رسول‌الله نہ کہے مسلمان هي نهیں هوتا اسي طرح جبتک کہ لااله الاالله محمد رسول‌الله کے ساتهہ اختیرت مذهب الحنفي او الشافعي او المالکي او الحنبلي نہ کہے تو مسلمان هي نهیں هوتا اور سیدهي راہ هي پر نهیں آتا البتہ اُن لوگوں کي نسبت ایسي تقلید شرکي بدعت هی ورنہ جس تقلید ائمہ مجتهدین رضوان‌الله عنهم اجمعین پر هم لوگ سنتؐ و جماعت هیں یهہ تقلید تو خاصي ستهري بےکهٹکے سنت هی کہ اِس میں کسي کو کچهہ کلام هي نهیں یا مثلاً وہ چیزیں کہ جنکي دین کے کام میں ضرورت پڑتي هی جیسے کلام‌الله اور حدیث رسول‌الله کے سمجهنے کے لایق عربي کي کتابیں پڑهني یا صوفیوں کے هاں جو باتیں حد سے زیادہ مروج هیں اُن میں ذکر خفي سے لطایف خمسہ کي تحریک اور پاس انفاس کا حال اور یادداشت رسمي اور ملاحظہ بسوے قلب جس سے حقیقت احسان کے متعلق هی اور کفار مشرکین پر جهاد کرنے کے لیئے هر طرح کے هتیار اور اُسي طرح کي اور باتیں جو مخالف شرع نهیں هیں اور صرف اُنکو احکام بجالانے کے لیئے برتا جاتا هی وہ بهي بدعت نهیں هیں مگر جب هي تک کہ کرنے والا اُنکو صرف واسطہ اور آلہ سمجهے لیکن اگر کوئي اُنکو دین کي سي بات سمجهنے لگے تو پهر وہ بهي بدعت هي میں داخل هوجاوینگي اب ضرور پڑا کہ اِس مقام پر یهہ بهي بتاویں کہ دین کے کاموں میں کسي چیز کے واسطے یا وسیلہ هونے کے کیا معني هیں تو اب سنو کہ دین کے کاموں کے وسیلے دو طرح پر هیں *

واسطہ اور وسیلہ کا بیان

ایک تو یهہ کہ وہ وسیلہ خود بهي شرع میں ثواب کا کام هی جیسے وضو کرنا اور نهانا کہ اگرچہ یهہ دونوں نماز پڑهنے کے لیئے وسیلہ اور واسطہ هیں مگر یهہ خود بهي ایسي چیزیں هیں کہ شرع میں اسکي تعریف آئي هی " قال‌الله تعالی ان‌الله یحب‌التوابین و یحب المتطهرین و قال رسول‌الله صلی‌الله علیہ و سلم الطهور شرط‌الایمان " یعني الله صاحب نے سورۃالبقرہ میں فرمایا کہ خوش آتے هیں توبہ کرنے والے اور خوش آتے هیں ستهرائي والے اور رسول خدا صلی‌الله علیہ و سلم نے فرمایا هی کہ ستهرائي شرط ایمان کي هی یا مثلاً کلام‌الله پڑهنا تو اسباب کا وسیلہ هی کہ اُسکے معنوں پر آدمي غور کرے مگر اُسکا پڑهنا خود بهي ثواب هی یا مثلاً اعتکاف کرنے سے مقصود جماعت کي نماز هاتهہ لگني اور الله تعالی کي یاد کرني اور بُري باتوں سے بچنا هی مگر اعتکاف خود بهي ثواب کا کام هی اور اسي

طرح اور بہت سي چيزيں شرع ميں ايسي هيں که درحقيقت تو وه چيزيں ايک اور کام کا وسيله اور واسطه هيں مگر وه باتيں خود بهي ثواب کي هيں اور أنکي نشاني يهه هى که اگر أن باتوں سے جو مقصود أصلي هيں قطع نظر کيجاوے تو يهه باتيں جو وسيله اور واسطه هيں ثواب سے خالي نهيں دوسري طرح کي وه چيزيں هيں که اگرچه وه خود تو ثواب کا کام نهيں هى مگر ايک اور ثواب کي بات هاتهه لگنے کو واسطه اور وسيله هوجاتا هى مثلاً سفر کرنا حج کے ليئے يا مسجد کے جانے کو بازار ميں جانا اور وضو کے ليئے کوئيں ميں سے پاني کهينچنا اور اسيطرح کي هزاروں باتيں هيں که خود تو ثواب کي بات نهيں هيں مگر ثواب حاصل هونے کو واسطه اور وسيله هوجاتي هيں کيونکه اگر أن مقصدوں سے قطع نظر کي جاوے تو نه سفر کرنے سے کچهه ثواب ملتا هى اور نه بازار ميں جانے سے اور نه پاني کهينچنے سے پهر جو شخص اِن دوسري طرح کي باتوں کو اسطرح پر کريگا جس طرح که پهلي باتيں کرتے تهے يعني أنکے مقصود اصلي سے قطع نظر کر کر أنهيں باتوں کو مقصود تهيراديويگا تو يهه باتيں أسکے حق ميں بدعت هوجاوينگي *

خاتمه

ايک اور بات بهي سمجهني چاهيئے که شرع شريف ميں اکثر باتيں ايسي هيں که جنکے حق ميں فرما ديا هى که يهه بات شرک کي هى اور يهه بات کفر کي اور يهه بات منافق پنے کي ليکن کسي خاص شخص کو مُشرک يا کافر يا منافق کهنا نهيں چاهيئے کيونکه خاص کسي شخص کو کافر يا مشرک يا منافق کهنے سے يهي بات مراد هوتي هى که وه شخص عقيده کفر اور شرک اور نفاق کا رکهتا هى اسيطرح هزاروں باتيں بدعت کي هيں ليکن أسکے کرنے والے کو بدعتي نهيں کهه سکتے کيونکه جسطرح بعضي باتوں کو شرع شريف ميں کفر اور شرک اور نفاق ميں گن ديئے سے يهه مقصود هى که لوگ أنکو چهوڑيں اور اِن باتوں سے بچيں نه يهه که جسطرح کافروں اور مشرکوں کو سمجهتے هيں اسيطرح أن باتوں کے کرنے والوں کو بهي سمجهيں اور أنکا مال لوٹنے اور أنکے بال بچوں کے پکڑنے ميں کچهه دريغ نکريں اور أنکے جنازه کي نماز پڑهنے اور أنکي بخشش کي دعا مانگنے ميں بهي مضايقه کريں اسيطرح بدعت کي باتيں بناديئے سے بهي يهي مقصود هى که آدمي أس سے بچے اور أن باتوں کو چهوڑے اور جو باتيں که سنت نهيں هيں أنکو بُرا جانے نه يهه که جو باتيں بدعتيوں کے حق ميں حديث ميں آئي هيں جيسے أنکے اعمال جاتے رهنے اور أنکي تعظيم و توقير نکرني اور أنکي بيماري ميں خبر نه پوچهني يا سلام و عليک نکرني وهي باتيں أنکے ساتهه بهي کرے کيونکه وه سب لوگ بهائي مسلمان هيں جو بُري باتيں بدعت کي أن ميں هيں أنکے چهوڑنے کو اسيطرح سمجهائے جسطرح که بهائي بهائي کو سمجهاتا هى

اور ہمیشہ سنت پر چلنے کي ترغیب دیتا رہے اور کج‌اخلاقي اور نخوت فرعوني اور تکبّر کو چھوڑے اور اپنے تئیں بڑا نیک‌بخت پرہیزگار اور اُنکو بدبخت بدعتي گنہگار نہ سمجھے کیونکہ یہہ باتیں نفسانیت اور ہماہمي کي ہیں اسلام سے ایسي باتوں کو کچھہ علاقہ نہیں الٰہي تو اپنے فضل و کرم سے سیدھي راہ کي ہدایت کر اور جو طریقہ خاص تیرے نبي صلی‌الله علیہ و سلم کا ہی اُسي پر قایم رکھہ اور جسطرح زبان سے تونے سنت محمدیہ علی صاحبہا الصلواۃ والسلام کو کہوایا ہی اُسي طرح دل و جان سے اُس پر عمل کرنے اور اُسي پر قایم رہنے کي توفیق دے آمین یا رب‌العالمین ——

جان در قدم تو ریخت احمد * این منزلت از خداے میخواست

والحمد لله علی ذلک

تمت بالخیر

ریویو

مورخہ ماہ جولائی سنہ ۱۸۷۹ ع

یہہ رسالہ راہ سنت اُس زمانہ میں لکھا گیا تھا جبکہ وہابیت کا نہایت زور شور سے دلپر اثر چھایا ہوا تھا – اگرچہ اس رسالہ کی طرز تقریر و بیان میں کچھہ فرق ہو مگر در اصل یہہ رسالہ جناب مولانا مولوی محمد اسمعیل صاحب کے ایک رسالہ مسمی بہ احقاق الحق الصریح فی احوال الموتی والضریح سے ماخوذ ہی *

ایک دفعہ جناب مولانا مولوی محمد صدرالدین خاں بہادر مرحوم کی مجلس میں سنت بدعت کا تذکرہ ہوا ، اور میں نے کہا کہ گو بدعت اعتقاد سے متعلق ہی مگر حکماً عقاید و اعمال دونوں سے علاقہ رکھتی ہی ، حتی کہ افعال عبادت و عادت و معاملات و کتابت تمام امور سے متعلق ہی – مولانا نے فرمایا کہ آنحضرت صلعم نے کبھی آم نہیں کھایا تو تم آم کھانے کو بھی بدعت کہوگے اور آم نکھانے والے کو متبع سنت – میں نے عرض کیا کہ ہاں ، مگر جیسے درجے فرض و واجب و سنت و مستحب و مباح کے اعمال جایز میں ہیں ، اور جیسے حرام و مکروہ تحریمی و مکروہ تنزیہی اعمال ناجایز میں ہیں ، اسیطرح بدعت کے بھی درجات ہیں ، کفر سے لیکر ادنی سے ادنی درجہ ترک اولی تک ، جو چیزیں کہ آنحضرت نے تناول فرمائی ہیں جب اُنکا کھانا غالباً آپ بھی سنت فرماوینگے ، تو جو چیزیں آنحضرت کو ناپسند تھیں اُنکا کھانا مکروہ تو ضرور کہا جاویگا ، اور جو چیزیں اُسوقت میں موجود نہ تھیں اُنکا پسند یا نا پسند ہونا مشتبہ ہی – پس آم کھانا مکروہ نہ سہی ترک اولی تو ہی ، اسلیئے کہ نکھانے میں تو صریح آنحضرت کے ساتھہ مطابقت ہی اور کھانے میں امر مشتبہ ہی اور اسلیئے ترک اولی تو ضرور ہی *

مولانا اس تقریر سے کسیقدر خفا ہوئے اور فرمایا کہ تم آم کھانے والوں کو کیا کہتے ہو ، میں نے عرض کیا کہ اُن کو تو میں کچھہ نہیں کہتا کیونکہ امر مشتبہ ہی لیکن اگر آپ نکھانے والوں کی نسبت استفسار فرماویں تو عرض کروں ، مولانا نے فرمایا کہ اُنہی کی نسبت کہو ، میں نے عرض کیا کہ قسم اُس خدا کی جس کے ہاتھہ میں میری جان ہی اگر کوئی شخص اس خیال سے آم نکھاوے کہ آنحضرت صلعم نے نہیں کھایا تو فرشتے اُسکے بچھونے پر اُسکے قدم چومیں — یہہ بات میں نے نہایت دلی جوش سے کہی مولانا اسکو سنکر چپ ہورہے — اُسی زمانہ زور و شور وہابیت میں اور اُسی گفتگو کے بعد میں نے یہہ رسالہ لکھا *

اخیر کلمہ جسپر مولانا نے مرحوم خاموش ہورہے اُسکو میں اب بھی ایسا ہی سچ جانتا ہوں جیساکہ اُسوقت جانتا تھا ' مگر اتنا فرق ہے کہ ایسے شخص کو جسکا ایسا حال ہو آنحضرت صلعم کي محبت میں دیوانہ و مرفوع القلم سمجھتا ہوں ' بشرطیکہ اُسنے صرف آم ہی نکھانے میں یہہ جوش محبت نہ ظاہر کیا ہو بلکہ اور تمام باتوں میں بھی اسیطرح عاشق رسول اللہ اور آپکي ہربات پر دیوانہ ہو ; مگر یہہ ایک خاص حالت ہے مذہب سے اس بات کو کچھہ تعلق نہیں *

یہہ باتیں تو ایسي صحبتوں کي یاد گار ہیں جنکي یاد سے آنسو بھر آتے ہیں ' کہاں وہ صحبتیں اور کہاں وہ مجلسیں ' کہاں وہ آزردہ اور کہاں وہ شیفتہ اور کہاں وہ صہبائي ' کہاں وہ علماء اور کہاں وہ صلحا ' صرف یاد ہي یاد ہے - پس مجھکو خود اپنا خیال جو اس رسالہ کي نسبت ہے وہ لکھنا چاہیئے — اگر غور کیا جاوے تو یہہ رسالہ دو قسموں پر منقسم ہے ' ایک وہ جو عقاید و عبادت سے علاقہ رکھتي ہے جسکو میں اب مذہب کہتا ہوں — دوسري جو عادت سے اور اور باتوں سے جو دنیاوي اُمور سے متعلق ہیں علاقہ رکھتي ہے ' جیسے کھانا ' پینا ' پہننا ' معاملہ کرنا ' وغیرہ امور تمدنی و معاشرت - پس جو کچھہ میں نے عقاید و عبادت کي نسبت لکھا ہے اُسکو اب بھی میں ویسا ہي برحق سمجھتا ہوں جیسا کہ جب سمجھتا تھا ' باقي امور معاشرت و تمدن کو جو میں نے مذہب میں شامل کردیا ہے اُسکو صحیح نہیں سمجھتا بلکہ بڑي غلطي جانتا ہوں - اصل یہہ ہے کہ ابتداے تعلیم سے یہہ خیال جما ہوا تھا کہ مذہب دین و دنیا دونوں سے علاقہ رکھتا ہے ' اور جب یہہ رسالہ لکھا اُسوقت بھي یہي خیال تھا ' پس دین و دنیا دونوں کي باتیں اسمیں ملادیں — بہت غوروں اور فکروں اور اونچ نیچ سمجھنے اور خدا اور خدا کے رسول کے احکام پر خوب فکر کرنے کے بعد دونوں میں تفرقہ معلوم ہوا ہے ' اور یہہ غلطي جو اس رسالہ میں ہوئي ہے کہلي ہے - میں نہایت خوشي سے اقرار کرتا ہوں اور یقین جانتا ہوں کہ دیني اور دنیاوي امور میں تفرقہ نکرنا اور دونوں کو برابر مذہبي احکام سمجھنا در حقیقت ایک بڑي غلطي ہے *

ضميقة

بيان مسئلة تصور الشيخ

بسم الله الرحمن الرحيم

مؤلفه سنه ۱۲۹۹ هجري مطابق سنه ۱۸۸۲ ع

ملاذا ، انچه درباب تصور شیخ ازین هیچمداں استفسار رفته مفکه ازین مقام آگاه نیستم کدام زمزمه توانم سرود و چوں درین وادي گامی نرفته‌ام ازین نشیب و فراز چه بازتوانم نمود ، کار آگاهان میگویند که این رمزیست که بگفت در نگنجد و به شنیدن راست نیاید تاته بیني باور نکني و تا در برنکشي بوصال فرسي این جلوه را به چشم سرنتواں دید و این جاده را بپائے خاکي نتواں برید لذت این باده وجداني است نه بیاني گفت را درین پرده به خاموشي پناه بردن است و سخن را درین خلوت به سکوت برخوردن درین صورت من کجا و این حرف زدن از کجا – اما چوں مرا در بجاآوري او امر بزرگان مجبور داشته اند هرچه از نتایج افکار نارسا ورہ آورد اندیشه جاده پیمائے من است بعرض می آرم و اندکے از بسیار می نگارم چوں پیش از تحریر مطلب از تمهید مقدمات چند ناگزیر است زبان قلم را بتقریر آں رخصت میدهم که بے بدرقه این رهبرها گام به منزل زدن دشوار و پے به مقصود بردن دور از کار است *

مقدمه اول

از مسلمات کرام و متفق علیه خواص و عوام است که صحبت را اثرے هست اگر بانیک بنشیني نیک بر آئي و اگر بابد همنشیں گردي نقاب از چهره قبح بر کشائي و این معني است که ازین سرتا آں سرکس زبان بحرف انکارش نیالاید خواهي از گبر و ترسا باز پرس و خواهي از زاهد و پارسا باز جو و لله در من قال —

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

ومارا حدیث رسول مقبول صلی الله علیه وسلم که دلم خاک راه وجانم فدائے فرق آں عرش دستگاه باد درین باب بس است اخرجه البخاري عن ابی موسی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم مثل الجلیس الصالح والسوء کحامل المسک و نافخ الکیر فحامل المسک اما ان یحذیک و اما ان تبتاع منه واما ان تجدمنه ریحا طیبة و نافخ الکیر اما ان یحرق ثیابک و اما ان تجدمنه ریحا خبیثة پس در اثر صحبت که انرا به عرف عام فیض صحبت نامند کسی را جائے گفت نماند *

مقدمه دویم

هرگاه فیض صحبت را قبول نمودي به بداهت خواهي دانست که این فیض نه در جوارح می شود و نه از جوارح که آنرا بچشم ظاهر می بیني و یکے را چشم ویکے را دست ویکے را پانام می نهي ورنه باید که از نابینا هیچ نکشاید و از بے دست وپا هیچ نیاید و این بر باطل است نزد انکه عالم باشد یا جاهل کسی را که ایزد بے همتا چشم بصیرت کشاده باشد از بستگي این دو چشم ابلق چه زیان زاید و کسیکه دست گرفته ید قدرت قادر حقیقي باشد از بے دست و پائے ناکام نیاید درین پردہ خاک آلود و درین نمود بے بود شاهدیست نوراني که اینهمه نیرنگیهاے اوست و این همه بوالعجبي ها ازوست این فیض هم ازوست و هم دروست حکماء آنرا به نفس ناطقه بزرگوارند و کبرائے ما آنرا روح نام گذارند چوں این دریافتي دانستي که این فیض صحیب هم از روح است و هم در روح این دست و پا و چشم ظاهر شما را در آں مدخلی نیست *

مقدمه سوم

مسلم جمیع امم است که تا تحسین فاعل در تو جاے نگیرد فعل فاعل در تو اثر نکند و همین تحسین فاعل را بحسب مراتب جداگانه نام نهاده اند سوخته جانان آتش عشق آنرا محبت دانند و آداب دانان طریق ارادت آنرا عقیدت نامند و در حقیقت مدار وصول فیضها بر آنست و ملاک حصول لذتها هماں چه نفس ناطقه موثر بمنزله باراں رحمت الهي است و نفس ناطقه موثر بمنزله کشت و محبت و موثر با موثر مادہ قابل آں تا آں مادہ قابل خواه آنرا محبت خواني و خواه عقیدت داني در تو پیدا نشود صحبتي در تو اثر نکند ـــ

باراں که در لطافت طبعش خلاف نیست
در باغ لاله روید و در شور بوم خس

" عن انس ابن مالک انه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لایو من احد کم حتی اکون احب الیه من نفسه و ولده والناس اجمعین و في حدیث عمر انت احب الی یا رسول الله من کلشئي الامن نفسي التي بین جنبي فقال له علیه الصلوٰة والسلام لاتکون مومنا حتی اکون احب الیک من نفسک فقال عمر والذي انزل علیک الکتاب لانت احب الي من نفسي التي بین جنبي فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم الان یا عمر قد تم ایمانک " ادنی فیض صحبت نبي حصول ایمان کامل است و آں بے حصول محبت صورت نه بندد صدیق را رضي الله عنه که به بلندي درجات برداشتند و ابوجهل را به پستي درکات انداختند منشاء آں وجود و عدم گوهر شبچراغ داغ محبت رسول مقبول بوده است صلی الله علیه وسلم ورنه صحبت آنحضرت را که هر دو

دریافته بودند یکی را که این حبل المتین بدست آید به بلند ترین مراتب ترقی کرد و دیگرے که این عروة الوثقی را از کف فروهشت کمترین مرتبه که حصول ایمان کامل است نیز بدست نیامد پس مستفیض را باید که محبت مفیض بر خود واجب داند تا در نفس هر دو مناسبتی پیدا آید و تاثیر و تاثر در هر دو رو نماید و شاید همین مقام را سالکان طریقت فنا فی الشیخ نام نهاده باشند وارفته راه مقصود دانند که بے وصول این مقام کارے بر نیاید و اثرے رخ نکشاید ما بے بصران بسررشتهٔ ازیں کار گاه پے بردہ ایم دیگر کار آگاهان دانند ــــ

رموز مصلحت ملک خسرواں دانند
گدائی گوشه نشینی تو احمدا مخروش

مقدمه چهارم

اصل اصول بهمرسیدن محبت مفیض تذکر اوست" قال الله تبارک و تعالی فاذکر و نی اذکر کم و احادیث بےشمار مثبت این مدعا است که این مختصر گنجائے آنرا برنتابد و این مدعا را به بداهت عقل نیز تواں دریافت لیلی را که برسر مجنون آورد و شیرین را درغم فرهاد که سیاه پوش ساخت مذاق اشنایان عشق مجازی روزی نیست که لذلت باگورة تذکر را بکام درنیابند آرے این هم آغوشی خیالی و این وصال فکری محبوب را برسر بازار آورد و آنچناں همرنگ خود سازد که معشوق عاشق گردد ــــ

عشق آں خانماں خرابی هست
که ترا آورد به خانهٔ ما

و تذکر را خیال مذکر کانه هو لازم است که گاهی ازاں منفک نشود به نفس خود درآی و خیال کن آنگاه میتوانی دریافت که او در دل تو باشد و اورا به یادآری و محبت و ذوق و شوق و عشق تو در جوش باشد و صورت خیالیه آن بتعینه و تشخصه در خیال تو نباشد حاشا و کلا و همچناں که تذکر مستلزم تصرر است همچناں تصور که مستلزم تذکر است باعث محبت مهشود فی الحدیث عن حسن ابن علی قال سئلت خالی هند بن ابی هالة و کان وصافا عن حلیة النبی صلی الله علیه وسلم و انا اشتهی ان یصف لی منها شیئا اتعلق به یعنی محبت گزینم بسبب آں اے بسبب تصور جمال باکمال حضرت صلی الله علیه و سلم هرگاه این مقدمات را دانستی بداں و آگاه باش که حضرات نقشبندیه ما رضوان الله علیهم اجمعین بهمین مراقبه امر فرموده اند که طالب را تصور شیخ لازم است هم در حال ذکر وهم غیر آں تا به آں تذکر دلی و خیالی محبت شیخ در دل طالب بجوش آید و رفته رفته مرتبه فنا فی الشیخ صورت گیرد و در نفس ناطقه شیخ و طالب مناسبتی پیدا شود تا فیض صحبت و ارشاد در نفس ناطقه طالب جاے گیرد و از رزایل پاک و صاف نموده بمدارج

اعلی رساند دریں مقام ایں تصور را هرچه بگویم رواست اگر بگویم که تصور شیخ انبوب رحمت الهي است حق گفته باشم و اگر بدانم که بدون تصور شیخ راهی بجناب الهي و درگاه رسالت پناهي نمی یابم هم حق دانسته باشم و ایں محبت شیخ غالب لست که دو قسم بوده باشد یکی و هبی و دویم کسبي که بتصور قصدي و تذکر ارادي دست داده باشد ما اول را رابطه میدانم و ثاني را تصور اگرچه در مال هر دو فرقی نیست و انچه کذابان بربسته اند که ایں بزرگان در حالت مراقبه شیخ را حاضر و ناظر و عالم و دانا در هر وقت و هر حال میدانند و مراد از مراقبه همیں میگویند که شیخ موجود است و بے آله و واسطه مارا می نگرد و از حال ذاکر بے سبب و وسیله واقف و آگاه میشود حاشا که دامن پاک ایں بزرگان ازیں اعتقاد آلوده باشد بل چنانکه دانستي ایں مراقبه بالکلیه از حال و واردات صحابه و تابعین و تبع تابعین ماخوذ است و اقوال سرور ما و سرور انبیا صلی‌الله علیه و سلم بر آں دال است و علما هم در خطاب الصلواة و السلام علیک ایها النبي و رحمة‌الله و برکاته بهمیں معني تصریح کرده اند پس چگونه بدعت و ممنوع باشد با آنکه ایں بزرگان ایں مراقبه را هم آله و واسطه ترقي به اعلی میدانند تا فی‌الجمله تزکیه نفس بهمرسد و فنافی‌الرسول که نصیب کافه مومنان پاک دین باد حاصل آید مارا تعرض با کسی نیست انچه دانسته ایم مارا کافي است گو نا فهمان سر به سنگ زده باشند و انچه مولانا اسمعیل علیه‌الرحمة در صراط‌المستقیم فرموده اند ایں هم مقتضائے مقامی است که بدانست من بنده کیفیت آں مقام در رگ و پی مولانا سرایت کرده بود و جمله تصانیف شان مبني برهماں کیفیت اند معهذا مولانائے مرحوم با آنکه نوشتن آنچنان بود خدمت کساني که مراقبه و مواظبت رابطه و ظیفه شبا روزي شان بود تا نفس واپسیں پیشوا و مقتدائے خود شان دانسته اند و کاهی راه سوء ظن نسبت به آں بزرگان نرفته *

والسلام علی من اتبع الهدی

ترجمه

دیباچه کیمائی سعادت

معه

ترجمه دوسه فصل

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مولفہ سنہ ۱۲۷۰ ھجری مطابق سنہ ۱۸۵۳ ع

دیباچہ نوشتہ مترجم

الھي تونے ھم ناچیز اپنے بندوں کو نیست سے ھست کیا اور پھر کن کن نعمتوں اور کیسے کیسے احسانوں سے نوازا آنکھیں دیں ناک دي کان دیئے زبان دي ھاتھہ دیئے پانوں دیئے سر سے پانوں تک دیکھو تو ذرا ذرا اور رواں رواں تیري ھي نعمتیں اور تیرے ھي احسان ھیں پھر اس پر بھي تونے بس نکیا تمام عالم کو اپنے ناچیز بندوں کے لیئے پیدا کیا رات بنائي کہ آرام سے سوتے ھیں دن بنایا کہ اپنے کام سے لگتے ھیں پھر دنیا میں کیسي کیسي نعمتیں کھانے اور پینے اور پھننے اور سننے اور دیکھنے کي بنائیں کہ ایک سے ایک اچھي اور نرالي ھی غرضکہ تونے اپنے ناچیز بندوں کے تن بدن اور دل اور جان اور روئیں روئیں کو اپنے احسانوں سے بھردیا ھی پھر کیونکر تیرے احسانوں کا شکر ادا ھوسکے ایک ادنی غلام ھوتا ھی سچ پوچھو تو اُس کے خاوند کا غلام پر کیا احسان ھی پیدا اُسنے نہیں کیا آنکھہ اُسنے نہیں دي ناک اُسنے نہیں دي کان اُسنے نہیں دیئے ھاتھہ اُسنے نہیں دیئے پانوں اُسنے نہیں دیئے ھاں البتہ آپ جیسے بندے کو چار پیسے دیکر مول لینے کا نام کیا ھی پھر دن رات اپني خدمت میں رکھتا ھی ذرا سي تقصیر پر مارتا ھی روٹي نہیں دیتا کپڑا چھین لیتا ھی ان باتوں پر بھي وہ غلام اپنے خاوند کا حق ادا نہیں کرسکتا تجھہ سے مالک کا حق کیونکر ادا ھو کہ رواں رواں تیرا دیا ھوا اور تیرا پالا ھوا ھی اے میرے رب تو تو میرا ایسا پیارا مالک ھی کہ میں دن رات تقصیر پر تقصیر کرتا ھوں اور تو آپ دیکھتا ھی اور کچھہ نہیں کہتا نہ ایک دن روٹي بند کي اور نہ کبھي کپڑے چھینے پھر ھم ناچیز تیرے بندے کیونکر تیرا شکر اور تیرا حق ادا کرسکیں ھمارا تجھہ پر کچھہ حق نہیں اور تو ھمکو دیتا ھی ھمارا تجھپر کچھہ زور نہیں اور تو ھمکو نوازتا ھی ھم نافرماني کرتے ھیں اور تو مھرباني کرتا ھی سچ ھی کہ خدائي تجھي پر زیبا ھی تیرے سوا اور کسي سے کب ھوسکتا ھی سچ ھی کہ تو ایک خدا ھی بے لگاؤ کہ نہ کسي کا بیٹا اور نہ کوئی تیرا باپ اور نہ کوئي تیرا کنبہ اے میرے اللہ جس طرح کہ تیري رحمت اور مھرباني کی انتھا نہیں اسي طرح بے انتھا اپني رحمت پیغمبر خدا محمد مصطفی سرور مرسلین رحمت للعالمین پر بھیج جن کے سبب ھمنے تجھہ سے خدا کو پھچانا الھي ھم تیري راہ کیا جانتے تھے اور تجھکو کب

پہچانتے تھے یہہ تیرے حبیب کا فضل ہی کہ جو ہمنے اس راہ کو پہچانا اور تیرے نام کو جانا ہمارا دل اور ہماري جان اُنکے نام کے قربان کہ اُنکے سبب ہم گمراہي سے نکلے اور ہم سیدھے رستے پر پڑے —

دل و جانم فدایت یا محمد * سر من خاک پایت یا محمد

آمین ثم آمین اور اُنکي اولاد پر اوراُنکے یاروں پر بہي اللہ کي رحمت ہو جنھوں نے رسول اللہ کي راہ کو بتایا اور ساري اُمت پر احسان کیا — اما بعد — اگرچہ بہت دنوں سے دل چاہتا تھا کہ ایک ایسي کتاب اُردو زبان میں لکہي جاوے جس سے نفس کو تہذیب اور اخلاق کو آراستگي دل کو نرمي ایمان کو مضبوطي حاصل ہو لیکن مکروہات زمانہ سے یہہ بات لیت و لعل میں پڑي تہي اتفاقاً سنہ ١٢٧٠ ہجري میں حاجي محمد امداداللہ صاحب دہلي میں تشریف لائے اور اُنہوں نے کیمیاے سعادت کے ترجمہ کو فرمایا اگرچہ دل میں شیطان نے وسوسہ ڈالا کہ اگر اس قسم کا کام کسي بادشاہ امیر وزیر کي فرمایش سے کیا جاتا تو روپئے ہاتہہ لگتے اِن درویشوں کي فرمایش سے محنت میں پڑنا کیا فائدہ اگر اچھے ہوں تو اپنے لیئے ہوں ہمکو کیا مگر پہر خیال میں آیا کہ بزرگوں کي دعا بہي کافي ہی آؤ ہم اُنکے ارشاد بموجب ترجمہ میں محنت کریں اور وہ ہمکو دعائیں دیں الحمد اللہ کہ اُنکے ارشاد کي برکت نے اِس سے بڑي بڑہ کر کام کیا کہ جب مینے اِس کتاب کے ترجمہ کا ارادہ کیا تو اللہ تعالی نے میرے دل سے بدلے کي طمع کو مٹادیا اور اس محنت کو خالص مخلص اپنے لیئے کیا " اني وجہت وجہي للذي فطرالسموات والارض حنیفا و ما انا من المشرکین " الٰہي جسطرح کہ تونے میرے دل میں یہہ بات ڈالي اسیطرح میري اس محنت کو خالص اپنے لیئے قبول کر اور اسکے تمام کرنے کي توفیق دے آمین یا رب العالمین *

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ اصل کتاب

اللہ کي درگاہ میں بہت سا شکر آسمان کے ستاروں اور مینہہ کي بوندوں اور درختوں کے پتوں اور جنگلوں کي ریت اور زمین کے ذروں برابر هی کہ یکا هونا اُسیکي تعریف هی اور دبدبہ اور بڑائي اور بزرگي اور شان اُسیکا سبھاؤ هی اُسکي بزرگي کو کوئي نہیں جانتا اور اُسکے سوا اور کوئي اُسکو نہیں پہچانتا اللہ کے پہچاننے میں بزرگوں کے پہچاننے کي انتہا پہچاننے سے عاجز آنا هی اور اللہ کي تعریف کرنے میں فرشتوں اور پیغمبروں کي تعریف کرنیکي انتہا اُسکي تعریف کرني اپنے مقدور سے باهر سمجھنا هی بڑے عقلمندوں کي عقل اُسکي ادنی بات میں حیران رہ جاتا هی اور اُسکي راہ ڈھونڈھنے والوں کو اُسکي نزدیکي ڈھونڈھنا دهشت میں پڑ جانا هی اُسکے پہچاننے سے بالکل اُمید توڑني ناداني هی اور اُسکے پہچاننے کا دعوی کرنا خام خیالي هی آنکھوں کا حصہ اُسکے جمال سے چکا چوند میں رہ جانا هی اور عقل کا حصہ اُسکي عجایب مخلوقات دیکھہ کر اُسکو برحق سمجھنا هی خدا نکرے کہ کوئي شخص اُسکي ذات کي فکر میں پڑے کہ کیونکر هی اور کیا هی اور خدا نکرے کہ کوئي دل اُسکي عجایب مخلوقات کے سمجھنے سے غافل رهے کہ کیونکر هیں اور کسنے بنائي هیں تب یقیني جان لیگا کہ یہہ سب اُسیکي قدرت کي نشانیاں هیں اور یہہ سب اُسیکي بزرگي کا نور هی اور یہہ سب اُسیکي حکمت کي عجائبات هیں اور اُسیکي ذات کا پرتو هی اور جو کچھہ هی اُسي سے هی اور اُسیکے سبب سے هی بلکہ وہ سب آپ هي هی کیونکہ اُسکے سوا اور کسیکا وجود حقیقت میں نہیں بلکہ هر چیز کا وجود اُسیکے وجود کا پرتو هی اور رحمت اللہ کي هو پیغبر خدا محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ سب پیغمبروں کے سردار هیں اور سب مسلمانوں کو سیدھي راہ بتانے والے اور اللہ کے بھیدوں کے امانت دار هیں اور اللہ کي درگاہ میں مقبول اور اُنکے یاروں پر اور اُنکے کُنبہ پر بھي اللہ کي رحمت هو کہ اُنمیں کا هر ایک اُمت کا سردار هی اور شریعت کي راہ کا بتانے والا - اما بعد - جاننا چاهیئے کہ آدمي کو کھیلنے اور کودنے کے لیئے پیدا نہیں کیا بلکہ اُسکا کام بہت بڑا هی اور اُسکا مطلب بہت اُونچا اگرچہ اللہ تعالی نے اُسکو نیست سے هست کیا هی مگر همیشہ هست هي رهیگا اور اگرچہ اُسکے تن بدن کا خمیر ادنی خاک هی لیکن اُسکي روح بہت اچھي اور پاک هی اور اگرچہ اُسکي ذات ظاهر میں بُري باتوں سے بھري هی لیکن اگر عبادت میں اُسکو گُھلاؤ

تو پھر سب بُرائیوں سے پاک هوکر الله کے دربار کے لایق هی او زمین سے لیکر آسمان تک
سب اُسکے تابع دار هیں ادنی درجه آدمي کا یهه هی که جانوروں اور درندوں اور شیطانوں
کے سے کام کرے نفس کي خواهش اور غصه میں پهنس جاوے اور بڑا درجه آدمي کا یهه
هی که فرشتوں کي سي باتیں پیدا کرے نفس کي خواهش کو چهوڑے غصه سے بچے اور
دونوں کو اپنا تابعدار کر کر آپ اُن پر بادشاه بنے تب الله صاحب کي بندگي کے لایق هووے
که اسطرح کا هونا فرشتوں کي خصلت هی اور آدمي کے لیئے بهت بڑي منزلت اور جب
آدمي کو الله کے دیدار کا مزه پڑا تو ایکدم بن دیکهے چین نهیں لیتا اور اُسکے دیدار بن اُسکو
آرام نهیں هوتا اور ظاهر کے آرام اُسکے آگے سب هیچ هوجاتے هیں اور جوکه آدمي کي ذات
الله صاحب نے بري باتوں میں ملي هوئي پیدا کي هی تو اُن بري باتوں کا نکلنا بغیر
عبادت کے ممکن نهیں جسطرح که ایسي کیمیا جس سے تانبا اور پیتل سونا بن جاوے مشکل
هی اور هر کسي کو نهیں آتي اسیطرح یهه کیمیا که جس سے آدمي کي ذات بري باتوں سے
پاک هوکر فرشتوں کي بزرگي میں جاملے اور همیشه کو چین پاوے مشکل هی اور اُسکو
بهي هر کوئي نهیں جانتا اس کتاب کے لکهنے سے مقصد یهه هي هی که اُس کیمیا کا نسخه
بتا دیا جاوے که حقیقت میں همیشه کو چین میں رهنے کي کیمیا یهه هي هی اور اسي
سبب سے میںنے اس کتاب کا نام بهي کیمیائي سعادت رکها هی که اسکو کیمیا کهنا سچ هی
کیونکه تانبے اور سونے میں تو بجز زردي اور چمک کے اور کچهه فرق نهیں اور اُس کیمیا
سے دنیا کے عیش و عشرت کے سوا اور کچهه فائده نهیں اور جب دنیا هي چند روز هی تو
اُسکے عیش کي کیا حقیقت هی اور یهه کیمیا همیشه کو چین میں رهنے کي هی که اُسکو
بهي انتها نهیں اور اُسکي نعمتوں کو بهي انتها نهیں اور کسیطرح کے غبار کو اُسکي نعمتوں
میں دخل نهیں پهر اس کیمیا کے سوا اور کسي پر کیمیا کا نام رکهنا جهوٹ مت کي
بات هی *

فصل

جاننا چاهیئے که جس طرح کیمیا هر کسي پاس نهیں هوتي بلکه بزرگوں اور
بادشاهوں کے خزانه میں هوتي هی اسیطرح وه کیمیا که جس سے آدمي کي ذات
بري باتوں سے پاک هو هر جگهه نهیں هوتي بلکه الله صاحب هي کے خزانه میں هی اور
الله صاحب کا خزانه آسمان میں تو فرشتي هیں اور زمین میں پیغمبروں کے دل هیں
پهر اگر کوئي اس کیمیا کو پیغمبر صاحب کے دل کے سوا اور کهیں ڈهونڈهے تو جان لو که
وه راه سے بهٹک گیا اور انجام کار اُسکا دل کي بیماري هی آخر حال اُسکا خام خیالي اور
قیامت کے دن بڑي خرابي هوگي اور اُسکے دل کي بیماري کهلیگي اور اُسکي خام خیالوں کي

رسوائي ہوگي پھر کہنے والے کہیں گے کہ اب اُٹھادیئے ہمنے تیرے آگے سے تیرے پردے اب نگاہ تیري آج کے دن تیز ہی اللہ صاحب کي بڑي نعمتوں میں سے ایک یہہ بھي نعمت ہی کہ ایک لاکھہ چوبیس ہزار پیغمبر اسي کام کے لیئے اپنے بندوں پاس بھیجے کہ اس کیمیا کا نسخہ سب کو سکھادیں اور اُن کو بتا دیں کہ دل کو اللہ کي عبادت میں کیونکر بُھلاویں اور بُرائي کو اور بُري باتوں کو جو دل پر کا میل ہی کیونکر دل سے دور کریں اور اچھي باتوں کو کھونکر دل میں ڈالیں اسي سبب سے جس طرح کہ اللہ صاحب نے اپني بڑائي اور پاکي بتائي ہی اسیطرح نبیوں کے بھیجنے پر بھي اپني بڑائي جتائي ہی اور سورہ جمعہ میں فرمایا ہی کہ پاکي سے یاد کرتا ہی اللہ کو جو کچھہ کہ آسمانوں میں ہی اور جو کچھہ کہ زمین میں ہی اور وہ بادشاہ ہي پاک ذات زبردست حکمت والا وہي ہی جس نے بھیجا اُن پڑھوں پر ایک رسول اُنھي میں کا سناتا ہی اُن کو اُسکي نشانیاں اور پاک کرتا ہی اُن کو اور سکھاتا ہی اُن کو کتاب اور حکمت پاک کرنے کے یہہ معني ہیں کہ بُري باتیں جانوروں کي سي اِن میں سے دور کرے اور کتاب اور حکمت کا سکھانا یہہ ہی کہ فرشتوں کي سي باتیں اُن کے دلمیں ڈالے اور کیمیا سے مطلب یہہ ہی کہ آدمي میں جو بُري باتیں ہیں وہ نرہیں اور جو اچھي باتیں ہیں وہ دلمیں بیٹھہ جاویں اور سب سے بڑي کیمیا یہہ ہی کہ آدمي دنیا سے بیزار ہووے اور اللہ صاحب کي طرف رجوع کرے جیسے کہ اللہ صاحب نے سور مزمل میں پیغمبر صاحب کو سکھایا کہ پڑھ نام اپنے رب کا اور رجوع کر اُسکي طرف سب سے الگ ہوکر اور الگ ہونے کے معني یہہ ہیں کہ سب چیزوں سے توڑے اور اللہ ہي سے جوڑے حاصل اس کیمیا کا تو یہي ہی اور یوں تو تفصیل اسکي بہت لنبي ہی مگر اس کیمیا کا طریق چار چیزوں کا جاننا ہی اور اُسکے رکن چار معاملوں کا کرنا ہی اور ہر ایک رکن کي دس اصلیں ہیں پہلا طریق — یہہ ہی کہ اپني حقیقت کو جانے دوسرا طریق — یہہ ہی کہ اللہ تعالی کو پہچانے تیسرا طریق — یہہ ہی کہ دنیا کي حقیقت کو جانے چوتھا طریق — یہہ ہی کہ قیامت کي حقیقت کو پہچانے اِن چاروں طریقوں کا جاننا حقیقت میں مسلمان ہونیکے طریق کا جاننا ہی اور اُن رکنوں کے بھي چار معاملے ہیں دو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہیں اور دو باطن سے وہ دو جو ظاہر سے علاقہ رکھتے ہیں اُن میں سے پہلا رکن — اللہ کا حکم بجالانا ہی کہ اُسکا نام عبادات ہی دوسرا رکن — ہر کام کے جو آداب ہیں اُن کا لحاظ رکھنا ہی کہ اُسکا نام معاملات ہی اور وہ دو رکن جو باطن سے علاقہ رکھتے ہیں اُن میں سے پہلا رکن — بُري باتوں سے اپنے دل کا پاک کرنا ہی جیسے غصہ سے اور کنجوسي سے اور حسد سے اور غرور سے اور تکبر سے کہ اس کا نام مہلکات ہی دوسرا رکن — اچھي باتوں سے اپنے دل کا سنوارنا ہی جیسے صبر کرنے سے شکر کرنے سے اللہ کي محبت رکھنے سے اللہ سے اُمید رکھنے سے اللہ پر توکل کرنے سے کہ اسکا نام منجیات

هی پہلا رکن - جو عبادات کا هی اُسمیں دس اصل هیں پہلي - سنیوں کے اعتقاد میں دوسري - علم سیکہنے میں تیسري - ستھرائي میں چوتھي — نماز میں پانچویں — زکوۃ میں چھٹي - روزہ میں ساتویں - حج میں آٹھویں - قران پڑھنے میں نویں - اللہ کي یاد کرنے اور دعاؤں کے مانگنے میں دسویں - وظیفہ پڑھنے میں دوسرا رکن - جو معاملات کا هی اُس میں بھي دس اصل هیں پہلي - کہانے کے ادب میں دوسري - نکاح کے ادب میں تیسري - کسب اور سوداگري کے ادب میں چوتھي - رزق حلال دھونڈھنے میں پانچویں - صحبت کے ادب میں چھٹي - گوشہ نشیني کے ادب میں ساتویں — سفر کے ادب میں آٹھویں - راگ سننے اور حال آنے کے ادب میں نویں - لوگوں کو اچھي باتوں کے سکھانے اور بُري باتوں سے منع کرنے میں دسویں — رعیت پالنے اور حکومت کرنے میں تیسرا رکن - بُري باتوں سے اپنا دل پاک کرنے میں جنکو مہلکات کہتے هیں اُس میں بھي دس اصل هیں پہلي - نفس مارنے میں دوسري - بھوک کے مارنے اور عورت کي خواهش کے روکنے میں تیسري - بُري باتوں سے چپ رهنے اور زبان کو برائي سے روکنے میں چوتھي - غصہ اور رشک اور حسد کھونے میں پانچویں - دنیا کي محبت کے چھوڑنے میں چھٹي - مال کي محبت توڑنے میں ساتویں - جاہ اور برائي کي محبت کھونے میں آٹھویں - ریا اور دکھلاوے کي عبادت نہ کرنے میں نویں - مغروري اور تکبر مٹانے میں دسویں - غرور اور غفلت دور کرنے میں چوتھا رکن - منجیات میں - اُسمیں بھي دس اصل هیں پہلي - گناهوں سے توبہ کرنے میں دوسري - شکر اور صبر کرنے میں تیسري - اللہ کے غضب سے ڈرنے اور اُسکي رحمت سے اُمیدوار رهنے میں چوتھي - فقیري اور زهد کرنے میں پانچویں - سچي اور خالص نیت رکھنے میں - چھٹي - اپنے نفس سے برائیوں کا حساب لیتے رهنے اور اُسکے حالات پر غور کرنے میں ساتویں - اللہ تعالی کي عجایب حکمت کے فکر کرنے میں آٹھویں - توکل اور توحید میں نویں - اللہ کي محبت اور شوق میں دسویں - موت کے یاد کرنے اور احوال قیامت کے سوچنے میں - یہہ فہرست هی تمام کتاب کیمیاے سعادت کي اور اِس کتاب میں آگے کو اِن سب باتوں کي تفصیل آسان عبارت میں آویگي اگر کسي کو اِس سے زیادہ تحقیق کرني هو تو عربي زبان میں جو کتابیں لکھي گئي هیں جیسے احیاءالعلوم اور جواهرالقران اور اُسیطرح کي اور کتابوں میں دیکھے کیونکہ اِس کتاب سے یہہ مطلب هی کہ هرایک اِسکو سمجھہ سکے اللہ تعالی اِس کتاب کے پڑھنے والوں کي نیت بخیر کرے اور میري نیت کو بھي ریا اور دکھلاوے کي باتوں سے پاک کر کر قبول کرے اور توفیق دے کہ جو کہوں وهي کروں کیوں کہ آپ نہ کرنا اور اوروں کو کہنا بے تاثیر هوتا هی اور لوگوں کو کہنا اور آپ اُسپر عمل نکرنا قیامت کا وبال هوتا هی خدا اُس سے بچاوے *

ابتدا کتاب کي

مسلماني کے طريق پيدا کرنے ميں اور وہ چار طريق هيں پهلا طريق - اپنے آپ کو پهچاننا
هی —— جاننا چاهيئے که الله تعالی کے پهچاننے کي جڑ اپنے آپ کا پهچاننا هی اِسيواسطے کها
هی که جس نے اپنے آپ کو پهچانا اُسنے الله کو جانا اور الله صاحب نے بهي سورہ فصلت
ميں فرمايا که اب هم دکهلاوينگے اُنکو اپني نشانياں دنيا ميں اور اُنکے آپے ميں جب تک
که کهل جاوے اُنپر که يهي ٹهيک هی غرض که اپنے آپے سے سوا کوئي چيز تجهه سے
نزديک نهيں هی پهر اگر تونے اپنے آپے کو نجانا تو اور کو کيا پهچانے گا اگرچه تو کهتا هی
که ميں اپنے تئيں جانتا هوں مگر يهي غلطي هی اِسطرح کے جاننے سے الله کي حقيقت
کا پهچاننا نهيں آتا کيونکه اتنا تو جانور بهي اپنے تئيں جانتا هی جتنا که تو سر اور منهه
اور هاتهه پانوں گوشت پوست ظاهر کا ديکهه کر پهچانتا هی اور باطن کي تجهے اِسي قدر
خبر هی که جب بهوک لگتي هی روٹي کهاتا هی اور جب غصه آتا هی لڑپڑتا هی
جب عورت کو دل چاهتا هی جورو پاس جا سوتا هی اِتني بات ميں تو تمام جانور
تيرے برابر هيں پهر تجهه کو چاهيئے که اپني حقيقت کو ڈهونڈے که کهاں سے آيا هی
اور کدهر کو جاويگا اوردنيا ميں کس کام کو آيا هی اور کس دهندے کے ليئے تجهے پيدا کيا هی
اور تيري بهلائي کيا هی اور کس چيز ميں هی اور تيري بُرائي کيا هی اور کس چيز ميں
هی اور يهه باتيں جو تجهه ميں جمع هيں که اُن ميں بعضي چرندوں کي هيں اور بعضي
درندوں کي اور بعضي ديووں کي اور بعضي فرشتوں کي اِن ميں سے تو کون هی اور کون سي بات
اصل ميں تيري هی اور کون سي بيگاني تجهه ميں آگئي هی اگر اس بات کو تو نجانيگا
تو اپني بهلائي ڈهونڈه نه سکيگا کيونکه اِن ميں سے هر ايک کي غذا جدا اور هر ايک کا کام
جدا هی جانور کي غذا اور اُسکا کام دن رات کهانا اور اينڈنا اور سونا هی پهر اگر تو جانور هی
تو دن رات کهانے اور اينڈنے اور سونے کي فکر ميں رہ اور درندوں کي غذا اور اُنکا کام پهاڑنا اور
چيرنا مارنا اور لڑنا هی اور ديووں کي غذا اور اُن کا کام فساد کرنا اور سر اُٹهانا اور فريب کرنا
هی پهر اگر تو ان ميں سے هی تو اِن کے کاموں ميں مشغول هو که جو اِن کا مطلب هی
وہ تجهکو حاصل هو اور فرشتوں کي غذا اور اُنکا کام الله کے ديدار کا ديکهنا هی اسي سبب سے نه
اُن پاس غصه هی نه اُنميں جانوروں کي سي باتيں هيں اگر تو بهي اصل ميں فرشته هی تو
اُسميں کوشش کر که الله کو پهچانے اور اُسکے ديدار کے ديکهنے کے لايق هو اور نفس کي خواهش
اور غصه سے بچے اور اسبات کو سمجهے که جانوروں اور درندوں کي باتيں تجهه ميں کيوں
بنائي هيں کيا اسليئے بنائي هيں که تجهکو پکڑکر تجهه سے اپني خدمت ليويں اور دن رات
تجهکو اپنا چاکر بناويں يا اسليئے بنائي هيں که تو اُنکو پکڑے اور جو موت کا سفر تجهکو کرنا

ھی اُسمیں ان سے خدمت لے کسي سے گھوڑے کا کام لے اور کسي سے ھتیار کا اور چند روزجو یہاں ھی تو بھي اُنسے اپني خدمت لے تاکہ ان کے سبب تجھکو بھلائي ملے اور چین سے اپنے اصلي وطن میں چلا چلے اچھے لوگوں کے نزدیک تو وہ وطن دن رات اللہ کے دربار میں حاضر رھنا اور اُسکے دیدار کا دیکھنا ھی اور عوام کے نزدیک بہشت میں جانا ھی غرضکہ یہہ باتیں تجھکو جانني لازم ھیں تاکہ تھوڑاسا اپنے آپکو جانے اور جو شخص کہ اتنا بھي نجانیگا دین کي راہ میں اُسکے نصیب پریشاني ھی اور دین کي حقیقت اُس سے پردہ میں ھی *

فصل

اگر آدمي اپنے آپکو پہچاننا چاھے تو جان لے کہ آدمي کو دو چیزوں سے پیدا کیا ھی ایک تو ظاھر کا بدن ھی کہ آنکھہ سے دکھائي دیتا ھی اور ایک اندر کچھہ چیز ھی کہ اُسکو روح اور جان کہتے ھیں اور بعضي دفعہ جو کہتے ھیں کہ دلمیں یہہ بات آئي تو اُس دل سے بھي وھي روح اور جان مراد ھوتي ھی اور وہ اندر کي چیز باطن کي آنکھہ سے دکھائي دیتي ھی ظاھر کي آنکھہ سے نہیں سوجھتي اور وھي اندر کي چیز آدمي کي حقیقت ھی اور اُسکے سوا جو کچھہ ھی اُسکے تابع اور نوکر چاکر خدمتگار ھیں اور امام غزالي صاحب نے اُس اندر کي چیز کا دل نام رکھا ھی اور جس جگہہ دل کا نام لیکر وہ کچھہ بات کہتے ھیں تو وھاں اُنکي مراد آدمي کي اصل حقیقت کي بات کہني ھوتي ھی اُسي کو روح بھي کہتے ھیں اور جان بھي کہتے ھیں اور امام غزالي صاحب کي مراد اس دل سے ظاھر کا دل جو گوشت کا تکرا آدمي کے بائیں طرف سینہ میں لٹکتا ھی نہیں ھوتي کیونکہ وہ فرماتے ھیں کہ اُسکي کیا حقیقت ھی وہ تو جانوروں اور مردوں کے بھي ھوتا ھی اور وہ تو آنکھہ سے بھي دکھائي دیتا ھی اور جو چیز کہ ظاھر کي آنکھہ سے دکھائي دیوے وہ تو دنیا کي چیزوں میں سے ایک چیز ھی جسکو عالم ظاھر کہتے ھیں اور جس دل کا وہ ذکر کرتے ھیں وہ عالم ظاھر میں سے نہیں ھی بلکہ یہاں تو مسافروں کي طرح راہ چلتے آنکلا ھی اور یہہ ظاھر کا دل گوشت کا تکڑا گویا اُسکے سفر کرنیکي سواري ھی اور سب اعضا اُسکےنوکر چاکر خدمتگار ھیں اور وہ سب کا بادشاہ ھی اور اُسکا کام اللہ کا پہچاننا اور اُسکے دیدار کا دیکھنا ھی اور جو اللہ کا حکم ھی اُسیکے لیئے ھی اور جو گناہ ھوتا ھی اُسي پر ھوتا ھی اور جو عذاب ثواب ھی سب اُسي پر ھی اور اچھا ھونا بُرا ھونا اصل میں اُسیکا ھی اور ظاھر کا بدن اُن سب باتوں میں اُسکے تابع ھی غرضکہ اُس اندر کي چیز کا خواہ دل نام لو خواہ جان اور خواہ روح اُسکا جاننا اور اُسکے بھلے بُرے کاموں کو پہچاننا اللہ تعالی کے پہچاننے کي جڑ ھی پھر آدمي کو اسمیں کوشش کرني چاھیئے کہ اُس اندر کي چیز کو جانے کیوں کہ وہ بہت اچھا پاک صاف موتي ھی اور ذات الھي کے دریا

میں سے نکلا ھی اور یہاں مسافر ھوکر سوداگري کرنے اور کمائي کرنیکو آیا ھی اور انشاالله تعالیٰ جس سوداگري اور کمائي کرنیکو وہ اندر کي چیز یعني آدمي کي روح دنیا میں آئي ھی اُس سوداگري کرنے اور کمائي کرنیکے معني آگے معلوم ھووینگے *

فصل

جاننا چاھیئے که روح کي حقیقت کا پہچاننا نہیں آتا جبتک یہہ نجانے که وہ بیشک موجود ھی اور اُسکي حقیقت کیا ھی اور اُسکے نوکر چاکر کون ھیں اور اُسکو نوکروں چاکروں سے کیا علاقه ھی اور اُسکا کام کیا ھی اور اُسکو الله تعالی کي پہچان کیونکر ھوجاتي ھی اور وہ اس درجه پر کیونکر پہنچتي ھی اگرچه اس سب کا حال هم بتاوینگے مگر اتني بات یہیں جان لیني چاھیئے که روح کا حقیقت میں موجود ھونا تو ظاھر ھی کس لیئے که آدمي کو اپنے ھونے میں کسیطرح کا شک نہیں اور وہ یہہ بھي جانتا ھی که میرا ھونا صرف ظاھر کے بدن کا ھونا نہیں ھی کیونکه ظاھر کا بدن تو مُردہ کے بھي ھوتا ھی مگر جان نہیں ھوتي اور جب وہ جان نہیں ھوتي تو پھر آدمي مردار ھی اور اگر کوئي شخص آنکھه بند کرکر اپنے تن بدن کو بھول جاوے اور آسمان زمین کو بھي بھول جاوے اور جو کچھه آنکھه سے دکھائي دیتا ھی اُسکو بھي بھلادے تو بھي اُسیکو اپنے ھونے میں کچھه شک نہیں ھوتا اور اپنے آپ کو جانتا ھی گو اُسنے آسمان کو اور زمین کو اور جو کچھه که اُسمیں ھی سبکو بھلادیا ھو اگر کوئي شخص اسي بات پر غور کرے تو تھوڑاسا قیامت کا حال بھي سمجھلے اور جان جاوے که یہه بھي ھوسکتا ھی که اگر ظاھر کا بدن بھي اُسکا جاتا رھے تو بھي وہ شخص جیسا ھی ویساھي رھے *

فصل

جاننا چاھیئے که روح کي حقیقت کي جستجو کرنے میں که وہ کیا ھی اور کیونکر ھی شریعت کي اجازت نہیں اور اسي سبب سے حضرت پیغمبر صاحب صلی الله علیه وسلم نے بھي اُسکي تفصیل بیان نہیں کي الله صاحب نے بھي سورہ بنی اسرائیل میں یوں ھي فرمایا که روح کا حال جو تجھه سے پوچھتے ھیں اُنسے کھدے که روح میرے الله کا حکم ھی اور اس سے سوا که الله کے حکموں میں سے یہه بھي ایک حکم ھی پیغمبر صاحب نے بھي بتانے کا حکم نہیں پایا سچ ھی الله ھي کے لیئے پیدا کرنا ھی اور اُسیکے لیئے حکم ھی ظاھر کي مخلوق کا عالم اور ھی اور باطن کے حکموں کا عالم جدا ھی جو چیز که اندازہ میں آسکے یا دکھائي دیوے یا خیال میں آوے که کتني ھی اُسکو تو ظاھر کي مخلوق کا عالم کھتے ھیں کیونکه خلق کے معني اصل میں اندازہ میں لانیکے ھیں آدمي کے دل کا کچھه اندازہ نہیں

اور نہ یہہ معلوم ہوسکتا ہی کہ وہ کتنا ہی اور اسي سبب سے دو مخالف باتیں اُسمیں جمع نہیں ہوتیں کیونکہ اگر جمع ہوسکتیں تو ممکن تہا کہ دل کا ایک کونا ایک بات کو جانتا ہو اور دوسرا کونا اُسي بات سے ناواقف ہو اور ایک ہي دم میں عالم بہي ہو اور اُسي دم میں جاہل بہي ہو اور یہہ بات نہیں ہوسکتي اور باوجودیکہ اس دل میں نہ دوہري بات آسکتي ہی اور نہ اُسکا اندازہ ہوسکتا ہی اسپر بہي اللہ کا پیدا کیا ہوا ہی *

اِسیقدر ترجمہ لِکھا گیا تھا